فغانِ ایران

(یورپین سازوباز اور مشرقی سازش کی ایک دلچسپ داستان)

مترجمہ

اُم الاعظم بلگرامی

سنہ ۱۳۲۳ف

مطبوعہ

مطبع اختر دکن حیدرآباد میں سید سخاوت علی کی اہتمام سے چھپا

فغانِ ایران

(یورپین سازوباز اور مشرقی سازش کی ایک دلچسپ داستان)

مترجمہ

اُم الاعظم بلگرامی

سنہ ۱۳۲۳ف

مطبوعہ

مطبع اختر دکن حیدرآباد میں سید سجاوت علی کے اہتمام سے چھپا

طبع اول

ایک ہزار جلد

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار

فہرست تصاویر

تہدیہ

مین یہ کتاب اپنی قومی بہنون کے نام معنون کرتی ہون اور امید ہے کہ فلاح قوم مین
جو اُنھون نے اپنے بھائیون کا ہاتھ بٹایا ہے یہ کتاب کچھ معاون و مفید
ثابت ہوگی کسی قوم کو معراج کمال پر پہونچنے کیلئے یہ ضرور ہے کہ طبقۂ اناث
بھی علم کے وسیع میدان مین مساوی درجہ حاصل کرے۔ یورپ کی
ترقی کا بڑا راز یہی ہے کہ وہان کی عورتین بھی مثل مردون کے زیور
تعلیم سے آراستہ ہین۔ مثل مشہور ہے کہ ایک بچہ کے لئے پہلا مدرسہ
اُسکے مان کی گود ہے۔ جس قوم مین یہ ابتدائی مدارس بچون کی تعلیم و تادیب
کے لئے مفقود ہون وہ کیا خاک ترقی کر سکتی ہے۔ جو اصحاب تعلیم
نسوان کے مخالف ہین اور خواتین اسلام کو جہالت کی تاریکی مین رکھنا
پسند کرتے ہین اُنکو چاہیئے کہ چشم بصیرت سے طلب العلم فریضۃ

کی حدیث نبوی کو ملاحظہ فرمائیں۔ طبقۂ نسوان کو کس نے اس حدیث سے

مستثنٰی کیا ہے۔ کیا اسلام میں عورتیں عالمہ فاضلہ شاعرہ نہیں گزری ہیں

یہ ظاہر ہے کہ فی نفسہ بے حجابی تحصیل کمالات علمی کے لئے ضرور

نہیں ہے۔ پھر نہ معلوم عقلا کو کس وجہ سے عورات کے جاہل و غافل

بنانے پر اصرار ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ میری ناچیز تالیف اس حجاب

تغافل قومی کے دور کرنے میں کم و بیش مدد دیگی اور ارباب عقول کی

نظروں میں کچھہ عزت قبول حاصل کریگی۔

ام الاعظم بلگرامی

۱۵۔ دسمبر ۱۹۱۳ء
خیریت آباد۔ } حیدر آباد دکن

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

دیباچہ

مراکش جا چکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہے
کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریض ناتوان کب تک

مولانا شبلی کے قومی نوحہ کا یہ شعر سعدی شیرازی کے مرثیہ کا ایک شعر یاد دلاتا ہے

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

فرق صرف اتنا ہے کہ وہان تاتاریون نے عباسیون کی حکومت کا خاتمہ کیا تھا اور یہان روح اللہ کی امّت نے اسلامی سلطنتون کو خاک مین ملایا مگر جو اسباب خلافت کی تباہی کا باعث ہوئے وہی ان سلطنتون کی بربادی کا سبب ٹھہرے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ اُدھر یورپ مین زمین کی گروی اور مسطح ہونے پر جھگڑے ہو رہے تھے اور اِدھر اندلس۔ بغداد۔ اور قاہرہ کے مدارس مین کرہ ارضی رکھا ہوا تھا اور جغرافیہ پڑھایا جاتا تھا۔ اگر محمد

فرغنی کی تصانیف کا یورپین زبان میں ترجمہ نہ کیا جاتا تو یورپ علم ہیئت
کی اشاعت سے محروم رہتا۔ یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے پہلے پہل
یورپ میں رصدگاہیں بنائیں۔ ۱۱۹۶ء میں الہیثم کے اہتمام سے
منارہ رسدگاہ تعمیر ہوا مگر اندلس سے مسلمانوں کے نکالے جانے کو
بعد اہل اسپین کو اتنا شعور بھی نہ تھا کہ اُس منارہ کا مصرف سمجھتے اُنہوں نے
اُسے کلیسا کا گھنٹہ گھر قرار دیا۔ کیا نصیر الدین طوسی یا ابن یونس کے بنائے
ہوئے نقشہ ہائے فلکیات مسلمانوں کی دماغی قابلیت کا ثبوت نہیں دیتے
مسلمانوں ہی کی کوشش سے علم مثلث نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی
عملی علوم میں جن کا دارومدار تجربہ پر ہے علم کیمیا کی ایجاد کا سہرا انہیں کے
سر رہا۔ علاوہ سائنس کے مسلمانوں نے یورپ کو صنعت و حرفت کے
فن۔ طرق معاشرت اور روزانہ زندگی کے آداب سکھائے۔ فن فلاحت
میں آبپاشی کے مختلف طریقے بتائے۔ چوپایوں کی افزائش نسل کے
اصول تعلیم کئے۔ ریشم پیدا کرنے کے طریقے بتائے۔ یورپ میں چاول
شکر اور روئی کی کاشت کی بنا ڈالی۔ غرضکہ جہاں پیاز تک نہ اُگتی تھی
وہاں زعفران لہلہانے لگا۔ اس وقت یورپ میں جو عمدہ عمدہ باغ نظر
آرہے ہیں وہ مسلمانوں ہی کی بدولت نصیب ہوئے۔ حقیقت یہ ہے
کہ مسلمانوں نے یورپ پر وہ احسان کیا ہے کہ تاریخ کے صفحوں سے

کبھی نہین مٹ سکتا۔ ہر قسم کی صنعت و حرفت اُنہین نے تعلیم دی۔ بلکہ
بارود اور توپ خانہ بھی اُنھین نے ایجاد کیا پہلی توپ جو بنائی گئی وہ
ڈھلی ہوئی نہ تھی بلکہ موٹے آہنی پتھرون سے بنائی گئی تھی۔ جہازرانی
کے لئے قطب نما ایجاد کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانون کو جہازرانی
اور تجارت سے خاص دلچسپی تھی۔ تجارت کی ترقی کا اندازہ اس سے ہوسکتا
ہے کہ خلیفہ عبدالرحمن ثالث کے زمانہ مین جو محصول صرف تجارتی مال سے
وصول ہوتا تھا اُسکی تعداد (۸۳۵۰۰۰۰) آٹھ کروڑ پینتیس لاکھ روپیہ سالانہ تھی
جو اُس زمانہ مین یورپ کے کل سلاطین کی آمدنی سے بڑھی ہوئی تھی۔ ایک
ہزار سے زیادہ تجارتی جہاز تھے اور تقریباً دنیا کے کل مشہور بندرگاہون مین
فیکٹریان قایم تھین۔ قسطنطنیہ۔ بحراسود۔ بحرقلزم۔ بلکہ ہندوستان۔ چین
اور افریقہ کے سواحل تک اُن کے جہاز جاتے تھے۔ تجارتی معاملات مین
مسلمانون کی قابلیت کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ دسوین صدی مین جب
یورپ جہالت کی تاریکی مین ڈوبا ہوا تھا۔ ابوالقاسم نے اصول تجارت پر
ایک بڑی مبسوط کتاب لکھی تھی۔ مختصر یہ ہے کہ مسلمانون کی ترقی کا ایک وہ
عالم تھا کہ:۔

ہر کوچہ معلمے ستادہ | ہر گام فلاطنے فتادہ
بازارگیان او خردمند | ہم عقدکشا دہم رسد بند

ادبا سشن مجطلی آفسر میشند   اطفال شفضا ور آستیننشد

یا ایک زمانہ یہ آگیا ہے کہ رینان صاحب اپنی کتاب اسلام وسائنس مین ایک نقل لکھتے ہین کہ ایک دفعہ ایک فرنچ سیاح نے ایک اسلامی سلطنت کے وزیراعظم سے پوچھا کہ اس شہر کی آبادی کس قدر ہے تو اس کا جواب یہ ارشاد ہوا کہ واللہ اعلم بالصواب ۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مسلمانون نے اپنے ہاتھون یہ گت بنائی ۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ روس و جاپان کی لڑائی سے جو گویا یوروپ اور ایشیا کا مقابلہ تھا ایک اچھا سبق لیتے سینکڑون برس کے ادبار اور ناکامی کی وجہ سے ایشیا کو دنیا کی زندہ اقوام نے مرفوع القلم اور مردہ سمجھ لیا تھا مگر اس جنگ عظیم مین جاپان نے نمایان فتوح حاصل کر کے اس یوروپین کُلیہ کی غلطی مثل روز روشن عالم پر ثابت کر دی جس سے تاریخ دنیا مین بعد صدہا سال کے ایک جدید انقلاب پیدا ہوا ۔ حقیقت مین وہ جلیل الشان فتحیابی جاپان کی نہ صرف اُس کے لیئے سرمایۂ افتخار تھی ۔ بلکہ تمام ایشیائی حکمرانون اور اقوام دنیا کی عزت و شوکت اور قوت و استعداد حکومت کا اُس نے اعادہ معدوم کیا ۔ قطرہ کا دریا بن جانا یا ذرہ کا آفتاب ہو جانا جاپانی ترقی کی سچی مثال تھی ۔ یہ لڑائی نہ صرف قومی جوش اور ہر قسم کے علوم و فنون جنگ کی ترقی کا ثبوت تھی بلکہ اور صدہا مسائل مشکل

سیاست مدن اُس نے حل کر دئے۔ اس لڑائی نے مثل آئینہ یہ دکھا دیا کہ اگر
یہ معلوم کرنا ہو کہ ایک نیم وحشی قوم قلیل عرصہ مین اپنے کو اپنی بیدار مغزی اور
کوشش سے اعلےٰ درجہ کی مہذب قوم کیونکر بنا سکتی ہے تو اس کی صحیح
معیار اس لڑائی کی تاریخ تھی۔ ہماری قوم اور ملک بلکہ دنیا کے تمام ممالک
اور اقوام جو ترقی کرنا چاہتے ہین بغور دیکھین اور فکر کرین کہ خدا ایک ترقی خواہ
قوم کو جبکہ وہ کوشش انسانی کے فرائض کامل طور سے ادا کرے کس معراج کمال
پر پہنچاتا ہے اور قومی جوش و اتحاد کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ہم مسلمانون کی گزشتہ
تاریخ اور پچھلے کارنامے۔ ہمارے رہبرون کے نقش قدم تقلید کے لئے
کافی تھے۔ ہمارے یہان جو کانسٹیٹوشنل گورنمنٹ قائم ہوئی اُس کا مقابلہ آج
یورپ کی بہتر سے بہتر کانسٹیٹوشنل گورنمنٹ نہین کر سکتی۔ جو انسانی آزادی
ہمنے سکھائی وہ آج فرنچ ریپلک کو بھی نصیب نہین۔ یون کہنے کو یورپ کہا
کرے کہ مساوات و حریت کا وہ معلم ہے مگر ہم اسکو تسلیم نہین کر سکتے۔ اگر یورپ
نے مساوات انسانی کا سربستہ راز سمجھ لیا ہوتا تو آج بادشاہ و رعیت کے
حقوق و امتیازات مین اتنا فرق نہ ہوتا۔ یورپ کی مساوات تو یہین تک محدود
ہے کہ بادشاہ کے ہاتھ سے مطلق العنانی لے لی جاسے مگر اسلامی مساوات
اس سے کہین بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ اسلام تو یہ تلقین کرتا ہے کہ بادشاہون
کے سرون کو مرصع تاجون سے مزیّن کرنے کی ضرورت نہین۔ اُن کے نشست

کے لئے طلائی تخت بیکار ہین ۔ خدا کی مخلوق اس لئے نہین خلق ہوئی ہے کہ اپنا خون پسینہ کرکے کسی ایک بندہ خدا کے لئے بڑے بڑے عظیم الشان قصر بناے یا اسباب تعیش مہیا کرے ۔ اس سے بڑھ کے مساوات اور کیا ہو سکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ آج بادشاہ تو ایک طرف اگر کسی کے پاس کچھ سکے جمع ہو جاتے ہین تو اپنے تئین فرعون باسامان سمجھنے لگتا ہے ۔ اسلام کی اگلی سادگی اور عظمت کا پتہ گذشتہ صدی کے بعض افراد مین ملتا ہے اسلام کے روز افزون عروج اور زوال پر جب عمیق نظر ڈالی جاتی ہے تو عقل پر ایک عجیب سکتہ کا عالم طاری ہوتا ہے اور بالآخر فکر انسانی اس نکتہ پر منتہی ہوتی ہے کہ جو اسباب و علل زوال اسلام کے روز اول تھے ۔ وہی سات سو برس کے بعد اور وہی آج بھی عقلا روقت کے پیش نظر ہین اگرچہ صورت اُن کی تبدیل ہوگئی اور نام مختلف ہو گئے ہین مگر روح معنی ایک ہی ہے مثلاً زمانہ معتصم آخر خلفاء بنی عباس مین علت زوال سلطنت کیا تھی ۔ وہی افراط عیش پرستی اور بادشاہ وارکان دولت کی غفلت اسکے ساتھ نفاق اور خود غرضی کی وبار عام ۔ اختلافات باہمی کا زور وشور جو حکام وارباب اقتدار مین ساری تھا اور سلطنت کے حق مین سم قاتل بن گیا تھا تا اینکہ تاتاری وحشی قوم نے تخت خلافت کو تباہ اور بارگاہ حکومت کو خاک سیاہ کر دیا ۔ وہی اسباب ہمارے زمانہ مین بھی مراکش ۔ ٹرکی اور ایران کی بربادی کا سبب ہوے ۔ وہی سازشون

کی گرم بازاری اور سلاطین کی غفلت شعاری وہی نفاق وشقاق ارکان
دولت کا اپنے مضبوط قدم جما سے ہوئے ہے۔ ملک فروشی مین تو مسلمانون
کے مثل کوئی قوم یورپ مین نہین ملسکتی۔ اغراض نفسانی پر ملک اسلام کو
نثار کردینا ان کا خاص دین وایمان ہے۔ فرق یہ ہے کہ اُس زمانہ مین وحشت
نے اسلام پر حملہ کیا تھا اور اسکو زیر وزبر کردیا۔ ہمارے زمانہ مین تہذیب
نے ممالک اسلام کو ساحل فنا پر پہونچایا۔ اُس زمانہ مین ہم مہذب قوم دنیا
مین شمار کیئے جاتے تھے۔ اب اپنی غفلت وجہالت کی بدولت نیم وحشی
کہلاتے ہین۔ مہذب مسیحی قوم نے ایک طرف تو صدہا آلات آتشی انسانی
قربانی کے لیئے ایجاد کیئے دوسری طرف آلہ ڈپلومیسی کی خوش کن مہذب
وباریک رفتار بقیۃ السیف ممالک اسلامی پر قبضہ کرنے مین آتش بار
توپون کا کام کر رہی ہے۔ اگر توپ وبندوق سے اس مظلوم وبیکس کی
جان بچی تو ڈپلومیسی کے ناز وکرشمہ نے مارلیا۔ جب حکماے وقت وجان
نثاران اسلام نے دیکھا کہ اسلام اب آخری منزل طے کر رہا ہے اور قریب
ہے کہ تمام روے زمین سے اُس کا جنازہ نکلے اور کوئی اُسپر ماتم کرنیوالا
نہ رہے تو اُنھون نے نقد جان ہاتھہ مین لیکر قومی وملکی اصلاح پر کمر ہمت
چست باندھی۔ پہلا مقابلہ ان بے بضاعت حکماء وعقلاے اسلام کا جنکی
پاس نہ مال وزر تھا نہ فوج نہ خزانہ یارے نہ مددگار سے حکمرانان ممالک

اسلامی سے ہوا جن کے ظلم و ستم و عیش و غفلت و غرور و نخوت سے تمام رعایا جان بلب تھی۔ آباد ملک ویران ہوتے جاتے تھے۔ رعایا مسیحی ملکون مین پناہ لیتی تھی۔ مسیحی شکاری جو کئی قرن سے اس دن کے تاک مین تھے انہون نے اس کمزوری سلطنت اور طوفان بدنظمی سے پورا فائدہ اٹھایا اور رفتہ رفتہ اس جسم ناتوان سلطنت اسلامی کے اعضا کو کاٹ کاٹ کر ہضم کرنے لگے۔ فدائیان اسلام بڑی دلیری سے اس مقابلہ مین ثابت قدم رہے۔ اپنی جان عزیز کو خطرہ مین ڈالا اور ہر قسم کی مصیبت کو جھیلا۔ اس طبقہ شہداے ملت مین ہم پہلے سہنشاہ اقلیم حریت سید جمال الدین افغانی کے نام نامی کو اس دیباچہ کا زیور بناتے ہین کیونکہ انہین کے جد و جہد سے اولاً چراغ آزادی ایران مین روشن ہوا اور دستوری حکومت کی بنا پڑی۔ اصل الاصول انقلاب و اصلاح ترکی و ایران یہی شخص تھا جس کے اثرات حمیدہ کو بعض ظالم سلاطین یورپ نے بزور شمشیر و قوت ڈپلومیسی پامال کر دیا غالباً ان کے حالات زندگی اس تفصیل سے دوسرے مقام پر مجموعتاً ملین گے۔ اگر اس سے ہمت حریت مین مسلمانون کے جنبش نہ ہوئی تو دل چسپی کا مزہ تو ضرور ہی حاصل کر لین گے۔

یہ سرتاج مشاہیر اسلام انیسوین صدی مین پیدا ہوا۔ اس نے یہ محسوس کیا کہ اسلامی سلطنتون کا بقا اسی وقت تک ممکن ہے جب تک کہ دول

Sayyid Jamalud Din "al Afghan"

(died March 9, 1897)

یورپ متحد نہین ہوتین -

چنانچہ اُس نے بخیال دور اندیشی اس بات کی سخت کوشش کی کہ مختلف اسلامی سلطنتون مین اتحاد اور ایک جہتی پیدا ہوتا کہ اس سیلاب عظیم کا انسداد ہوسکے جو عنقریب یورپ سے اُٹھنے والا ہے - یہ اسی کی کوششون کا نتیجہ تھا کہ ایرانیون اور ترکون مین اچھے تعلقات پیدا ہوگئے اور علماے عراق بھی سلطان المعظم کو خلیفۃ المسلمین ماننے لگے - اگر وہ شخص آج زندہ ہوتا تو غالبًا اسلامی سلطنتین اس طرح برباد نہ ہوتمین اور صلیب ہلال کی جگہ نہ پاتی- افسوس ہے کہ باہمی نفاق اور خودغرضیون نے اُسے قبل از وقت طعمہ اجل بنا دیا- کسی قوم کا ادبار اس سے بڑھ کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ جو لوگ اُس کے بھی خواہ ہون اُنھین زہر دیا جاے یا زندان مصیبت مین طرح طرح کی اذیتون سے ہلاک کئے جائین-

یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا بڑے بڑے لوگ دنیا مین انقلابات کا باعث ہوتے ہین یا انقلاب عالم ایسے لوگ پیدا کرتا ہے **سید جمال الدین** افغانی جنھون نے مختلف اسلامی گروہون مین اتحاد و اخوت کی روح پھونکی ۱۲۵۴ھ سنہ مین بمقام اسعد آباد جو مضافات کابل سے ہی پیدا ہوے - ان کے والد کا نام **سید صفدر** تھا اور وہ مشہور محدث سید علی ترمذی کی اولاد مین تھے - سید صفدر حسینی سید تھے - سید جمال الدین کے زمانہ طفولیت مین وہ

اسد آباد سے کابل آئے۔ بچپن ہی مین سید جمال الدین نے
اپنی غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت کا ثبوت دیا۔ جب وہ آٹھ برس کے ہوئے
تو اُن کے والد نے انہین خود پڑھانا شروع کیا۔ دس سال مین انہوں نے کل
علوم مین تبحر حاصل کرلیا۔ علاوہ عربی صرف و نحو کے علم تحقیق۔ علم بدیع۔ علم
تاریخ۔ فقہ۔ حدیث۔ علم تصوف۔ منطق۔ فلسفہ عملی و علمی علم طبیعات و
موجودات عالم۔ علم ریاضی۔ علم ہیئت۔ علم طب۔ اور علم تشریحات وغیرہ ان
سب علوم مین پورا عبور حاصل کیا۔

اٹھارہ برس کے سن مین وہ ہندوستان آئے اور یہان ایک سال و
چند مہینہ رہکر یورپین سائنس اور اُسکے طرق سیکھ لئے۔ ہندوستان سے وہ بغرض
حج مکہ معظمہ گئے اور وہان سے واپسی کے بعد امیر دوست محمد خان کے ملازم
ہو گئے۔ جب دوست محمد خان نے سلطان احمد شاہ کے خلاف ہرات پر فوج
کشی کی تو یہ اُن کے ساتھ تھے۔ دوست محمد خان نے ۱۸۶۳ء مین انتقال
کیا اور امیر شیر علی اُن کا جانشین ہوا۔ شیر علی نے اپنے وزیر محمد رفیق خان
کے مشورہ سے اپنے تینون بھائیون کو جن کے نام محمد اعظم۔ محمد اسلم۔ اور
محمد امین تھے قید کرنا چاہا۔ سید جمال الدین محمد اعظم سے بہت مانوس
تھے جب ان تینون بھائیون کو شیر علی کا ارادہ معلوم ہوا تو ہر ایک اپنے اپنے
صوبہ کو بھاگ گیا اور خانہ جنگی شروع ہوئی۔ آخر کار محمد اعظم مع اپنے بھتیجے

عبدالرحمن کے تخت پر قابض ہوا اور اُس نے عبدالرحمن کے والد محمد افضل
کو قید خانہ سے نکال کے کابل کے تخت پر بیٹھایا اور اُن کے امیر ہونے کا
اعلان کیا - مگر ایک سال کے بعد محمد افضل کو موت آگئی اور اُن کی جگہ محمد اعظم
امیر ہوا - محمد اعظم نے سید جمال الدین کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا اور اگر
وہ پوری طرح سے سید جمال الدین کی رائے پر چلتا تو سارے ملک کو زیرنگین
کر لیتا - مگر آپس کے حسد و رقابت کی وجہ سے اُسے بجز اپنے اولاد کے
اور کسی عزیز و اقارب پر اعتبار نہ تھا - سید جمال الدین کی یہ رائے تھی کہ
اپنے عزیزون کے ساتھ آشتی اور محبت سے پیش آئے اور انھین ملازم
رکھلے مگر اس نے اس صلاح پر عمل نہ کیا - اس اثنا مین اُس کا رقیب
امیر شیر علی قندہار کا مالک بنا رہا - محمد اعظم کے ایک فرزند نے
امیر شیر علی پر حملہ کیا اور اُسے یہ امید تھی کہ اگر اس مہم مین مردانگی
دکھائی تو باپ بہت خوش ہوگا - اُس سے ایک حماقت یہ سرزد ہوئی کہ دو سو
آدمی ہمراہ لیکر اپنی خاص فوج سے علیحدہ ہو کے حملہ کرنا چاہا مگر شیر علی
کے جنرل یعقوب علیخان کو سراغ ملگیا اور اسنے فوراً گرفتار کر لیا - اس کامیابی
سے شیر علی کا حوصلہ بڑھا اور انگریزون کی مدد سے آخر کار اُس نے اپنے
بھائی محمد اعظم اور اپنے بھتیجے عبدالرحمن کو سخت شکست دی محمد اعظم تو نیشا پور
بھاگ گیا اور وہان چند مہینون کے بعد مرگیا اور عبدالرحمن نے بھاگ کے

بخارا میں پناہ لی۔ سید جمال الدین بوجہ اپنی سیادت اور ذاتی اثر کے شیر علی کے انتقام سے محفوظ رہے۔ لیکن چند روز بعد انھوں نے وہاں سے چلا جانا مناسب خیال کیا اور امیر سے دوبارہ حج کے لئے بیت اللہ جانے کی اجازت چاہی۔ انہیں اجازت تو دی گئی مگر اس شرط پر کہ وہ ایران ہو کے نہ جائیں اسلئے کہ شیر علی کو اندیشہ تھا کہ یہ وہاں محمد اعظم سے کچھ ساز و باز کرینگے چنانچہ سید جمال الدین سنہ ۱۸۶۹ء میں ہندوستان کے راستے سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔

جب وہ ہندوستان آئے تو گورنمنٹ ہند نے اُن کی بڑی عزت کی مگر انھیں سربرآوردہ مسلمانوں سے ملنے نہ دیا اور اگر وہ ملے بھی تو گورنمنٹ ہند نے اپنی پوری نگرانی رکھی۔ وہ یہاں ایک ماہ سے زیادہ نہ رہے۔ بعدازاں گورنمنٹ ہند نے انھیں اپنے ایک سرکاری جہاز پر سوار کر کے سوئز پہونچا دیا۔ سوئز سے وہ پہلی دفعہ قاہرہ پہونچے اور وہاں چالیس روز رہے۔ اپنے اثنار قیام میں انہوں نے وہاں کی مشہور یونیورسٹی الازہر کا کئی مرتبہ معائنہ کیا اور وہاں کے اساتذہ اور طلبا کے ساتھ بحثیں کیں اور اپنے قیام گاہ پر کئی لکچر دئے۔ بجائے مکہ معظمہ جانے کے سید جمال الدین نے یہ قصد کیا کہ قسطنطنیہ جائیں چنانچہ وہاں گئے اور علی پاشا وزیر اعظم اور دوسرے مشاہیر دولت عثمانیہ نے اُن کا بڑا عالیشان استقبال کیا وہاں چھ مہینے کے بعد وہ انجمن

دانش کے ایک ممبر مقرر ہوئے اور ماہ رمضان ۱۲۸۷ھ مین تحسین افندی ناظم
یونیورسٹی دار الفنون نے اُن کو مدعو کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ طلبا کے سامنے
لکچر دین اول انھون نے عذر کیا اور یہ کہا کہ ترکی زبان سے وہ زیادہ واقف
نہین ہین مگر آخر کار راضی ہو گئے۔ انھون نے اپنا لکچر ترکی زبان مین لکھ کر
صفوت پاشا وزیر تعلیمات عامہ اور شیر دانی زادہ وزیر پولیس اور حنیف پاشا کو
دکھایا سب نے اس لکچر کو بہت پسند کیا۔ بدقسمتی سے شیخ الاسلام حسن فہمی افندی
سید صاحب سے بہت رشک و حسد کرنے لگے تھے اور اس کوشش مین
تھے کہ کسی طرح اُنکے اثر کو مٹائین چنانچہ ایک بڑے جلسہ عام مین جہان بہت
سے لایق ترکی مدبرین نامہ نگاران اخبار اور علما جمع تھے سید صاحب نے لکچر دیا۔
شیخ الاسلام اس تاک مین تھے کہ کوئی ایسا جملہ سید صاحب کے منہ سے نکلے جس سے
وہ اُن کی نسبت کفر و الحاد کا فتوی دیسکین۔ سید صاحب نے اپنے لکچر مین
ملک کو ایک پولٹیکل مجسمہ قرار دیکر اُسے جسم انسانی سے تشبیہ دی اور یہ بیان
کیا کہ جس طرح انسان کے تمام اعضا دل و دماغ کے تابع ہین اسی طرح ہر ملک
کے پولٹیکل اجزا ایک مرکزی حکومت یا بادشاہت کے زیر اثر ہین۔ مختلف
صنعت و حرفت اور دستکاریان ملک کی جزو لاینفک ہین۔ مرکزی حکومت
یا بادشاہت بمنزلہ دماغ کے ہے دستکار بمنزلہ ہاتھ پاؤن کے۔ کاشتکار
بمنزلہ جگر کے۔ جہازران بمنزلہ پاؤن کے اور اسی طرح دوسرے اجزا۔ چنانچہ

انسانی سوسائٹی کا یہ مجسمہ اس طرح مرکب ہوا ہے مگر جس طرح جسم بغیر روح کے زندہ نہین رہ سکتا اسی طرح یہ مجسمہ بھی بغیر کسی رہبر کے باقی نہین رہ سکتا۔ اب یہ روح یا رہبر خواہ ملکوتی یعنی نبوی ہو یا فلسفیانہ قوت کا نتیجہ۔ البتہ ان دونون مین فرق یہ ہے کہ اول الذکر من اللہ ہے جو کوشش سے نہین حاصل ہو سکتی بلکہ خدا اپنے بندون مین جسپر مہربان ہوتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور آخر الذکر مطالعہ اور مراقبہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان دونون مین ایک فرق یہ بھی ہے کہ نبی سے کبھی غلطی اور خطا نہین ہوتی مگر فلسفی اکثر بہک جاتا ہے اور غلطی کر بیٹھتا ہے۔

شیخ الاسلام حسن فہمی افندی تو اس تاک ہی مین لگے تھے کہ کوئی گرفت کا موقعہ ملے۔ سید صاحب کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اُنھون نے یہ الزام لگایا کہ یہ نبوت کو صنعت و حرفت سے تشبیہ دیتے ہین اور نبی کو صانع یا دستکار کہتے ہین۔ پھر کیا تھا محراب و ممبر پر دونون طرف سے مباحثے ہونے لگے اور اخبارون مین بھی خوب مضامین چھپے سید صاحب نے اپنے بیان کی تائید مین خوب بحثین کین اور آخر کار دولت عثمانیہ نے بخیال اُمن اُن سے کہا کہ قسطنطنیہ سے تھوڑے دنون کے واسطے چلے جائین۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۸۷۱ع مین وہ مصر چلے گئے۔

اول سید جمال الدین کا ارادہ یہ تھا کہ مصر مین صرف چند روز قیام کرین

لیکن جب ریاض پاشا اُن سے ملے تو اُن کی اعلیٰ قابلیت سے بہت متاثر ہوسے اور اُنہون نے گورمنٹ مصر سے ایک ہزار پیاسٹر[۵] ماہانہ اُن کے لئے الاؤنس مقرر کردیا یہ الاؤنس کسی خاص خدمت کے لیئے نہ تھا بلکہ محض اس خیال سے کہ سید صاحب ایک ایسے نامی زبردست عالم تھے کہ اُن کا مثل نہ تھا گورنمنٹ مصر نے اُن کی مہانداری کی۔ تمام طلبا اور دوسرے لوگ جن کو اُن کی شہرت کی خبر پہونچی سب اُن سے ملنے کے لیئے آنا شروع ہوسے اور اُنہین ترغیب دی کہ اپنے مکان مین کوئی لکچر دین چنانچہ اُنہون نے ان شائقین کے سامنے بعض اعلےٰ مضامین پر لکچر دیئے۔ الٰہیات۔ فلسفہ۔ علم اصول قوانین۔ علم ہیئت اور تصوف پر بڑی مدلل تقریرین کین۔

اب مصر مین روز بروز اُن کا اثر اور اُن کی شہرت بڑھنے لگی اور اب اُنہون نے تعلیم و تدریس بھی شروع کردی اور اپنے شاگردون کو علم ادب اور اظہار مطالب کی طرف بہت توجہ دلائی اور اُنہین آمادہ کیا کہ تمدنی۔ مذہبی۔ فلسفہ اور ادب پر مضامین لکھین۔ اب تک مصر مین زوردار اہل قلم بہت کم تھے صرف عبداللہ پاشا فکری۔ خیری پاشا۔ محمد پاشا مصطفےٰ پاشا وہبی اور چند اصحاب اور مشہور لکھنے والون مین گنے جاتے تھے

---

۵ - ٹرکی کا ایک نقرئی سکہ جو اسپین کے ڈالر کے مساوی قیمت ہے۔

مگر سید کی کوششون سے اب سیکڑون زبردست اہل قلم پیدا ہو گئے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض لوگ سید کے دشمن ہو گئے اور اُن سے حسد کرنے لگے۔ قدیم وضع کے علما کو یہ پسند نہ تھا کہ مصر مین فلسفہ کی تعلیم پھیلے اور لارڈ و یوبان سفیر کبیر برطانیہ سید کی پولیٹکل مستعدی سے بہت خائف ہوا اور توفیق پاشا سے کہکر جو اُس زمانہ مین خدیو ہو سے تھے مصر سے سید اور اُن کے شاگرد رشید ابو تراب کے اخراج کا حکم جاری کرا دیا یہ واقعہ ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء مین پیش آیا تب سید نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور یہان آکر حیدرآباد دکن مین سکونت اختیار کی جہان انہون نے منکرین روح کے رد مین فارسی مین ایک رسالہ لکھا جو ۱۸۸۱ء مین طبع ہوا۔

۱۸۸۲ء مین مصری نوجوانون کی تحریک جسکے بانی مبانی سید جمال الدین تھے اور جسکا مقصد تھا کہ خدیو کے اسرافات اور اُن کے اختیارات محدود کئے جائین اور مصر مین اغیار کی دست اندازی کا انسداد ہو آخرکار ایک بغاوت کی صورت مین ظاہر ہوئی اور عربی پاشا سرغنہ بنے مگر انجام یہ ہوا کہ اسکندریہ پر گولہ باری کی گئی۔ جنگ تل الکبیر واقع ہوئی اور مصر پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ یہ لڑائی شروع ہو گورنمنٹ ہند نے بہ نظر احتیاط سید جمال الدین کو حیدرآباد سے کلکتہ بلا لیا اور وہان اُس وقت تک نظربند رکھا جب تک کہ لڑائی ختم نہ ہوئی اور مصری فدائیون کو شکست نہ ہوئی اس کے

بعد اُنھیں اجازت دی گئی کہ ہندوستان سے چلے جائیں - وہ یہان سے اول لندن گئے اور صرف چند روز وہان ٹھہر کر پیرس چلے گئے جہان تین سال تک اُن کا قیام رہا -

پیرس مین اُن کے دوست اور شاگرد رشید شیخ محمد عبدہٗ مصر کے مفتی معزول اُن سے آکے ملے - شیخ محمد اس بنا پر اپنے وطن سے نکالے گئے تھے کہ اُنھون نے ۱۸۸۲ء کے قومی ہنگامہ مین شرکت کی تھی - اِن دونون نے ملکے ایک عربی اخبار العروۃ الوثقیٰ جاری کیا جو ہفتہ مین ایک مرتبہ شایع ہوتا تھا اور اُس مین زیادہ تر پولٹیکل مضامین گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ہوتے تھے - گورنمنٹ برطانیہ اس اخبار سے بہت خائف ہوئی اُس نے اول ہندوستان مین اُس کے آنے کی ممانعت کی بعد ازان دوسرے ذرایع اُس اخبار کو موقوف کرا دیا پیرس مین سید جمال الدین نے فرنچ زبان بھی سیکھ لی اور یورپ کے اخبارون مین اپنے پولٹیکل خیالات پر مضامین لکھنے شروع کئے اور مسیو رینان کے ساتھ جو وہان کا ایک مشہور عالم تھا اسلام اور سائنس پر بڑی فلسفیانہ بحثین کین - جو پولٹیکل مضامین سید جمال الدین نے انگلستان - روس - ٹرکی اور مصر پر لکھے وہ انگلستان کے کل اخبارون نے شایع کئے - اُس زمانہ کے مشہور انگریز مدبرین سیاسہ کے ایسے انتہا عرف تھے مگر انھین ایک بہت خطرناک شخص سمجھتے تھے -

باوجود اس مخالفت کے وہ ۱۸۸۵ء مین پھر لندن آئے اور لارڈ رنڈالف چرچل سر ڈرمینڈ ولف اور لارڈ سالسبری سے اُن سے ملاقات کی اور مہدی سوڈانی کے متعلق اُن کے خیالات دریافت کئے اور یہ کوشش کی کہ اُن کے ذریعہ سے مہدی سے مصالحت کیجائے۔

جب اخبار عروۃ الوثقیٰ کی اشاعت بند ہوگئی تو سید جمال الدین پیرس سے ماسکو اور سینٹ پیٹرس برگ گئے اور وہان اُن کا بڑا احترام کیا گیا۔ روس مین سید صاحب چار برس تک رہے اور اس عرصہ مین اُنھون نے مسلمان رعایاے روس کی ایک بڑی خدمت یہ کی کہ زار کو ترغیب دیکر قرآن مجید اور دوسری مذہبی کتابون کے طبع کی اجازت دلائی اُس وقت تک روس مین قرآن مجید یا کوئی مذہبی کتاب طبع نہ ہوسکتی تھی۔

جس وقت سید صاحب سینٹ پیٹرس برگ مین مقیم تھے شاہ ایران ناصر الدین شاہ وہان آئے اور سید صاحب سے ملنا چاہا مگر سید نے اس سے انکار کیا بعد ازان کچھ عرصہ بعد بمقام میونچ دونون مین ملاقات ہوئی۔ شاہ نے بہ اصرار سید سے کہا کہ اُن کے ساتھ ایران چلین وہ اُنھین اپنا وزیر اعظم بنائین گے مگر سید نے اول انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ وہ پیرس کی نمایش جانا چاہتے ہین مگر شاہ کے متواتر اصرار نے اُنھین راضی کرلیا گو اُن کے دوست شیخ عبدالقادر مغربی نے اُنھین متنبہ کیا اور یہ کہا کہ شاہ وزیر اعظم کس طرح بنا سکتے ہین اس لئے کہ

سید صاحب سنی المذہب ہین - سید نے اس کا جواب دیا کہ یہ محض شاہ کا خیال ہے تاہم وہ شاہ کے ہمراہ ایران گئے اور کچھ عرصہ تک وہان رہے - جب سید نے دیکھا کہ شاہ کا برتاو اُن کے ساتھ بدل چلا ہے تو اُنھون نے پھر یورپ واپس جانے کی اجازت چاہی لیکن کج خلقی کے ساتھ اس سے انکار کیا گیا تب سید نے مزار شاہ عبد العظیم مین پناہ لی اور وہان سات ماہ تک رہے اب اُنھون نے شاہ کی نسبت اپنا مخالفانہ خیال صاف ظاہر کردیا اور تقریراً و تحریراً اُسے تخت کا نا اہل ثابت کیا اور یہ رائے دی کہ وہ تخت سے معزول کیا جائے - اُن کے شاگردون اور مریدون کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اُنمین بعض شخصون کے نام قابل ذکر ہین - **شیخ علی قزوینی** - یہ صاحب ایران کے پہلی پارلیمنٹ کے زمانہ مین عدالت قضا کے میر مجلس مقرر ہوئے تھے اور باغ شاہ مین قید بھی کئے گئے اور اُن پر شاہ معزول **محمد علی شاہ** نے سخت ظلم کئے -

میرزا آقا خان - ایرانی اخبار اختر کے نائب ایڈیٹر تھے جو قسطنطنیہ سے شایع ہوتا تھا - جولائی ۱۸۹۶ء مین یہ بیچارے بھی شیخ احمد کرمانی کے ساتھ تبریز مین خفیہ طور سے ہلاک کئے گئے - **میرزا رضا کرمانی** - یہ وہ شخص ہے جس نے ۱ مئی ۱۸۹۶ء ناصر الدین شاہ کو گولی سے ہلاک کیا ۱۲ اگست کو طہران مین اُسے پھانسی دی گئی -

میرزا محمد علیخان طہرانی۔ ان صاحب نے روزنامہ اہبا پر ایک
کتاب لکھی ہے سنا جاتا ہے کہ سید جمال الدین مؤید الاسلام اڈیٹر
اخبار حبل المتین کلکتہ بھی سید صاحب کے تلامذہ مین ہین۔

آخر کار شاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اُنہین ملک سے نکال دینا چاہیئے۔ مگر دقت
یہ پیش آئی کہ انہون نے ایسے متبرک اور مقدس مقام مین پناہ لی تھی کہ وہان
اُن کو گرفتار کرنا بے ادبی تھا۔ آخر کار شاہ نے پانچسو سوارون کو یہ حکم دیا کہ
اُنہین گرفتار کرکے ترکی سرحد تک پہونچا دین۔ جسوقت یہ سوار گرفتار کرنے
آئے بیچارے سید صاحب بوجہ بیماری کے فریش تھے۔ شاہ کی اس حرکت
سے سید کے شاگرد اور مرید بہت ناراض ہوئے چنانچہ یہی ایک خاص سبب
تھا جو ۱۸۹۶ء مین ناصر الدین شاہ کی قتل کا باعث ہوا۔

ایران سے سید جمال الدین کا اخراج ۱۸۹۱ء کے شروع مین
ہوا اسی سال کے موسم خزان مین وہ لندن آئے اور پرنس ملکم خان کے وہان
مہمان ہوئے۔ لندن مین انہون نے ایران کے مظالم پر کئی اسپیچین دین
اور مضامین لکھے۔

۱۸۹۲ء مین سید پھر قسطنطنیہ گئے اور وہان پانچ برس تک رہے۔
سلطان عبد الحمید خان اُن سے بہت خوش تھے اور اُن سے
کہا کہ شاہ ایران کے خلاف قلم روک لین۔ سفیر ایران تین مرتبہ اس بارے مین

التجا کر چکا ہے اور گو دو مرتبہ اس بارے میں دخل دینے سے انکار کیا گیا مگر جب

تیسری دفعہ سفیر نے سید سے کہا کہ تو میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں آپ سے

کہونگا کہ اس طرح کے حملون سے باز آئین - سید نے یہ جواب دیا کہ خلیفہ وقت

کے حکم کی تعمیل بسر و چشم منظور ہے - مین نے اب شاہ ایران کو معاف کر دیا -

تب سلطان نے کہا کہ غالباً شاہ ایران آپ سے بہت ڈرتے ہین - بعد کے

واقعات نے ثابت کیا کہ شاہ کا خوف بے بنیاد نہ تھا - جب غرہ مئی ۱۸۹۶ء

کو ناصر الدین شاہ میرزا محمد رضا کرانی کے ہاتھ سے مارا گیا تو

اول بابیون پر اُس قتل کا شبہ ہوا بعد ازان سید جمال الدین اور اُن کے بعض

شاگرد میرزا آقا خان - شیخ احمد کرمانی - حاجی میرزا حسن خان خبیر الملک کی نسبت

اس جرم کا گمان ہوا چنانچہ دولت عثمانیہ سے کہا گیا کہ یہ چارون اشخاص گورنمنٹ

ایران کے حوالہ کر دے جائین - آخر الذکر تین شخص ایرانی عہدہ دارون کے

حوالہ کر دے گئے اور وہ تینون بیچارے تبریز مین خفیہ طور سے مار ڈالے گئے

مگر سلطان نے سید جمال الدین کو دینے سے انکار کیا -

۱۸۹۶ء کے آخر مین سید جمال الدین کے جبڑے مین ایک سرطان نکلا جس کا

زہر اُن کی گردن تک پہونچ گیا اور آخر کار نوین مارچ ۱۸۹۷ء کو ان کی ہلاکت کا

باعث ہوا - بڑی شان و شوکت کے ساتھ اُن کی تجہیز و تکفین کی گئی اور قبرستان

مشائخ مین دفن ہوئے - بعض ایرانیون کا یہ دعویٰ ہے گو ترک اس سے انکار

کرتے ہین کہ سید کو زہر دیا گیا اور زہر اس طرح پر دیا گیا کہ سلطان کے ایک صاحب
ڈاکٹر ابو الہدیٰ نے اُن کے ہونٹ مین نشتر دیا تھا اور اس نشتر کے ذریعہ سے
زہر پہونچایا گیا جو بظاہر ایک سرطان کی صورت مین نمودار ہوا ۔
سلطان عبد الحمید خان سی چالاک اور شخصی حکومت کے
ولدادہ شخص سے اس فعل کا سرزد ہونا کوئی تعجب نہین ہے ۔ زمانہ قیام قسطنطنیہ
مین سید ایک قسم کی حراست اور قید محض مین بسر کرتے تھے اُن کو کہین
باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور نہ اُن کا قلم آزادی کی صورت دیکھ سکتا تھا
مگر آسائش و آرام کا جملہ سامان اُن کے لیے اس احاطہ مین حاضر تھا یہی وجہ
تھی کہ طول قیام قسطنطنیہ مین کوئی مضمون کوئی رسالہ اُن کا اسلامی دنیا کی
بیداری مین نہ نکل سکا ۔ سلطان عبد الحمید خان کا جابرانہ حکم
سلب آزادی زبان و قلم مین ایسا نہ تھا کہ کوئی اُس کی مخالفت مین دم مار سکتا
اور جن لوگون نے ایسی بہادری کی وہ صفحہ ہستی سے مٹا دیے گئے سید اگر
ایسا کرتے تو جائے پناہ کہان تھی ایران کا حال تو ظاہر تھا سلطان اس سے
زیادہ شخصی حکومت مین منہمک تھے کابل مین بھی شخصی حکومت کا دور دورہ تھا
پھر سوائے آزاد یورپ کے جائے پناہ کہان تھی وہان بھی پولٹیکل چالون
نے اُن کو قرار نہ لینے دیا اور وہان سے بھی نکلنا پڑا اُن کا رسالہ ممنوع الاشاعت
ہوا بالآخر ایسا شخص گوشۂ تنہائی کو غنیمت نہ سمجھے تو کیا کرے لیکن

افسوس کہ گوشۂ تنہائی مین بھی شخصی حکومت کے جادو نے اُنکو چین نہ لینے
دیا اور بالآخر ان کی جان شیرین تلف ہوئی مگر حق یہ ہے کہ اُن کا نام نامی
ممالک اسلامی مین اب تک زندہ ہے - اور جب تک ایک شخص بھی
دستوری حکومت کا دم بھرتا رہے گا سید کا کلمہ پڑھتا رہے گا -

چنانچہ اس عجیب و غریب شخص سید جمال الدین کا یہ مختصر حال ہے جو
ناظرین سے عرض کیا گیا - بیس سال مین اس شخص نے اسلامی دنیا مین ایک
عجیب انقلاب پیدا کر دیا - اگر اُن کے پورے حالات لکھے جائین - تو
ایک بڑی ضخیم کتاب ہو جائے اب تک ٹرکی - مصر اور ایران مین اُن کا اثر
موجود ہے مین نے جو واقعات بالاختصار بیان کئے ہین اُن سے اس
شخص کی اصلی قدر و قیمت نہین ظاہر ہوتی - اسلامی دنیا مین اس صدی
مین ایسا فصیح البیان نہین پیدا ہوا - سید کی روزانہ زندگی بالکل سادہ
تھی - شب و روز مین صرف ایک دفعہ غذا کھاتے تھے اور وہ بھی بہت کم
البتہ چائے کے بہت شایق تھے - شب مین بہت کم سوتے تھے اور بہت
سویرے اُٹھ بیٹھتے تھے - جو کوئی اُن سے ملنے آتا تھا امیر ہو یا غریب
سب سے ایک طرح پر نہایت خلق و مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے بڑے
لوگون سے بہت کم ملنے جاتے تھے دنیا کی چیزونکو حقارت کی نظر سے
دیکھتے تھے دلیری اور صاف باطنی صورت سے ٹپکتی تھی امرا یا بادشاہون

کے ساتھ نہایت جرات و خودداری سے ملتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے
جب وہ مصر سے نکالے گئے اور سویز پہونچے تو اُن کے پاس ایک پیسہ
بھی نہ تھا جہاز پر سفیر ایران اور بعض ایرانی تاجر ہم سفر تھے اُن سب نے
ملکر اُنھیں بہت سا روپیہ دینا چاہا مگر اُنھوں نے صاف انکار کیا اور یہ کہا کہ
اس روپیہ کو آپ لوگ اپنے پاس رہنے دیجئے آپ کے کام آئیگا مجھے
اسکی ضرورت نہیں - خدا کا شیر جہاں جاتا ہے اللہ اُسے کھانے کو دیدیتا ہے
اُن کی ذہانت - ذکاوت مشہور عالم تھی - اُن میں ایک مقناطیسی کشش تھی
جو لوگوں کو ان کی طرف مائل کردیتی تھی اُن کا علم اور تبحر نہایت وسیع تھا
بالخصوص قدیم فلسفہ - فلسفہ تاریخ - تاریخ تمدن اسلام اور کل اسلامی علوم پر
عبور تھا - قریب قریب دنیا کی اکثر زبانیں جانتے تھے - کتب بینی کا اس درجہ شوق
تھا کہ کسی وقت اُن کا ہاتھ کتاب سے خالی نہ رہتا تھا - اُنھوں نے کبھی
شادی نہیں کی اور حُسن و عشق نسوانی کی طرف سے بالکل بے پرواہ تھے -
اُنھوں نے اپنی زندگی کا اصل مقصد یہ قرار دیا تھا کہ اسلام کے بکھرے ہوے
شیرازے کو مضبوط کردیں اور دنیا کی کل اسلامی سلطنتوں کو ایک خلیفہ وقت
کے زیر اثر لے آئیں چنانچہ اسی لئے اُنھوں نے اپنی ساری عمر اس کوشش
میں صرف کردی - کل دنیوی لذات چھوڑ دے نہ شادی کی اور نہ کسب معاش
کے لئے کوئی پیشہ اختیار کیا - افسوس یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے خیالات

اور ارادہ ان کی کوئی تاریخ نہ چھوڑی - اُن کی تصانیف میں صرف چند رسالہ یا بعض خطوط ہیں جن کا ذکر آچکا ہے - مگر اُنہوں نے اپنے احباب اور مریدوں کے دلوں میں ایک ایسی روح پھونکی جس نے مشرق کی اصلاح کیلئے اُنہیں کمربستہ کردیا -

سید محمد رشید ایڈیٹر المنار نے تین مشہور خط چھاپے ہیں - جو سید جمال الدین نے لکھے تھے ان خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سید کے زور قلم نے ایران میں کیا کر دکھایا - پہلا خط حاجی میرزا حسن شیرازی مجتہد سامرہ کے نام ہے - اس خط نے اپنا یہ اثر دکھایا کہ مجتہد صاحب نے فی الفور تمباکو کا اجارہ جو ناصر الدین شاہ نے ایک انگریزی کمپنی کو دیدیا تھا منسوخ کرایا - اور ایران کو تباہی کے پنجہ سے بچایا - باقی دو خط گویا دو مضمون ہیں جو ماہ فروری یا مارچ ۱۸۹۲ء میں ایک عربی رسالہ (ضیاء الخافقین) میں شایع ہوئے ان دونوں مضامین میں ایران کی حالت کا ذکر ہے جو اُس وقت تھی وہ لکھتے ہیں کہ ایران میں سرکاری عہدہ داروں کی لوٹ - بد امنی اور ظلم کی یہ نوبت پہونچی ہے کہ ہزارہا ایرانی اپنے پیارے وطن کو خیرباد کہکے ترکی اور روسی ملک میں بھاگ آئے ہیں اور سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں اکثروں نے مزدوری اختیار کرلی ہے - بعض خاکروب بن گئے ہیں - اور بعض بہشتی ہوگئے ہیں اُن کو دیکھکر عبرت ہوتی ہے - خدا وہ دن جلد لائے

کہ ایران ان بے رحم ظالموں کے پنجہ سے نجات پائے۔
سید جمال الدین کو اسلام کے ساتھ ایک حقیقی عشق تھا اور اُس کی بربادی
پر اُن کا دل خون روتا تھا۔ ساری اسلامی دنیا میں اُن کا رعب اور اثر ایسا
پھیلا ہوا تھا کہ شاہان وقت کانپتے تھے۔ مصر میں جو قومی بیداری شروع
ہوگئی اُسکے بانی یہی تھے اور ایران میں جو دستوری حکومت کی بنا پڑی اُسکی
اصل باعث یہی ہوئے اُنہوں نے کل خود مختار اسلامی سلطنتوں کو یورپین
دول کی پیش قدمی اور ملک گیری کے خطرے سے متنبہ کیا بلکہ یہ کہنا بیجا نہ
ہوگا کہ سید جمال الدین اتحاد اسلام کی تحریک کے بانی تھے۔ اس میں شک
نہیں کہ اگر اسلامی بادشاہوں میں اتنی عقل اور سمجھ ہوتی اور اُن کے خیالات
کے مطابق چلتے تو وہ اسلامی دنیا میں بہت کچھ کر گزرتے۔ ایران میں جتنے
دن وہ رہے اُنہوں نے دیکھا کہ ناصر الدین شاہ ایک خود غرض
اور ظالم حکمران ہے اُسے بجز اپنے ذاتی تعیش کے اور کسی بات کی پرواہ
نہیں۔ سید جمال الدین کو اُس سے بہت مایوسی ہوئی۔ اُنہیں سلطان روم
سے بڑے بڑے توقعات تھے چنانچہ جب وہ قسطنطنیہ پہونچے تو اُنہوں
نے اس بات کی کوشش کی کہ ترکی سنیوں اور ایرانی شیعوں میں اتحاد ہو جائے
ایرانی سلطان کو خلیفہ سمجھنے لگیں اور ترک شاہ ایران کو شیعوں کا بادشاہ تسلیم
کریں اور ان دونوں فریق اسلام میں بعض رسم و رواج کی وجہ سے جو حصہ مستقل

The Mujtahid Sayyid Muhammad-i-Tabataba'í

The Mujtahid Sayyid 'Abdu'lláh-i-Bahbahání

TWO OF THE CHIEF ECCLESIASTICAL SUPPORTERS OF THE CONSTITUTIO

پیدا ہوگئی ہے دفع ہو جائے۔ سید جمال الدین کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ دونوں سلطنتیں
معرض خطر میں ہیں اور جب تک ان دونوں میں اتحاد نہ ہوگا ان دونوں کا بچنا
محال ہے۔ بعض بڑے بڑے مجتہدین اور علماء بھی سید جمال الدین کے ہم خیال
ہو گئے چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب ایران میں دستوری حکومت کے لئے انقلاب
ہوا تو مجتہدین نے دستوری حکومت کا ساتھ دیا۔ سلطان عبدالحمید
خان جن کے سامنے ماہ جولائی ۱۹۰۸ء تک کسی کی مجال نہ تھی کہ دستوری حکومت
کا لفظ زبان سے نکالے انہوں نے جب یہ سنا کہ ایران میں دستوری حکومت قائم
ہوئی ہے تو ایرانیوں سے اپنے تعلقات قطع کر لئے۔ بلکہ اپنی فوج کو ایران
کے شمالی و مغربی سرحد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور جو ظلم و ستم بے دست و پا غریب
بے گناہ ایرانیوں پر ڈہاے گئے اُس زمانہ کے انگریزی و فارسی اخبارات
شاہد ہیں افسوس ہے کہ آج سید جمال الدین زندہ نہیں ورنہ ٹرکی میں اپنے
خیالات کو عمل کی صورت میں آیا ہوا دیکھتے اور خوش ہوتے۔

ایران کو ہضم کرنے کے لئے روس نے جو بہانے ڈہونڈے ہیں اُسکی
مثال اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی کہ کسی کے پاس ایک نہایت خوبصورت باغ
ہو جس میں انواع و اقسام کے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوں اور کوئی دوسرا
مطلب پرست شخص آے اور یہ کہے کہ ان پہولوں کو اکھاڑ کر پھینکدو اور انکی
جگہ باغ میں آلو یا کوئی ایسی چیز لگاؤ جس سے آمدنی بڑھے۔ اہل یورپ یہ کہتے

ہین کہ ایران ایک ایسا ملک ہے جو ترقی کے میدان سے بہت پیچھے ہٹا
ہوا ہے اور جب تک یہ ملک ایرانیون کے ہاتھ مین رہیگا ترقی نہ کرسکیگا۔
یا اگر کچھ ترقی کرے گا بھی تو بہت آہستہ پس بہتر یہ ہے کہ کوئی یورپین سلطنت
انگلستان یا روس ایران مین دخل دیکے ترقی دے خواہ ایرانی اسے پسند
کرین یا نہ کرین۔ اس کے جواب مین وہی باغ والی مثال پیش ہوسکتی ہے
ایران مین مادی ترقی کیسی ہی کیون نہ ہو ریلین بنین کانین کھودی جائین تمام
ملک مین گیس کی روشنی ہو حفظان صحت کے اصول برتے جائین مگر ایران
جانے سے دنیا کو جو معنوی اور دماغی نقصان پہونچیگا اسکی تلافی ممکن نہین۔
اگر یورپین سلطنتون کا ایران پر زیادہ عرصہ تک قبضہ رہا تو اس کا نتیجہ یہی
ہونا ہے۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کمزور اقوام کے ملک پر بڑی یورپین
سلطنتون کا ہنگامی قبضہ محض لفظاً ہوتا ہے دراصل وہ مالک الملک بنجاتے
ہین۔ اب بحث یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی سلطنتون کی قدرومنزلت کرنا چاہیے
یا نہین۔ گو اس زمانہ مین اس خیال کے لوگ بہت پیدا ہوگئے ہین کہ چھوٹی
سلطنتون کا وجود ہی بیکار ہے لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ بعض چھوٹی سلطنتین
جیسے یونان جو یورپ مین واقع ہے اسے قائم رکھنا ضرور ہے اس لیئے
کہ اس نے ایک زمانہ مین بنی نوع انسان کے لیئے اتنی معنوی عقلی اور ذہنی
دولت مہیا کی ہے کہ آج دنیا اس کی شرمندۂ احسان ہے۔ ایسی سلطنت کو

مٹانا ایک معصیت عظیم ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے یونان کی سلطنت اپنے
گزشتہ کارناموں کی بدولت ابتک بچی ہوئی ہے۔ ایران بھی مثل یونان
کے اس طرح کی عنایت کا مستحق ہے۔ قدیم سلطنتیں جن کے نام ہم کو یاد ہیں
اب اُن میں صرف ایک ایران ہی چھوٹی سی خود مختار سلطنت باقی رہ گئی ہے
ایک زمانہ میں اس کے حدود ربع مسکون کو گھیرے ہوے تھے۔ باغستہ
کے پہاڑوں میں دارا نے یہ حدود کندہ کردے تھے وہ اب تک پڑھے
جاتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنے صوبے ایران کے زیر نگین اور
باج گزار تھے۔ ایران میں ایک جنس کے لوگ آباد ہیں گو انہوں نے
بہت سے انقلابات دیکھے مگر اب تک اُن میں وہ قدیم مشابہت باقی ہے
ایران پر بڑی بڑی فوج کشیاں ہوئیں۔ یونانیوں۔ کوہستانیوں۔ عربوں۔
منگولیوں۔ تاتاریوں۔ ترکوں اور افغانوں نے پے درپے حملے کئے
اور سارے ملک کو تاخت وتاراج کردیا مگر اہل ایران پھر لوٹ پوٹ کے
ایک قوم بنگئے اور اُن میں وہی پرانے خصائص موجود تھے۔

ایران نے دنیا کی تاریخ میں جو پولیٹیکل رتبہ پایا ہے اُس کا ذکر یہاں
ضرور نہیں۔ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اُس نے اہل عالم پر اپنا معنوی
اثر کیا ڈالا اگر مذہبی طبقہ کو لیجئے تو ایک زردشت ہی ایسا پیدا ہوا جسکے
اصول یہود ونصاریٰ کے لیے چراغ ہدایت بنے۔ مانی گو ایرانی النسل

نہ تھا صرف ایران کی رعایا تھا اگر اس نے ایران کو ایسے عجیب و غریب مذہب کا مرکز قرار دیا جو کئی صدی تک اسلام اور عیسائیت دونوں پر ایک حیرت انگیز اثر ڈالتا رہا۔ اُس کے حالات ابھی حال میں چینی ترکستان کے پٹتے ہوئے شہروں کے کھدنے سے ظاہر ہوئے ہیں جہاں سے علم ادب کا ایک حیرت انگیز خزانہ برآمد ہوا ہے۔ مقنع پہلا فلسفی حکیم یہیں پیدا ہوا۔ بابک المعروف بہ الخرمی جس نے برسوں خلفائے عباسیہ کی فوجوں کا مقابلہ کیا اسی ایران کی خاک سے تھا۔ المقنع خراسان کا نقاب پوش جس نے پیغمبری کا دعوے کیا تھا یہیں سے نکلا۔ ابن مقفع کا ایک رسالہ ادب میں مصر سے چھپ کر شایع ہوا ہے جو اس کی قدیم عربیۃ و ادبیۃ کا ایک مختصر نمونہ ہے یہ شخص ادب میں یکتائے زمانہ تھا۔ المختصر اور صدہا ایسے خاک ایران نے پیدا کئے جن کا بے نظیر کمال اس بات کا شاہد ہے کہ ایران عجیب مردم خیز ملک ہے۔ اسلام جتنا احسان مند ایران کا ہے شاید ہی کسی اور قوم یا ملک کا ہو۔ حکمائے فارس قبل و بعد اسلام اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ اہل ایران علم موجودات عالم پر کیسے حاوی تھے۔ تمام اسلامی دنیا کی سیر کیجیے کوئی جگہ یا کوئی کونہ ایسا نہ ملے گا جہان ایران کی تاریخ کا کچھ نہ کچھ لگاؤ نہ ہو اگر ٹیونس میں جاسے جواب المہدیہ کے وقت کا ایک چھوٹا سا تباہ و برباد بندرگاہ باقی رہ گیا ہے تو ہمیں عبداللہ ابن میمون کا واقعہ یاد آتا ہے اگر

قاهرہ لاتن جائے تو ایک ہزار برس کی پرانی یونیورسٹی الازہر اس خواب کا پورا ہونا یاد دلاتی ہے جو عبداللہ ابن میمون نے دیکھا تھا۔ شام مین جائے تو بیر جبل لبنان) کا قدیم قلعہ نظر آتا ہے جسکے کچھ بیرواب بھی باقی رہگئے ہین۔ ٹرکی مین آئے اور پھر وہان سے مشرق کی طرف سے ہندوستان اور ترکستان جائے غرضکہ ہر جگہ ایرانی اثرات کے آثار ملین گے۔ بلکہ ٹرکی اور ہندوستان کے مسلمانون کی زبان اور خیالات تو بالکل ایران سے بسے ہوئے ہین۔ ایران کی صنائع کا کیا ذکر ہے

آثار پدیدست صنادید عجم را — از نقش و نگار در و دیوار شکستہ

ان کا علم ادب توصیف کا محتاج نہین جن لوگون نے وہان کے عمدہ قالین کاشی کا کام اور گلی ظروف دیکھے ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ ان کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اب رہا علم ادب گو بہت کم اہل یورپ نے اس وسیع میدان کو طے کیا ہے تاہم فردوسی۔ سعدی۔ حافظ اور عمر خیام کے نام سے ہر ملک کے اہل علم واقف ہین اور دنیا کے بڑے نامی شعرا مین ان کا شمار ہے محض فارسی علم ادب ہی ایران کا منت کش نہین بلکہ عربی علم ادب بھی بڑی حد تک ایران کا احسان مند ہے۔ امام ادب جاراللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف اور مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس کو اگر ہم صرف اس میدان مین لائین تو ہم ان کو فخر عرب و آفتاب ادب کہنے مین تامل نہین کر سکتے۔ چہ جائیکہ ایرانی

ادبا ر متقدمین و متاخرین کی تعداد کا اب تک احصار نہین ہوا ہے امام نحو سیبویہ کیا اصلاً ایرانی نہ تھا۔ ایرانیون نے جو تصانیف عربی مین لکھی ہین اگر وہ خارج کردی جائین تو عربی زبان خود اپنے ادب سے بھی محروم سمجھی جائے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ موجودہ سائنس پر ایران کا بہت کم احسان ہے تب بھی محض بو علی سینا کا نام ہمین یاد دلانے کے لیے کافی ہے کہ قرون وسطی مین یورپ اور ایشیا پر ایران نے کیا احسان کیا۔ اس وقت فلسفہ اور علم طب مین بو علی سینا ہی نے یورپ اور ایشیا کو تعلیم دی۔ بقصہ مختصر کل علوم مین ایرانیون کا کمال اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ آن حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ ارشاد فرمایا :-

لو کان العلم علی الثریا لناله رجال من الفرس

(اگر ثریا مین بھی علم ہو تو ایرانی وہان بھی جا کے حاصل کرین گے)

خیر یہان تک تو ایرانیون کی دماغی اور صنعتی خوبیون کا ذکر ہوا۔ اب اُنکے دوسرے اوصاف دیکھنا چاہیئے۔ اس کے متعلق رائین مختلف ہین جن لوگون کو اہل ایران سے سابقہ پڑا ہے وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ ایرانی نہایت ظریف طبع۔ خوش خلق۔ شیرین زبان۔ مہمان نواز اور باوقار لوگ ہین۔ گو اُن پر یورپ نے یہ الزام لگایا ہے کہ وہ جھوٹے۔ دغاباز۔ بزدل۔ ظالم۔ خوشامدی۔ متلون۔ مرتشی۔ راشی۔ بداخلاق اور بے اصول

اشخاص ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہاں کے اہل دربار میں اکثر اس طرح کے
معیوب ہیں اور چونکہ اہل یورپ کو زیادہ تر انہیں لوگوں سے ملنے کا سابقہ ہوا ہے
اسلئے انہوں نے کل ایرانیوں کی نسبت یہ غلط رائے قائم کر لی ہے۔ چند اہل
یورپ جو کل طبقہ کے لوگوں سے ملے ہیں بالخصوص طبقہ اوسط کے لوگوں
سے وہ غالباً اس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ برائیاں عام نہیں ہیں اور جہاں
کہیں ہیں محض خراب اور ظالم گورنمنٹ کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ دستوری
حکومت انہیں باتوں کی اصلاح کے لئے قائم ہوئی تھی اب رہا معمولی جھوٹ
جسے دروغ ابیض" کہتے ہیں جس سے کسی کو نقصان نہیں پہونچتا وہ ایرانیوں
ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر قوم میں ہے۔ کیا اہل یورپ اگر کوئی اُن سے
ملنے آیا ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ گھر میں نہیں ہیں حالانکہ گھر میں
موجود ہوتے ہیں یا کہیں سے دعوت آئے تو جھوٹی معذرت کے ساتھ
ٹال نہیں دیتے ایرانیوں کی نسبت کبھی بزدلی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا اُن کے
مخالفین تک نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایرانیوں میں جرأت کی کمی نہیں
ہے۔ مسٹر واٹسن مصنف تاریخ ایران اپنی کتاب کے صفحہ (۱۰)
میں لکھتے ہیں کہ ایرانی ایسے نڈر سوار ہیں کہ بہت ہی خطرناک راہوں اور پہاڑوں
کے دشوار گذار راستوں پر گھوڑوں کو ایسا سرپٹ لیجاتے ہیں کہ کوئی دوسرا
نہیں جا سکتا۔ خوف کا تو وہ نام ہی نہیں جانتے اگر کسی موقع پر اُن کی جرأت

سے کمی کی ہے تو اس کے دوسرے اخلاقی اسباب تھے۔ پھر صفحہ ۲۴ مین
وہ لکھتے ہین کہ ایرانی سپاہی نہایت مضبوط متحمل اور جفاکش ہوتے ہین اُنھین
زیادہ سازوسامان کی ضرورت نہین اور کئی دن تک متواتر روزانہ تیس تیس میل
کوچ کر سکتے ہین اور محض روٹی اور پیاز پر بسر کر سکتے ہین۔ پھر ایک جگہ اپنی کتاب
کے صفحہ (۲۰۰) مین لکھتے ہین کہ دنیا مین کوئی فوج اتنی محنت اور جفاکشی نہین
اُٹھا سکتی جتنا کہ ایران کے بہادر سپاہی۔ پھر صفحہ (۲۱۸) مین جہان انہون نے
گنجہ کی لڑائی کا حال لکھا ہے جو ۱۸۲۶ء مین واقع ہوئی تھی اور جس لڑائی مین
ایرانیون نے روسیون کے ہاتھ سے شکست کھائی۔ وہ لکھتے ہین کہ کیا شاہ کو
اس بات کا یقین ہوگیا یا نہین کہ اُن کی جفاکش اور مطیع رعایا مین ایک ایسی فوج
تیار ہونے کا سواد موجود ہے جو اُن کے ملک کو ہر حملہ آور کے مقابلہ مین آسانی سے
بچا سکیگی بشرطیکہ وہ فوج باقاعدہ قواعددان ہو۔ گنجہ کی شکست سے جو نقصان
ہوا اس کی کوئی حقیقت نہ تھی اگر شاہ اُس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا۔
پھر صفحہ (۲۸۳) مین وہ لکھتے ہین کہ بجز ایرانی فوج کے دنیا مین اور کوئی فوج
اس طرح کا ڈبل کوچ نہین کر سکتی۔ اس فوج نے ۱۸۳۵ء مین اسی میل کی مسافت
تیس گھنٹے مین طے کی۔ پھر صفحہ (۳۸۷) مین لکھتے ہین کہ دنیا کی کوئی فوج جفاکشی
اور تحمل مین ایرانی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتی اور یہ لکھتے ہین کہ اگر امیر نظام میرزا
تقی خان کی وزارت کچھ دنون اور قائم رہتی تو شاہ ایران کے پاس ایک لاکھ

سپاہیون کی باقاعدہ قواعددان اور مسلح فوج تیار ہوئی۔ پھر صفحہ (۱۴۵) مین جنگ محمرہ کا ذکر کیا ہے جو ۲۶ مارچ ۱۸۵۷ء مین واقع ہوئی تھی اس لڑائی مین ایرانیون نے انگریزون سے شکست کھائی وہ لکھتے ہین کہ ایرانی توپخانہ اور ایرانی فوج جو توپ خانہ پر تعینات تھی اس نے بڑی بہادری دکھائی اور اپنی توپونکو بہت اچھی طرح سے کام مین لائے اور غنیم کی گولہ باری کی بالکل پرواہ نہ کی۔

ایرانیون کی یہ جرأت اور دلیری محض فوجی سپاہیون تک محدود نہین ہے بلکہ عموماً جب ایرانیون کو کسی بات پر جوش آتا ہے تو اعلےٰ ترین بہادری اُن سے ظاہر ہوتی ہے۔ دستوری حکومت کے عظیم فتنہ مین جو محمد علی شاہ معزول کے ظالم ہاتھون سے واقع ہوا اور جس نے ایران فروشی و روس پرستی و اسلام کشی و کفر و الحاد مین صفحہ تاریخ پر اپنا نظیر ہی نہین چھوڑا ایران کے مجتہدین و علماء و اخبار نویسون نے جس جرأت و بہادری سے پروانہ وار اپنی روحون کو فدائے آزادی ملکی کیا وہ ہمیشہ طلائی حروف سے صحیفۂ عالم پر ثبت رہیگا یا اس کے بعد ثقۃ الاسلام وغیرہ کا واقعہ شہادت جو بروز عاشورا بحکم روس پھانسی پر چڑہائے گئے اور جن کی ماتم خیز فوٹو یورپ اور ہندوستان مین شایع ہوئے استقلال و خودداری و حب وطن و حریت پرستی کی جیتی جاگتی تصویرین ہین۔ انہون نے کم از کم دنیا کو یہ ضرور دکھا دیا کہ ایرانی

موت یا تکلیف سے نہیں ڈرتے بلکہ بہت خوشی اور اطمینان کے ساتھ موت کا سامنا کرتے ہیں۔

گوبی نو۔ کاظم بیگ اور دیناں یا اور جن کسی نے ایران کے حالات پڑھے ہیں وہ سب ایرانیوں کی دلیری کے قائل ہیں۔ اگر ہم مردوں سے قطع نظر کرکے صرف ایک عورت خورش قرۃ العین پر اس کے کفر و اسلام سے الگ ہوکر نظر کریں جسپر طرح طرح کے مصائب گزرے مگر کبھی اس نے منہ سے اُف نہ نکالی تو حیرت ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور صدہا ہیں جنہوں نے اسی طرح اپنی جان دی۔ یزد کے ایک پادری صاحب نے ایرانیوں کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ بڑے ثابت قدم اور وفادار ہیں۔ ایرانیوں میں جنگی قابلیت بھی ضرور ہے اگر کوئی اچھا رہنما پیدا ہو جائے تو ایک اعلیٰ درجہ کی فوج تیار ہوسکتی ہے۔ اکثر اہل یورپ جو ایران میں رہ چکے ہیں اُن کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایرانیوں کے ساتھ انہیں کیسے اُنس ہوگیا۔ گو اُن میں بعض باتیں قابل افسوس ہیں مگر اکثر اوصاف قابل تعریف ہیں۔ جو لوگ ایسے خیر نیک نفس متواضع اور خوش خلق ہوں یہ ممکن نہیں کہ اُن کے ساتھ ارتباط میں محبت نہ پیدا ہو جائے جو حضرات ایرانیوں کی تحقیر کرتے ہیں وہ عموماً طبقہ حکام سے ہیں جن کی آنکھوں پر سیاسی اغراض کے پردے پڑے ہیں یا وہ سیاح جو مرغابی آبی کی طرح خلیج فارس سے بحر کسپین تک گذر جاتے ہیں

اور اشتہارات ہیں یورپین باشندون سے جو کچھ اُنھون نے سُن لیا بس اُسی پر عوام کی دلچسپی کے لیئے کوئی کتاب لکھ مارتے ہین - یادہ لوگ ایرانیون کو برُا بھلا کہتے ہین جنھین ایران مین اجارے ملنے سے مایوسی ہوئی ہے - بجُز ان اسکے جن اہل یورپ کو ایرانیون کے ساتھ تجارت سے تعلقات کا موقع ملا ہے اور اُن کی زبان سے واقف ہین جیسے کہ مسٹر بنیسٹر میلکم وغیرہ اُن کی یہ راے ہے کہ ایرانیون مین بہت قابل تعریف اوصاف ہین اور یہ لوگ محبت کرنے کے قابل ہین پروفیسر براؤن تو یہ لکھتے ہین کہ اُنھین ایرانیون کے ساتھ ایک خاص محبت ہے اور اُن کی راے مین ایرانیون سے بہتر دلچسپ اور وفادار دوست نہین مل سکتا -

ایرانی بالطبع اپنے بادشاہ کے بڑے مطیع اور وفادار ہین بلکہ اُن کو شاہ پرست کہنا چاہیئے اور اگر شاہان قاجار اُن کے ساتھ ذرا نرمی - انصاف اور دور اندیشی سے کام لیتے تو وہ کبھی دستوری حکومت کے طالب نہ ہوتے اگر ایران مین شاہ اسمٰعیل - شاہ عباس - یا کریم خان سا بادشاہ ہوتا تو وہ کبھی بلوہ نہ کرتے - جب انھین یقین ہوگیا کہ ہر جگہ اُن کا ملک نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اُن کے حقوق دو دو پیسے پر فروخت ہو رہے ہین اور اُن کا مذہب اور اُن کی خود مختاری بہ حیثیت قوم معرض خطر مین ہے تب انھون نے انتظام ملک مین حصہ لینا چاہا - یورپین نامہ نگاران اخبار

ایران کی پارلیمنٹ پر جیسا چاہیں مضحکہ اڑائیں مگر اس میں کوئی شک نہیں
کہ ایران کی مجلس شوریٰ بہت معززہ مستقل اور قابل قدر جماعت تھی اس نے
کوئی دقیقہ ایران کے بچانیکا اٹھا نہ رکھا۔ ایک ہندی مثل ہے جس کی
تیغ اسکی دیگ۔ گوبانیان بریگیسا کانفرنس یا مدعیان صلح خلائق عاسدا اکھ
انکار کریں مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ سب کا طرز عمل اسی مثل پر ہے۔ بیچارے
ایران نے آخر کیا خطا کی تھی جو روس اُسے ہضم کرنے پر تیار ہوگیا۔ محض
اپنا گھر درست کرنا چاہتا تھا کسی کا اس میں کیا اجارہ تھا مگر اصل یہ ہے کہ
زبردست کے سامنے دلیل و براہین پیش نہیں جاتے اُس کا جواب کرپ
کی زد و فیر تو بیں یا میکسم رائفل خوب دیتے ہیں اور انہیں کی ایرانیوں کے
پاس کمی تھی ورنہ دنیا دیکھتی کہ شیرزہ ایران خرس روس کو کیسا ناچ نچاتا روس
نے جاپان کے ہاتھوں کیسی منہ کی کھائی ابھی دنیا اُسے بھولی نہیں ہے
افسوس کہ ایران کو سنبھلنے کا موقعہ نہ ملا ورنہ وسط ایشیا میں ایسی طاقت تیار
ہوتی کہ برطانیہ بھی اسکی دوستی پر فخر کرتا۔

روس مثل اور چند یورپین سلطنتوں کے مدت سے جوع الارض کے
مرض میں مبتلا ہے اُسکا علاج جاپان نے خوب کردیا تھا مگر افسوس ہے کہ مرض
کا پورا استیصال نہ ہوا کچھ کسر باقی رہ گئی اور موقع پاتے ہی مرض پھر عود کر آیا۔
بیچارا ایران۔ ٹوگی یا ٹوگو سے حاذق طبیب کہاں سے لاتا جو روس کا علاج

کرتے وہاں تو خود غرضوں کا مجمع تھا جو اپنے قدح کی خیر منا رہے تھے۔ ایران جاے یا رہے اُنہیں اپنی جیب بھرنے کی فکر تھی جس ملک میں ایسے وطن فروش ہوں تو اُسکا خدا ہی حافظ ہے۔ گو ایران کے پاس کوئی باقاعدہ جرار فوج نہ تھی مگر فدائیوں اور جان نثاران وطن کی قومی فوج اتنی تھی کہ اگر کوئی اولوالعزم جان فروش لیڈر اُن کی رہنمائی کے لئے کھڑا ہو جاتا تو ایران یوں لقمہ شیریں نہ بنجاتا۔

ہیں یہ باتیں بھول جانیکی مگر کیونکر کوئی — بھول جاے انکا سب صبح ہوتے ہی سماں
بزم کو برہم ہوے مدت نہیں گزری بہت — اُٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کی اب تک دھواں

(ایران کی حالت موجودہ) وزراے ملک اغراض نفسانی میں مست ہیں۔ روس کی سربراہ کرنی شرط پر سر تسلیم خم کیا جاتا ہے۔ ملک فروشی کا بازار گرم ہے ادہر ملک آخری دم توڑ رہا ہے ادہر نائب السلطنت وطن فروشی سے فارغ ہوکر یورپ میں عیش منا رہے ہیں اور خرس روس کی چالاکی کے مزے اڑا رہے ہیں۔ سارا ملک پولیٹکل چالوں کا شکارگاہ بن گیا ہے۔ مصر کی طرح قرضہ پر قرضہ دیکر اسکی آزادی کا خاتمہ کیا جارہا ہے اور زر قرضہ یاران طریقت کے معالجہ حرص وہوس میں صرف ہوتا ہے۔

نوٹ متعلق صفحہ ۳۸ - لہ جاپان کا مشہور جنرل جسنے پورٹ آرتھر فتح کیا۔

تہ جاپان کا مشہور امیر البحر جسنے روسیوں کو بحری جنگ میں شکست دی۔

کچھ لوٹا باغباں نے تو کچھ لے گئی صبا
گلشن میں یوں خراب مرا آشیاں رہا

وزیر خزانہ بھی روس کا تعلیم یافتہ چیلا ہے اور یاروں کے زیر اثر کام کر رہا ہے
ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ - اور اسی پر کیا موقوف ہے کل وزرا
دکلام یورپ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں - اب ایران برائے
نام خود مختار ہے مسٹر شوسٹر امریکائی کہا ہے کہ موجودہ سیاست ایران کے
گلا گھونٹنا اور امید آزادی ایران کا دفن ہو جانا ایک ہی روز واقع ہوا -
(ایران کا آیندہ حشر کیا ہوگا) یوں تو کسی ملک کے آیندہ قسمت کی نسبت
کوئی قطعی راے دینا یا پیشین گوئی کرنا بہت دشوار ہے لیکن ظاہر اسباب کہہ
رہے ہیں کہ ریل کی تعمیر و تکمیل پر ہر ایک حصہ دار اپنے اپنے حصے کے
الحاق کا اعلان دے دیگا - اب پردہ غیب کا حال خدا ہی کو معلوم ہے -

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا
نہیں دیے گئے تم کو علم کے حصے مگر بہت کم

(مسٹر شوسٹر کی کتاب کا ترجمہ کیوں کیا گیا) ایک صدی کے قریب یا اس سے
بھی کچھ زیادہ زمانہ گزرا کہ ایک طرف تو یورپ کی سلطنتوں نے ملک گیری میں
حیرت انگیز ترقی کی اور گویا تمام ایشیا انکے زیر نگین ہو گیا - دوسری طرف
ساتھ ہی ساتھ ان کے مورخین اور اخبار نویسوں نے بھی دل فریب

پولیٹکل انشا پردازی نے ناولیات میں وہ کمال پیدا کیا کہ حقیقت واقعات کا پتہ لگانا مشکل ہو گیا اس وجہ سے صحیح "واقعات تاریخ حالیہ ایران" کا معلوم کرنا آگے چل کے بہت دشوار ہو گا۔ اسلئے میں نے مسٹر شوسٹر کی کتاب کو اپنا رہنما بنایا ہے اور اسی کا ترجمہ کیا ہے کیونکہ یہ شخص سیاسی اغراض سے پاک و صاف ہے اور حقیقی واقعات کو حوالہ قلم کرتا ہے۔ خود ایران میں رہ چکا ہے اکثر واقعات کا مشاہدہ کر چکا ہے۔ بحیثیت وزیر خزانہ ہونے کے معاملات حکومت میں دخیل رہا لہذا اس پر جادو نگاری اور ہوا بندی کا شبہ نہیں ہو سکتا۔

پروفیسر براؤن بھی حق پسندی کے مقابلہ میں قومی اغراض کو دخل نہیں دیتے لہذا میں نے اُن کی کتاب سے بھی مدد لی ہے۔

مجھے امید ہے کہ اسلامی گروہ میں یہ کتاب دلچسپی سے پڑھی جائیگی اور میری محنت کی قدر ہو گی"

آخر میں یورپ کی سلطنتوں میں سلطنت برطانیہ کی مذہبی آزادی اور امن پسندی کی معترف ہوں۔ جو امن ہم کو ہندوستان میں حاصل ہے وہ مسلمانان روس کو نصیب نہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور اپنے تئیں زیور تعلیم سے آراستہ کر کے ترقی کی دوڑ میں دوسرے اقوام کے دوش بدوش ہو جائیں۔ دنیائے اسلام پر اگر نظر ڈالی جائے تو موجودہ حالات کی رو سے صرف مسلمانان ہند کو زیر سایہ برطانیہ بام عروج پر پہونچنے کا موقع حاصل ہے اور وہ خواب ترقی جو کچھ عرصہ پہلے سرسید

مرحوم نے دیکھا تھا کیا عجب ہے کہ وہ اسی سرزمین میں پورا ہو۔ لیکن شرط یہ ہے
کہ ہم غلامانہ عادات کو ترک کر کے اُن برکات سے جو ہمیں زیر حکومت برطانیہ عظمیٰ
حاصل ہیں پورا فائدہ اُٹھائیں۔ ہم اس اشتہار کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو
سنہ ۱۸۵۷ء میں شایع کیا گیا تھا۔ اگرچہ ہم اس کے قائل نہیں کہ دنیا میں کوئی ایسی سلطنت
موجود ہے جس میں حقوق کے مراعات سے سرمو تجاوز نہ ہو اور کہیں نکتہ چینی کی
گنجایش ہی نہ ہو ایسی ذلیل خوشامد ہمارے قلم کا شیوہ نہیں مگر اس سے یہ لازم
نہیں آتا کہ ہم نسبت اضافی کے قیاسات و محاسن سے بھی چاہے کسی قدر ہوں
بالکل قطع نظر کریں اور اصل تو یہ ہے کہ ہمارا دل و دماغ نمک پروردہ ریاست
خداوند نظام الملک آصفجاہ ہے۔ لہٰذا پہلے ہم اُس کے بقا و ترقی کا وظیفہ
پڑھنا فرض انسانیت جانتے ہیں۔ جب تک چاند سورج آسمان پر چمکتے ہیں
ہمارے اعلیٰحضرت حضور نظام اپنی بیداری اور مضبوط حکومت و دادگستری
و رعایا پروری کی داد دیتے رہیں۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

ام الاعظم

مورخہ ۱۶۔ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ
خیریت آباد - حیدرآباد دکن

اہلیہ سید محمد حسن بلگرامی۔ گورنمنٹ آڈیٹر
ریلوے و معدنیات سرکار عالی
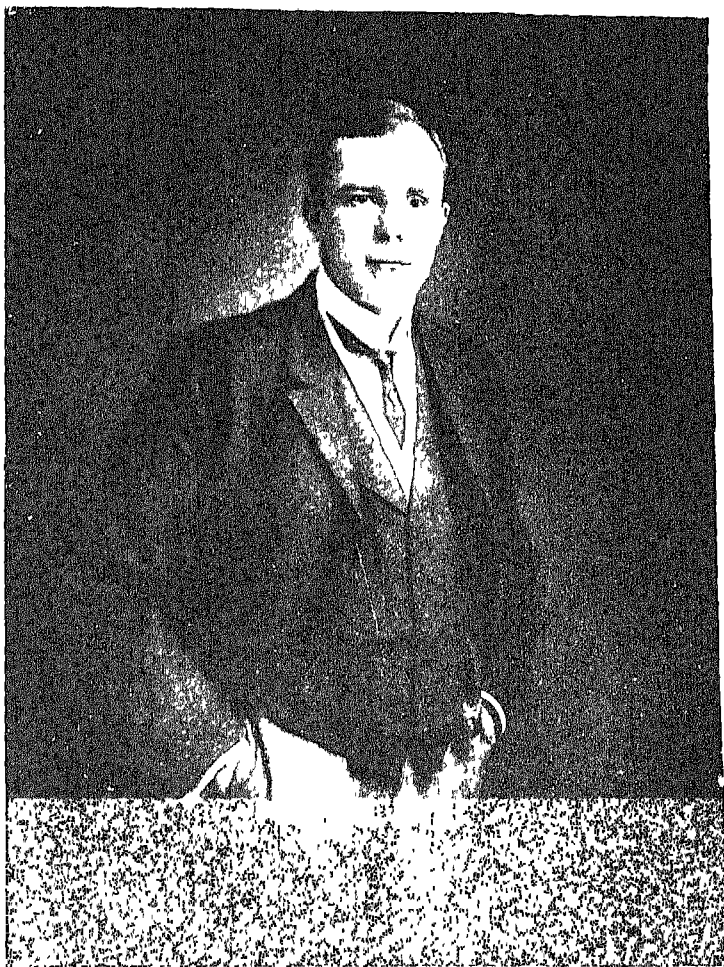
مقدمہ

زنہار از دور گیتی و انقلاب روزگار — در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین

ایران کے تازہ واقعات کے ساتھ دنیا نے جو دلچسپی ظاہر کی وہ اس
امر کی محرک ہوئی کہ یہ عجیب وغریب واقعات جنکی یاد ابھی لوگون کے دلون مین
تازہ ہے سلسلہ وار ایک کتاب کی صورت مین لکھے جائین تاکہ ناظرین اُس سے
لطف اُٹھائین۔ چنانچہ جو واقعات ابتدا سے اب تک پیش آئے اس کتاب
مین درج کئے گئے اسکے بعد تو خود مصنف کو خاک ایران سے الوداع کہنی
پڑی۔ یہ واقعات مستند ذرایع سے بہم پہنچائے گئے ہین۔ اسکے علاوہ مصنف
نے اپنے زمانہ قیام مین ایک روزنامچہ رکھا تھا جس مین روزانہ سرگزشت درج
ہوتی تھی۔ البتہ اس داستان مین بعض ایسے تاریخی حوالون کی آمیزش یا بعض
مطالب کی شرح شامل ہے جو اُن واقعات کے چہرہ سے حجاب ڈپلومیسی
دور کرتی ہین۔ ناظرین کے ذہن نشین کرانے کے لئے یہ دونون باتین

لازمی تھیں - اور اس کے ساتھ ہی بعض امور کے نسبت مصنف کی نکتہ چینیان بھی درج ہین تاکہ شائقین کل مطالب اچھی طرح سمجھ سکیں - مجھے اسبات کا نہایت افسوس ہے کہ مین مجبوراً وہان سے ہٹایا گیا اور اپنے اُس فرض کو جس سے مجھے خاص دلچسپی تھی بخوبی انجام نہ دیسکا - گو اُسوقت مین نے اس مایوسی کو بہت محسوس کیا تہا - مگر اب یقین دلاتا ہون کہ میرے دل مین کچھ رنج و ملال باقی نہین - اسلیے کہ گذشتہ فروری مین جب مین لندن گیا تو وہان بڑے تپاک سے میری آؤبھگت ہوئی اور اخبارون نے بھی خوب مدح سرائی کی - اسکے علاوہ خود میری اہل وطن نے ایسی ہمدردی ظاہر فرمائی کہ دو ماہ کے قیام طہران مین دشمنون کی نیش زنی سے جو زخم لگے تھے سب مندمل ہوگئے ناظرین کے سامنے ان واقعات کا نقشہ کھینچنا میرے قلم قدرت سے باہر ہے اسکے لئے مکالے سا جادونگار چاہیئے یا ورسچگن سا مصور - افسوس ہے کہ اس قدیم قوم کا زوال دو بڑی زبردست اور تہذیب کی مدعی عیسائی سلطنتون کے ہاتھ سے ظہور مین آیا - راستی، انسانیت اور قانون بین الاقوام کے پاک اصول پامال کرکے یہ غریب مظلوم قوم نیمجان کیگئی -

مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ایک سلطنت نے تو محض اپنے ذاتی فوائد اور تمدنی تفوق حاصل کرنے کے لئے ایسے ظلم ڈہائے کہ جن کی مثال تاریخ عالم مین مشکل سے ملیگی اور بیچارے ایران کو بالکل لب گور کردیا - چونکہ

بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور تعلقات بین الاقوام کی اصلاح اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ جو کچھ گزرا ہے صحیح صحیح بیان کر دیا جاسے۔ لہذا یہ واقعات بلا آمیزش مبالغہ سادہ الفاظ مین (خواہ کسی کو بھلے معلوم ہون یا بُرے) صاف صاف بیان کئے جاتے ہین ـــ

ایران کی جدید دستوری حکومت اس طرح فنا نہ ہوتی اگر وہان کی بادشاہت کا زوال مہذب دنیا کے دندان طمع تیز نہ کرتا اور بین الاقوامی معاملات مین قزاقی کی روح حلول نہ کر جاتی جیسا کہ ۱۹۱۱ء کے پولٹیکل مطلع سے ظاہر ہوا

ڈبلیو۔ مارگن۔ شوسٹر

واشنگٹن۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۲ء

تمہید

ایران کے جدید پولٹیکل واقعات کی تفصیل مین بعض عجیب خصوصیات ہین جن کی توضیح بہت ضرور ہے - منجملہ اُن کے پہلی بات یہ ہے کہ ایران کے پولٹیکل معاملات جو اُس بیگناہ بدنصیب قوم کی تباہی کا باعث ہوئے اس طرح وقوع مین آئے جیسے کوئی پہلے سے تیار کیا ہوا کھیل تماشہ گاہ مین لایا جائے بلکہ مین نے اکثر لوگون کو یہی کہتے سنا ہے حیف ہے کہ جو چیز صدہا بیگناہ مخلوق کی بربادی کا سبب ہو وہ دوسرون کی نظر مین ایک خوش کن بازیچہ ٹھہرے - ناظرین کو یہ خود معلوم ہوجائیگا کہ اس داستان مین وہی لوگ جو پیشتر گروہ وزرا مین شاہی ہواخواہی کا دم بھرتے تھے دوسرے موقع پر حب الوطنی کے بھیس مین نظر آئین گے - مجالس وزرا قائم ہوئین اور پھر بہت جلد بلاسبب برخاست ہوگئین - جو لوگ کل قوم کی کونسل کے باقتدار رکن تھے - آج قعر گمنامی مین پڑے ہین - اُسکے بعد پھر جب سازش نے زور پکڑا وہ پھر اُبھر آئے - یہ لوگ عموماً اُس طبقہ کے رکن ہین جسے ایران مین حکمران طبقہ کہتے ہین - چندسال قبل یہ بات کسی ایرانی کے ذہن مین نہ آسکتی تھی کہ کوئی معمولی

آدمی بھی جس کے آباواجداد خطاب یافتہ ہون کوئی ممتاز جگہ پاسکتا ہے چنانچہ
کروڑہا بندگان خدا کی قسمت کا فیصلہ انہین چند خودغرض عہدہ دارون
گورنرون یا خودپرست جنرلون کے ہاتھ مین تھا اور جو کچھ وہ چاہتے تھے
کرگزرتے تھے۔ مزید بران کسی بڑے عہدہ پر مقرر ہونے سے یہ غرض
ہوئی تھی کہ جہان تک ممکن ہو ملک کو لوٹ کر اپنی جیب بھری جاسے اور
اپنے دوستون کو مالامال کیا جائے۔ ایران کی تاریخ کو اچھی طرح سمجھنے کے
لئے ایسے لوگون کے خصائل اور مقاصد پر غور کرنا ضرور ہے جن کی بدولت
ایران کو یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا۔ اسکے علاوہ ایک اور بات جو غیر ملک کے
باشندون کو مشکل سے سمجھ مین آتی ہے وہان کے عجیب وغریب نام اور
متعلق خطابات ہین۔ وہان کے عوام الناس تو صرف نام سے پہچانتے جاتے
ہین مگر مجھے بہت کم ایسے لوگون سے ملنے کا اتفاق ہوا جن کے نام کے
ساتھ کسی خطاب کی دُم نہ لگی ہو اور لطف یہ ہے کہ اگر سہواً کسی سے وہ خطاب
فروگزاشت ہو جائے تو وہ لوگ بہت بُرا مانتے ہین۔ فرض کیجئے کہ امریکہ مین
کوئی شخص سپہدار اعظم۔ وحید الملک یا عین الدولہ کا خطاب
اختیار کرلے۔ بعینہ یہی حالت ایران کی ہے۔ خطاب لینے کے بعد اک کاغذ
پرسند حاصل کیجاتی ہے بعدازان خطاب یافتہ شخص اپنا اصلی نام حذف کردیتا
ہے اور اُسی سے لئنے چوڑے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ پس غیر ملک کے

باشندون کو ان خطابات مین امتیاز کرنا اور اُنہین حافظہ مین محفوظ رکھنا بہت دشوار ہوتا ہے بالخصوص اسوجہ سے کہ یہ خطابات اکثر بدلتے رہتے ہین منجملہ ان خطابون کے چار خطاب۔ ملک۔ دولہ۔ سلطنۃ اور سلطان بہت مشہور ہین چنانچہ موجودہ ریجنٹ اولاً ناصر الملک کے خطاب سے مشہور تھے مگر جب وہ خدمت ریجنسی پر مقرر ہوے تو اُنکا خطاب نائب السلطنۃ قرار پایا۔ ایک اور وقت یہ ہے کہ ان نامون اور خطابون کو انگریزی زبان مین لکھنا بہت دشوار ہے۔ مختلف لوگون نے مختلف رسم خط اختیار کیے ہین۔ مثلاً مجلس وزرا کا ایک مقتدر رکن انگریزی مین اپنا نام وثوغ الدولہ لکھتا ہے اور دوسرے لوگون نے اُسے وثق الدولہ لکھا ہے۔ لیکن مسٹر براؤن جو کیمبرج یونیورسٹی کے پروفسر اور فارسی زبان کے ایک عالم ہین۔ انہون نے اس خطاب کو وثوق الدولہ لکھا ہے۔ لہذا ان وقتون کو دور کرنے کے لیے مصنف نے بھی حتی الامکان ان خطابون کا وہی رسم الخط اختیار کیا ہے جو پروفسر براؤن نے اپنی تاریخ ایران مین قرار دیا ہے۔

اکثر ناظرین ایران کی قدیم تاریخ سے بخوبی واقف ہونگے۔ مگر جدید واقعات جو اس عجیب و غریب ملک مین پیش آئے اُن سے بہت کم لوگ آگاہ ہین لہذا اس کتاب مین بھی پچھلے تاریخی واقعات سے کچھ بحث نہین

NASIRU-D-DIN SHAH

He succeeded to the throne on September 17, 1848, and was assassinated on May 1, 1896, by Mirza Muhammad Riza [illegible] of the town of Kirman

کی گئی بالہ بالا اختصار وہی حالات قلم بند کیئے گئے ہین جن کی وجہ سے مظفرالدین
شاہ قاچار کے عہد مین پانچوین اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو ایک دستوری حکومت کی
بنا پڑی اور نیز یہ کے واقعات جن مین مصنف نے بھی ایک بڑا حصہ لیا
سلسلہ وار درج ہین تاکہ ناظرین کل واقعات بخوبی سمجھ سکین - گذشتہ صدی
مین اہل ایران کی قوت اور فلاح ملکی کی ایک نمایان مثال وہ امتناعی حکم ہے جو
سنہ ۱۸۹۱ء مین تنباکو کے اجارہ کے متعلق مجتہدین اسلام نے جاری کیا تھا
اسکا واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۸۹۰ء مین ناصر الدین شاہ قاچار نے
لندن مین ایک انگریزی کمپنی کو یہ اختیار دیا کہ جسقدر تنباکو ایران مین پیدا ہو اوسے
خرید لے اور جس قیمت پر چاہے فروخت کرے - یہ کمپنی چھ لاکھ پچاس ہزار پاونڈ
کے سرمایہ سے قائم ہوئی اور یہ امید رکھتی تھی کہ سالانہ پانچ لاکھ پاونڈ نفع اٹھایگی
اس نفع کا چوتھائی حصہ دولت ایران کو دیا جائیگا جس سے خود شاہ ایران اور
اسکے وزرا مراد تھے باقی کل رقم منافع کمپنی کی ہوگی - اسطرح کی ملک فروشی
سے بیچارے مصیبت زدہ ایرانی تنگ آ گئے تھے -

میرزا اقاخان کرمانی نے اپنی کتاب "نامہ باستان" مین ناصر الدین
شاہ قاچار کو مخاطب کر کے جو اشعار لکھے ہین وہ قابل دید ہین - ناظرین پڑھ کر
بہت لطف اٹھائین گے -

توتا باشی اے خسرو نامور مر نجان کسے راکہ دارد ہنر

بویژه که باشد ز روشن دلی | بجان دوستدار نبی و علی
یکی نامداری ز ایران منم | که خو کرده در جنگ شیران تنم
قلم دارم و علم و فرهنگ و رای | نژاد بزرگان و فرّ همای
نگاهی که آمد تمیزم پدید | روانم به دانش همی بد کلید
ز گیتی بجستم بجز راستی | نگشتم بگرد کم و کاستی
همه خیر اسلامیان خواستم | دلم را به نیکی بیاراستم
همی خواستم تا که اسلامیان | بوحدت ببندند یکسر میان
همه دوستی باهم افزون کنند | ز دل کین دیرینه بیرون کنند
مر اسلامیان را فزاید شرف | نفاق و جدائی شود برطرف
در اسلام آید بقدر حمید | یکی اتحاد سیاسی پدید
شود ترک ایران و ایران چو ترک | نماند دوئی در شهان سترگ
همان نیز دانندگان عراق | بسلطان اعظم کنند اتفاق
ز دلها زدایند این کینه زود | نگویند سنی و شیعی که بود
وز آن پس بگیرند گیتی بزور | ز جان مخالف برآرند شور
ابا چند آزاده مرد گزین | نشستیم بر ناوهای متین
روانه بُدیم سوی سوی عراق | که برچیده شد از عالم دین نفاق
بنیروی دادار جان آفرین | [illegible]

بپخشید حسن اثر نامه ها — که خامه ز نه بخشته نبد خامه ها

سپاسم ز یزدان پیروزگر — که این نخل امید شد بارور

نوشتند ز ایران و هم از عراق — که از دل بشستیم گرد نفاق

همه جان فدای شریعت کنیم — بسلطان اسلام بیعت کنیم

گذاریم قانون بیگانگی — بگیریم آئین فرزانگی

ازین پس همه کفر سازیم پست — بیاریم گیتی سراسر بدست

کسی از سلاطین اسلامیان — ز عباسیان تا به عثمانیان

ز سامانی و غزنی و دیلمی — ز سلجوق و خوارزمی و فاطمی

ز صد سلف تا بگاه خلف — موفق نگردید بر این شرف

مگر اندرین عصر کامد پدید — چنین طرح محکم ز رای سدید

گرت زین بد آید گناه منست — که این شیوه آئین و راه منست

برین زاده ام هم برین بگذرم — وزین فخر بر چرخ ساید سرم

اگر شاه را بود حسنی نهان — مرا ساختی بی نیاز از جهان

دگر از مسلمانیش بود بهر — به نیکی مرا شهره کردی به دهر

چو در خون او جوهر شرک بود — ز توحید اسلام خشمش فزود

مرا هم دادی که دارد بسیل — تنم را بزنجیر بندی چو پیل

ز کشتن نترسم که آزاده ام — ز مادر همی مرگ را زاده ام

کسی بی زمانه بگیتی نه مرد | بمرد آنکه نام بزرگی نه برد
نمیرم ازین پس که من زنده ام | که این طرح توحید افگنده ام
بگوش از سروشم بسی مژدهاست | دلم گنج گوهر قلم اژدهاست
پس از مردنم هست پاینده گی | که جاوید باشد مرا زندگی
نصیب من آباد تحسین بود | ترا بهره همواره نفرین بود
پس از من بگویند نام آوران | مرا بید با یکدگر مهتران
که کرناتکی راد پاکی نهاد | همه داد مردی و دانش بداد
پس از سیزده قرن پُر اختلاف | هموار کرد اوره ائتلاف
بتوحید دعوات کرد از دوئی | بپیچید از کفری و جادوئی
مرا آید از مشتری آفرین | که بودم فدا کار دین مبین
درودم ز کیوان رساند حور | هم از آسمانم فشانند نور
بروز نخ بمانی تو تیره روان | همت لعنت آید ز پیر و جوان
نشینند و گویند پیران راد | به نیکی نیارند نام تو یاد
که شه ناصرالدین بدی یار کفر | ازو گرم گردید بازار کفر
کسانیکه توحید دین خواستند | بدین مقصد قدس برخاستند
بیازرد و از فر و داد خود براند | بگیتی بجز نام زشتی نخواند
تو ای شه چنین راه دین سد مکن | بجز ره همی نام خود بد مکن

که ناگه برآری دلم راز جاے — همه دوده مانت برآرم زپاے

بگویم سخنهاے ناگفتنی — پر ستم گهرهاے ناسفتنی

که چون بود پیچ و تنبار فجر — چگونه لیشام آوردید ندر

بد تاتار بهر چه آمیختند — زشام از براے چه بگریختند

مراهست تاریخ اندر اروپ — بقوت فزو نتر ز توپ کروپ

مبادا که آن نامه افشان شود — که پیچ و تنبارت پریشان شود

همان به که خاموش سازی مرا — ز کینه فراموش سازی مرا

بالآخر ماہ دسمبر ۱۸۹۱ء میں ایک فتوی جاری ہوا جسکی رو سے کل تنباکو فروشوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں۔ لوگوں نے اپنے قلیان اور پیچوان توڑ ڈالے اور ایک بہت ہی حیرت انگیز قلیل مدت میں کل ایران میں تنباکو کا استعمال یک قلم موقوف ہو گیا۔ رعایا کی یہ شورش اُسوقت تک فرو نہ ہوئی جب تک کہ شاہ نے مجبور ہو کر اُس اجارہ کو فسخ نہ کیا۔ گو اس معاملہ میں شاہ کو مجبوراً پانچ لاکھ پاونڈ تاوان اُس کمپنی کو دینے ہوے اور یہ رقم دولت ایران نے چھ فیصدی سود پر قرض لیکر ادا کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سالانہ تیس ہزار پونڈ سود کا بار بیچاری مفلس رعایا کے سر گیا جسکا کوئی معاوضہ انہیں نہ ملا۔

ناصر الدین شاہ ۲۰ ستمبر ۱۸۴۸ء میں تخت نشین ہوا اور غرہ مئی ۱۸۹۶ء کو اڑتالیس برس کی سلطنت کے بعد گولی سے مارا گیا

اوسکا قاتل ایک شخص میرزا محمد رضا نامی شہر کرمان کا باشندہ تھا اور گو اس قتل کا اصل سبب معلوم نہ ہوا مگر عام اعتقاد وہان کا یہ ہے کہ محض ملک فروشی اس کی باعث ہوئی اہل ایران کو یہ امر محسوس ہو چلا تھا کہ اُن کا وطن بتدریج غیرون کے ہاتھ فروخت کیا جا رہا ہے۔ ناصرالدین شاہ کے قتل کے بعد اُسکا ولی عہد مظفرالدین شاہ قاچار ۸ جون ۱۸۹۶ء کو تخت نشین ہوا اور ۴ جنوری ۱۹۰۷ء تک حکومت کر کے اُس نے وفات پائی اُس کے انتقال سے چھ ماہ قبل اہل ایران جنکی بے دلی اپنے حکمرانون کے ظلم و تعدی کی وجہ سے روز بروز بڑھ رہی تھی اب ایک علانیہ شورش کی صورت مین ظاہر ہوئی۔ وہ دستوری حکومت کے طلبگار تھے۔ چنانچہ ماہ جولائی ۱۹۰۶ء مین بڑی کوشش کے بعد وہ اپنے مقصد مین اس طرح کامیاب ہوئے کہ سولہ ہزار طہرانی جن مین ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے مجتہدین کی ترغیب سے دولت برطانیہ کے وسیع سفارت خانہ۔ مساجد اور دوسرے متبرک مقامات مین پناہ گزین ہوئے۔ یہ مجمع نہایت ہی باقاعدہ طور سے مرتب ہوا۔ ان لوگون نے اپنا کمسریٹ قایم کیا اور حفظان صحت کے اصول اختیار کئے چنانچہ رفتہ رفتہ ملائم اور معقول طریقہ سے انہون نے شاہ کو مجبور کیا کہ اپنے نالایق نکمے اعظم وزیر عین الدولہ کو موقوف کر کے دستوری حکومت کی ایک سند عطا کرے۔ گو شاہ اور اُسکے وزرا

نے بہت پیچ وتاب کھایا اور کوششین کین کہ اس مجمع کو درہم برہم کردین مگر
ایک نہ چلی۔ آخر مجبور ہو کے انھین رعایا کی درخواست منظور کرنی پڑی۔
شاہ اور اُس کے وزرا یہ سمجھتے تھے کہ رعایا کی یہ خواہش پوری
کرنے مین اُن کی بڑی سبکی ہے اور یہ ڈر تھا کہ آیندہ شاہی اختیارات سلب
ہو جائین گے مگر اُن کی مخالفانہ کوششین رعایا کی ہولناک آواز کے سامنے
پسپا ہوئین اور بالآخر ۵ اراگست ۱۹۰۶ء کو جب دستوری حکومت قائم ہوئی
تب لوگ اپنے اپنے گھرون کو واپس گئے اور کاروبار مین مصروف ہوئے۔
چنانچہ اس طرح بغیر کسی خونریز انقلاب کے ایران مین ایک دستوری
حکومت کی بنا پڑی اور جو بادشاہت صدیون سے خودمختاری کا ڈنکا بجا رہی
تھی اُسکو اصلاح کا سبق دیا گیا اور اُسکے اختیارات محدود کئے گئے۔ یہ
دستوری حکومت گو بہت سی باتون مین ابھی ناقص تھی لیکن جو چیز قابل غور
ہے وہ یہ ہے کہ وہان کے لوگ اپنے حقوق اور اختیارات کو سمجھنے لگے
اور انھون نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنے ملک کو اس تباہی اور بربادی کے
پنجہ سے بچائین جو خاندان قاچار کے ظلم و تعدی کی بدولت اس نوبت
کو پہونچا ہے۔ شاہی اختیارات مین ایک بڑی اصلاح یہ کی گئی کہ رعایا
ایک ایسی مجلس شوریٰ قائم کرنے کی مجاز ہوئی جو اُن کے حقوق کی
حفاظت کرے اور ملک کے تمام قوانین کا وضع و نفاذ اور وزرا کا انتخاب

اسکی راے سے ہو۔ ابتداءً اس بارہ مین بہت کچھ مباحثہ ہوے مگر
بالآخر اکتوبر ۱۹۰۶ء مین اراکین مجلس کا انتخاب شروع ہوگیا اور اسی مہینہ
کی ساتوین تاریخ کو بلا انتظار ورود وکلاء صوبہ جات مجلس کا افتتاح طہران
مین ہوگیا اور بادشاہ کی طرف سے ایک اسپیچ پڑھی گئی۔ ۴ر جنوری
۱۹۰۷ء کو **مظفر الدین شاہ** نے انتقال کیا اور اُس کا ولیعہد
محمد علی میرزا تخت پر بیٹھا جو اس وقت تبریز مین زر نیبہ صوبہ
آذربایجان کا گورنر مقرر تھا۔ جب **مظفر الدین شاہ** کی حالت غیر
ہونے لگی یہ روسیاہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو طہران آیا اور ۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء
کو تخت نشین ہوگیا مگر قبل تخت نشینی کے اُسے حلف لینا پڑا کہ مثل اپنے
باپ کے دستوری حکومت کا موید رہیگا اور جو حقوق شاہ سابق نے رعایا
کو دیے ہین وہ بدستور قایم رہین گے۔ سیکڑون برس ہوئے مگر
کیانیون کے قدیم تخت کو کسی بادشاہ نے ایسا ذلیل نہین کیا جیسا کہ
اس برگشتہ بزدلہ اور بدکار شیطان مجسم **محمد علی شاہ قاچار** نے۔
اُسکو ابتدا ہی سے اپنی رعایا کی طرف سے نفرت تھی اور جب سے ایک بد معاش
روسی اتالیق اُسے ملگیا وہ بآسانی گورنمنٹ روس کا ایک بندۂ زرخرید بنکر اپنے
لوگون کے حقوق پامال کرنے پر مستعد ہوگیا ؎

پشیزی بہ از شہریاری چنین کہ نہ کیش دارد نہ آئین و دین

Muzaffaru'd Din Shah Qajar

Born March 25, 1853 crowned June 8, 1896 died January [illegible] 1907

اس منحوس **محمد علی شاہ** کی حکومت کچھ ایسی بُری ساعت سے
شروع ہوئی کہ اُس نے ملک کو خاک مین ملا کر چھوڑا۔ وہ ابتدا ہی سے مجلس کو
ناپسند کرتا تھا اور بالآخر علانیہ مخالف ہو گیا۔ مجلس یہ چاہتی تھی کہ جو اختیارات
اُسے ملے ہین انہین کام مین لاے اور شاہ مع اپنے رفقا اور نمکحرام وزرا کے
یہ چاہتے تھے کہ حسب دستور قدیم کل اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھین اور رعایا
پر ظلم کرین جس کے لئے خاندان قاچار ہمیشہ سے بدنام تھا۔

محمد علی شاہ نے اپنی رعایا کے خلاف روسی مفسدون سے
سازو باز شروع کیا اور بالآخر روس و انگلستان سے خفیہ طور پر چار لاکھ پاونڈ اپنے
ذاتی مصارف عیش کے لئے قرض ٹھہرا ے مگر یہ راز بہت جلد افشا ہو گیا اور
علماء و اراکین مجلس کی کوششون سے وہ قرض لینا موقوف رہا اور **محمد علی شاہ**
کو مایوس ہونا پڑا۔

اب اراکین مجلس کو بخوبی یقین ہو گیا کہ شاہ اور اُس کے وزرا کو مجلس کی
تجاویز سے قطعی مخالفت ہے۔ لہذا انہون نے اب مصمم ارادہ کر لیا کہ ملک کے
انتظام مین جن اصلاحات کی سخت ضرورت ہے وہ عمل مین لائے جائین۔ انہون نے
پہلا حکم یہ جاری کیا کہ آیندہ کسی قسم کا قرض روس اور انگلستان سے نہ لیا جاے
کیونکہ اب اچھی طرح محسوس ہو گیا کہ غیر سلطنتون سے قرض لیکر موجودہ قرض
کی تعداد کو بڑہانا ایران کی خود مختاری اور حفاظت کو خطرے مین ڈالتا ہے۔

اول انہوں نے شاہ کے مصارف کو محدود کر دیا اور ملک کی آمدنی وصول کرنے
کا جو خراب طریقہ اب تک جاری تھا جس کی وجہ سے شاہ کے رفقا اپنی جیبین
بھرا کرتے تھے اُس کی اصلاح کی اور ایک اہل بلجیم مسمی ناس مع اور بہت سے
اہل بلجیم کے جو کئی سال سے ایران کے محکمہ چنگی کی اصلاح اور انتظام کے
لئے مقرر تھا اور جس نے ناجائز طریقہ سے بہت سی دولت جمع کر لی تھی اور بڑا
با اثر اور مقتدر شخص ہو گیا تھا اوسکے ہٹانے کی تجویز کی۔ اور اہل ملک کے
سرمایہ سے ایک قومی بنک قایم کیا تاکہ غیر ممالک کی مالی مدد سے ملک کی خودمختاری
مین فرق نہ آنے پائے۔

۱۰ فروری ۱۹۰۷ء کو شاہ کو مجبوراً **مسٹر ناس** محکمہ چنگی کے افسر کو موقوف
کرنا پڑا۔ اس کارروائی سے مجلس کی وقعت لوگون کے نظرون مین بہت بڑھ گئی
اب شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ امین السلطان (المعروف بہ **اتابک اعظم**
کو بلا کر اپنا وزیر اعظم بنائے جو ایران کا ایک بہت بڑا امیر تھا۔ اس شخص نے یورپ مین
تعلیم پائی تھی اور بہت سیاحت کر چکا تھا مگر باوجود ان خصایص کے بہت ظالم
اور راشی تھا۔ علمائے وقت نے اُسکو بددیانتی اور خیانت کی وجہ سے ۱۹۰۳ء
مین ملک سے جلاوطن کر دیا تھا۔ (۱۸۹۹ء۔ ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء مین جو معاملات
قرض روس و ایران کے درمیان طے ہوئے تھے اُن مین اُسکی خیانت شامل تھی)
جب یہ معلوم ہوا کہ وہ ایران واپس آتا ہے تو گورنمنٹ روس نے اُسکے ساتھ

ساز و باز شروع کر دیا اور اسے اپنے جہاز میں سوار کر کے بڑے اعزاز کے ساتھ ایرانی بندرگاہ انزلی پر پہونچا یا۔ جب اس نے جہاز سے اتر کر آگے بڑھنا چاہا تو رشت کے باشندوں نے اس سے کہا کہ جب تک تم دستوری حکومت کی تائید کا حلف نہ لو گے ہم تمہیں طہران نہ جانے دینگے چنانچہ اس نے قرآن پر قسم کھائی۔

۲۶ - اپریل کو جب وہ طہران پہونچا تو ملک کے ہر صیغہ کو ابتر پایا۔ خزانہ بالکل خالی تھا اور کل ملک میں جابجا شورش کے آثار نمایاں تھے۔ گو مجلس کو بھی ان سب باتوں کا علم تھا اور وہ جانتی تھی کہ کیا کرنا چاہیئے مگر شاہ اس بات پر اڑے تھے کہ مجلس کے تجاویز بالاے طاق رہیں اور ان کے حکم کی تعمیل ہو

اصفہان کی رعایا شاہ کے چچا ذی السلطان کے خلاف علم بغاوت بلند کر چکی تھی اور تبریز کے باشندے بلوہ پر آمادہ تھے اس پر طرہ یہ ہوا کہ ماہ جون میں ایران کے اس پاگل شاہزادے سالارالدولہ نے جو شاہ کا بھائی تھا ہمدان میں علانیہ بغاوت شروع کی اور طہران کا تخت چھین لینے کا اعلان دیا۔ چنانچہ تین روز تک بمقام نہوند شاہ کی فوج میں اور انہیں معرکہ جدال و قتال گرم رہا اور آخرکار جون ۱۹۰۷ء میں اس نے شکست کھائی اور گرفتار ہو گیا۔

اب معاملات بجاے سدھرنے کے روز روز ابتر ہوتے گئے یہاں

تک کہ ماہ اگست میں گورنمنٹ روس نے جو ابتدا سے دستوری حکومت
کی مخالف تھی مجلس کو برخاست کرنے کی دہمکی دی۔ اس درمیان میں ترکی
سے بھی کچھ تنازعہ ہوگیا اور چھہ ہزار ترکی فوج شمالی ومغربی سرحد سے
عبور کرکے بعض ایرانی مقامات پر قابض ہوگئی اور چاہا کہ شہر ارمیہ پر بھی
قبضہ کرلے۔ اس انتشار میں اتابک نے روس کے ساتھہ پھر ایک قرضہ
کی کارروائی شروع کی۔ گو اُسے یہ ڈر تھا کہ بغیر مجلس کی منظوری کے قرض
ملنا دشوار ہے۔ اگست کے آخر تک اُس نے کوشش کرکے مجلس کے
بعض ارکین کو ہموار کرلیا اور اب اُسے امید ہوئی کہ معاملہ طے ہوجائیگا۔ مگر

"تا درچہ خیالیم وفلک درچہ خیال"

۳۱۔ اگست کو جب وہ مجلس سے اُٹھہ کر باہر آرہا تھا ایک نوجوان شخص مسمی
عباس آغا ساکن تبریز نے اُسے گولی سے مار دیا اور فوراً خودکشی کرلی۔
یہ شخص ایک خفیہ پولٹیکل انجمن کا رکن تھا اور اُس نے محض حب الوطنی کے
جوش میں اُس وزیراعظم کو قتل کیا تاکہ دستوری حکومت ایسے نکمے سازشی
اور چالاک شخص کے ہاتھ سے محفوظ رہے۔

عباس آقا کے چہلم میں فدائیوں کا جوش اور نوحہ خوانی ایران کی تاریخ
میں یادگار رہیگی اور دنیا کی قوموں کے لیے حب الوطنی کی ایک عمدہ مثال ثابت
ہوگی۔ چہلم کے دن شہر کی بہت سی دکانیں بند تھیں اور لوگ جوق کے جوق

سوا پہول پہولون کے ہار لیے قبر کیطرف جارہے تھے۔ گو قبرستان کا میدان وسیع تھا مگر اتنا مجمع ہوا کہ تل رکہنے کو جگہ نہ تھی۔ ایک لاکھ آدمیون کا تخمینہ کیا جاتا تھا جو وہان جمع ہوے تھے۔ کل انجمنون کے لوگ طلبار اور اسکول کے بچے وہان آئے تھے۔ بہت سے خیمے لگائے گئے تھے اور اکثر سپہ سالار وطن دوست اصحاب نے چاروکافی اور فواکہات کا انتظام کیا تھا۔ بعض لوگ سینہ زنی مین مصروف تھے اور قومی مضامین کے اشعار پڑہتے تھے بعض خوش لحن شعرا نے اپنے تصنیف کردہ مرثیے پڑہے اور بعض واعظین نے ایچین دین مٹہائی کی کشتیان تقسیم ہوئین۔ شجاع السلطنت بھی اپنے ساتھ گاڑی مین ایک بڑا سا گلدستہ قبر پر چڑہانے کے لیے لائے تھے۔ فخر الواعظین نے جو مرثیہ کہا تھا اوسکے چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہین؀

اے مزار محترم ہر چند بزم ماتمی	نیک ازین تو گل کہ خفتہ اندر تو شادو خرمی
جائے دارد در تو آن کو عالمے را زندہ کرد	عیسیٔ خوابید در دامن تو مانا مریمی
اے بہان غیرت اے عباس آقا کز شرف	زخم قلب ملک و ملت را تو شافی مرہمی
ترک ایرانی نژادے آنکہ ہمچون تہمتن	معلے فر فریدون ہمچی تاج جمی
دررہ یاجوج ظلم و فتنہ دست غیرت	چون سکندر ساخت ز آہن بارہ سد محکمی
گفت تاریخ عزایش را بہ زاری خاوری	کرد از شش تول جا عالمے را آدمی

اس زمانہ مین ایران مین بہت سے اس قسم کے خفیہ پولیٹکل انجمنین

قائم ہو گئی تھیں جن کا مقصد محض ملک کی فلاح اور بہبودی تھا - انتخابات کے قتل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ملک میں صد ہا آدمیوں نے اس بات کا حلف لیا ہے کہ جس طرح ہو سکے دستوری حکومت کی مدد کریں خواہ اس کوشش میں جان جائے یا جلاوطنی نصیب ہو -

اب ایک عجیب تہلکہ مچا تھا شاہ اور مجلس وزرا کسی طرح متفق نہ ہو سکتے تھے آخر کار اکتوبر ۱۹۰۷ء میں ناصر الملک نے جو نائب السلطنت مقرر ہوئے تھے یہ وقت دونوں میں اتفاق کرایا - اب جو مجلس وزرا قائم ہوئی اسکے اکثر رکن حکومت دستوری کے مؤید تھے مگر یہ لوگ صرف دسمبر تک اپنی خدمتوں پر رہے بعد ازاں مستعفی ہو گئے -

۳۱ اگست ۱۹۰۷ء کو بمقام سینٹ پیٹرس برگ دولت روس و انگلستان کے درمیان اس مشہور و معروف معاہدہ پر دستخط ہوئے جو اینگلو رشین کنونشن (معاہدہ روس و انگلستان) کے نام سے مشہور ہے - ۴ ستمبر کو طہران میں اس معاہدے کی بڑی شہرت ہوئی اور باوجود ان محتاط الفاظ کے جن سے ایران کی خود مختاری اور تحفظ کا یقین دلایا گیا تھا اہل ایران کے دل پر اسکا بہت برا اثر ہوا -

چونکہ اس معاہدے کو ایران کے مابعد واقعات کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اسلئے لفظ بہ لفظ اس مقام پر نقل کر دینا ضرور ہے -

عہد نامہ

اعلیحضرت ملک معظم بادشاہ برطانیہ اعظم و آئرلینڈ و جمیع مقبوضات دولت برطانیہ و شہنشاہ ہندوستان اور شہنشاہ سلطنت روس نے اپنے باہمی تعلقات کے ساتھ اس معاہدہ کی خواہش ظاہر کی تاکہ مختلف معاملات جو دونوں سلطنتوں کو براعظم ایشیا میں اپنے اپنے مقبوضات کے متعلق پیش آیا کرتے ہیں ان میں آیندہ کوئی غلط فہمی یا شکر رنجی نہ واقع ہو اور اسلیئے دونوں شہنشاہان نے اس کام کے لیئے اپنے اپنے سفیر کبیر معین کیئے چنانچہ اعلیحضرت ملک معظم دولت برطانیہ اعظم و آئرلینڈ و جمیع مقبوضات دولت برطانیہ و شہنشاہ ہندوستان نے رائٹ آنریبل سر آرتھر نکلسن جو سلطنت روس میں اعلیحضرت کی طرف سے سفیر کبیر تھے اس معاہدہ کی تکمیل کے لیئے معین ہوئے اور شہنشاہ روس کی طرف سے انکے دربار کے ایک معزز رکن الیگزنڈر آئی سویس کی وزیر امور خارجہ اس کام پر تعینات ہوئے۔ دونوں نے اپنے اپنے اختیارات ایک دوسرے پر ظاہر کیئے اسکے بعد حسب ذیل شرائط پیش ہوئے۔

شرائط متعلق ایران

گورنمنٹ برطانیہ اعظم و گورنمنٹ روس ہر دو اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ

ایران کی خودمختاری اور تحفظ کا لحاظ رکھین گے اور دونون کی دلی خواہش ہے کہ اُس ملک مین امن بساط ہو اور اس امن کے ساتھ ملک ترقی کرے اور نیز تجارت وصنعت وحرفت قایم ہو تاکہ کل اقوام اس سے مساوی فایدہ اٹھا سکین بایں خیال کہ ہردو سلطنتون کو جغرافیائی اور تمدنی وجوہ کے لحاظ سے ایران مین صلح اور امن قایم رکھنے مین ایک خاص دلچسپی ہے اسلئے کہ بعض صوبہ جات روس کی سرحد پر واقع ہین اور بعض افغانستان وبلوچستان کی سرحد پر پس بایں غرض کہ آیندہ ایران کے ایسے صوبہ جات کے متعلق جو اوپر بیان کئے گئے ہین ان دونون سلطنتون مین کوئی جھگڑا نہ واقع ہو حسب ذیل شرایط منظور کئے گئے۔

شرط اوّل

برطانیہ اعظم عہد کرتا ہے کہ جو حد قصر شیرین سے لیکر روس و افغانستان کی سرحد تک قرار دیگئی ہے اور اسکے لئے جو فرضی خط ڈالا گیا ہے اور جو اصفہان یزد اور کاخ سے گذرتا ہوا اُس مقام پر جا ملا ہے جہان روس و افغانستان کے قریب ایران کی سرحد ختم ہوتی ہے اس حصہ ملک مین نہ اپنے لئے نہ اپنی کسی رعایا کے لئے کسی قسم کا پولٹیکل یا تجارتی اجارہ مثل اس کے کہ ریلون کا بنانا بنک کا قایم کرنا برقی تار لگانا سڑکون کی تعمیر نقل وحرکت کے ذرایع بیمہ وغیرہ حاصل نہ کرے گا اور اگر گورنمنٹ روس اُس ملک مین اس قسم کے اجارہ

حاصل کرے گی تو اُس کا مخالف نہ ہوگا۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مندرجہ بالا مقامات اُس حصہ ملک مین شامل ہین جہان دولت برطانیہ اجارہ جات متذکرہ بالا حاصل کرنے سے اپنے تئین باز رکھے گی۔

شرط دوم

دولت روس اپنی طرف سے یہ عہد کرتی ہے کہ جو حد افغانستان سے لیکر بندر عباس تک قرار دی گئی ہے اور اُسکے لیے جو فرضی خط ڈالا گیا ہے اور جو گازک برجیند اور کرمان سے گزرتا ہوا بندر عباس سے جا ملا ہے اس حد مین نہ اپنے لیے اور نہ اپنی کسی رعایا کے لیے اور نہ کسی تیسری سلطنت کی رعایا کے لیے کسی قسم کا پولیٹکل یا تجارتی اجارہ مثل اس کے کہ ریلون کا بنانا یا بنک کا قایم کرنا برقی تار کا لگانا سڑکون کی تعمیر نقل و حرکت کے ذرایع بیمہ وغیرہ حاصل نہ کرے گی۔ اور اگر گورنمنٹ برطانیہ اعظم اُس ملک مین اس قسم کے اجارے حاصل کریگی تو اُسکی مخالف نہ ہو گی۔

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مندرجہ بالا مقامات اُس حصہ ملک مین شامل ہین جہان دولت روس اجارہ جات متذکرہ بالا حاصل کرنے سے اپنے تئین باز رکھے گی

شرط سوم

اب رہا ملک ایران کا وہ حصہ جو ان دونون حدود متذکرہ بالا کے درمیان مین واقع ہے وہان اگر دولت برطانیہ کی رعایا کوئی اجارہ حاصل کرے گی تو

روس بلا اطلاع و اتفاق دولت برطانیہ مانع و مزاحم نہ ہوگا - اسی طرح دولت برطانیہ
اقرار کرتی ہے کہ اس حصہ ملک میں اگر دولت روس کی رعایا کوئی اجارہ حاصل
کریگی تو دولت برطانیہ بلا اطلاع و اتفاق دولت روس مانع و مزاحم نہ ہوگی - البتہ
جو اجارے اس حصہ ملک میں موجود ہیں وہ علی حالہ قائم رہیں گے -

شرط چہارم

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ شاہ کی گورنمنٹ نے اب تک بنک پیرس سے
جو رقوم قرض لئے ہیں اسکے سود کی ادائی میں کل چنگی کی آمدنی باستثناے
فارستان و خلیج فارس بیع و مکفول سمجھی جائے گی اور بدستور سابق اس مد میں
ادا ہوتی رہیگی اور نیز یہ امر بھی باہمی تسلیم شدہ ہے کہ فارستان اور خلیج فارس
کی چنگی کی آمدنی اور نیز سواحل ایران جو بحر کیسپین سے ملحق ہیں وہاں ماہی گیری
کی آمدنی اسکے علاوہ پوسٹ آفس اور تار کی آمدنی حسب دستور سابق اس قرض کی
ادائی میں دی جائے گی جو دولت ایران نے اب تک امپیریل بنک پرشیا
سے قرض لیا ہے -

شرط پنجم

اگر ان قرضوں کی ادائی میں جو اب تک بنک پیرس و امپیریل بنک پرشیا
سے لئے گئے ہیں کوئی بدمعاملگی یا بے ضابطگی ظاہر ہوگی یا کوئی ایسی وجہ پیش
آئے گی جس کے سبب سے اسکو اختیار ہوگا کہ قرض اول الذکر کی ادائی کیلئے

آمدنی پر اپنا انتظام قائم کرے یا برطانیہ اعظم کو اسی طرح کے انتظام کی ضرورت پیش آئے تو ہر دو گورنمنٹ اول آپس مین تجویز کرلین گے کہ کیا سبیل اختیار کرنا چاہیئے تاکہ اس معاہدہ کی روسے آپس مین کوئی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس عہدنامہ کے دوسرے شرائط افغانستان اور تبت سے متعلق ہین۔

یہ عہدنامہ محض روس اور انگلستان نے آپس مین طے کیا اور بظاہر اپنے اپنے ذاتی اغراض کے لیئے تھا جو ایران اور دوسرے ممالک سے متعلق ہین۔ دولت ایران کو اس معاہدہ کی اطلاع بھی نہ دی اور نہ اُسے کسی طرح اس راز مین شریک کیا یہان تک کہ مجلس کو بھی اس معاہدہ کا علم نہ تھا بلکہ مجلس کو اُسوقت معلوم ہوا جبکہ ۴ ستمبر کو طہران مین اسکی اشاعت ہوئی۔ اہل ایران کو جب یہ معلوم ہوا کہ اُن کا ملک ان دونون سلطنتون نے راتون رات آپسمین اسطرح تقسیم کرلیا ہے تو اُنہون نے اس کی سخت مخالفت کی اور اُنکا مخالفت کرنا بالکل بجا تھا اسلیئے کہ یہ دونون سلطنتین بجاے خود ایران کی دوستی کا دم بھرتی تھین بلکہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ ایران کی خودمختاری اور تحفظ ہمیشہ مدنظر رکھین گے اور تمام ملک مین صلح اور امن قائم کرنے کی بے لوث خواہش ظاہر کی تھی اور یہ کہا تھا کہ ملک کو ترقی دینے مین ہر طرح پر سعی ہون گے۔

اس معاہدے کی اشاعت سے طہران مین بڑا جوش پھیلا اور جابجا بازارون اور شاہراہون مین اس جوش کے آثار نمایان ہونے لگے۔ دوسرے روز

سر سیسل اسپرنگ رائس نے جو طہران مین برطانیہ کے سفیر تھے گورنمنٹ ایران کو سرکاری طور پر ایک تحریر بھیجی جس مین اس معاہدے کے اصلی معنی اور مقصد بیان کئے - یہ تحریر فارسی زبان مین تھی جسکا ترجمہ درج ذیل ہے -

ترجمہ مراسلہ سرکاری منجانب سفیر دولت برطانیہ متعینہ طہران بنام وزیر امور خارجہ ایران مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء

(اس مراسلہ مین عہدنامہ کے مقاصد ظاہر کئے گئے ہین اور اسکی نوعیت بتائی گئی ہے)

مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایران مین یہ مشہور ہے کہ انگلستان اور روس کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ دونون سلطنتین ایران مین دخل دینگی اور ملک کو آپس مین تقسیم کرلین گی - جناب کو معلوم ہے کہ روس اور انگلستان کے درمیان جو امور طے ہوئے ہین ان کا اور ہی مقصد ہے اس لئے کہ نواب مشیر الملک ابھی حال مین سینٹ پیٹرس برگ اور لندن دونون جگہ تشریف لے گئے تھے اور دونون سلطنتون کے وزراء امور خارجہ سے اس بارہ مین گفتگو کی دونون نے صاف صاف الفاظ مین اس معاہدے کے اغراض ان سے بیان کئے اور انھین یقین دلایا کہ اہل ایران نے جو بات بجائے خود سمجھ لی ہے وہ صحیح نہین ہے غالباً مشیر الملک نے

اس امر کو ظاہر کر دیا ہوگا۔

سر ایڈورڈ گرے اور مشیر الملک مین جو گفتگو ہوئی اُس کا خلاصہ اور نیز موسیو آئی سولسکی کے بیان کا خلاصہ میرے پاس بہیجا گیا ہے۔

سر ایڈورڈ گرے لکھتے ہین کہ مین نے اور موسیو آئی سولسکی نے مشیر الملک سے یہ بیان کیا کہ ہم دونون دو اصلی امو کے نسبت متفق ہین۔

اوّل یہ کہ ہم دونون مین سے کوئی سلطنت ایران کے معاملات مین دخل نہ دے گی۔ البتہ اُس صورت مین کہ ہماری رعایا پر ظلم ہو یا اُن کو کوئی مالی نقصان پہونچے۔

دوم۔ یہ کہ اس معاہدے کی شرائط کی رو سے ایران کی خودمختاری اور حفاظت معرض خطر مین نہین پڑتی۔

سر ایڈورڈ گرے نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اب تک روس اور انگلستان مین مخالفت تھی اور ہر ایک یہی کوشش کرتا تھا کہ دوسرے کو ایران مین نہ رہنے دے۔ اگر یہ مخالفت ایران کے موجودہ نازک وقت مین قائم رہتی تو یہ دونون سلطنتین یا اُن مین ایک ایران کے اندرونی معاملات مین ضرور دخل دیتین تاکہ دوسری سلطنت موجودہ حالت سے فائدہ اُٹھا سکے

یا دونوں مل کے دخل دیتیں اور دوسری سلطنتوں کو فائدہ اُٹھانے سے محروم رکھتیں پس جو معاہدہ اسوقت روس اور انگلستان میں ہوا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ آیندہ دونوں میں اس قسم کی وقتیں نہ پیش آئیں اور اس معاہدے کے شرایط ہرگز ایران کے مخالف نہیں جیسا کہ موسیو آئی سولسکی نے صاف صاف مشیر الملک سے بیان کیا ہے۔ یعنی ہم دونوں سلطنتوں میں کوئی ایران سے کچھ نہیں چاہتی پس ایران کو چاہیئے کہ اپنی ساری قوت اور توجہ اپنے اندرونی معاملات کی اصلاح میں صرف کرے۔ دونوں وزرا اس بات پر متفق ہیں کہ ایران کے معاملات میں دخل نہ دیا جائیگا پس اب کوئی جائے شک باقی نہیں رہی۔ موسیو آئی سولسکی کے الفاظ جس میں انگلستان کا منشا بھی شامل ہے حسب ذیل ہیں۔

روس کا عام اصول یہ ہوگا کہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں ہر قسم کا دخل دینے سے احتراز کرے البتہ اُس صورت میں کہ اس کے اغراض کو ضرر پہونچایا جائے۔ موجودہ صورت میں یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ روس اس اصول سے انحراف کرے۔

اب رہی یہ افواہ کہ روس اور انگلستان ایران کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اُسکے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دونوں سلطنتوں نے اپنے اپنے لئے دائرہ اقتدار قرار دے لیے ہیں۔ سر ایڈورڈ گرے اور

موسیو آئی سولسکی صاف صاف یہ لکھتے ہین کہ یہ افواہ محض بے بنیاد ہین - دراصل ان دونون سلطنتون کا جو منشا ہے وہ یہ ہے کہ آپس مین ایک سمجھوتہ کرلین جس سے آیندہ کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو اور اس امر کا عہد کرلین کہ ان دونون مین کوئی سلطنت ایران کے ان مقامات مین اپنا اختیار نہ بڑھاے گی جو اُسکی سرحدون سے ملے ہوے ہین - پس صاف ظاہر ہے کہ یہ معاہدہ نہ ایران کے حق مین مضر ہے نہ کسی اور سلطنت کے لئے - اسلیئے کہ اس معاہدے کی پابندی صرف انگلستان اور روس پر لازم ہے جسکا منشا یہ ہے کہ ایران مین کوئی ایسی بات نہ کرین جس سے آپس مین تفیض پیدا ہو اور آیندہ کے لئے ایران کو اُن مطالبات سے بریت حاصل ہوجاے جو زمانۂ قدیم مین اُس کی تمدنی ترقی مین اس قدر مانع اور حائل ہوے ہین موسیو آئی سولسکی کے الفاظ بجنسہ یہ ہین :-

یہ معاہدہ جو دو ایسی یورپین سلطنتون کے درمیان ہوا ہے جنھین ایران سے خاص تعلق ہے اس امر پر مبنی ہے کہ دونون سلطنتین ایران کی خودمختاری اور تحفظ کی ضامن رہینگی اور ایران کے فوائد کو بڑھائین گی اور ترقی دین گی - اب ایران اگر چاہے تو ان دو قوی ہمسایہ سلطنتون کی مدد سے اپنی اندرونی اصلاحات مین بہت کچھ ترقی کرسکتا ہے -

مندرجہ بالا بیانات سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو افواہ ایران مین

روس وانگلستان کے پولیٹکل اغراض کے متعلق پھیلی ہے کس قدر جھوٹ
اور بے بنیاد ہے۔ اس معاہدہ سے دونون سلطنتون کا یہ منشا نہین ہے
کہ ایران کی خودمختاری پر حملہ کرین بلکہ ہمیشہ کے لئے اُسکے تحفظ کے ضامن
ہو جائین۔ وہ یہ نہین چاہتے کہ کسی قسم کی دخل دہی کا بہانہ ڈہونڈین بلکہ
ان دوستانہ شرائط سے یہ غرض ہے کہ آپس مین کسی کو اپنے حقوق کی
حفاظت کے بہانہ سے بھی دخل دہی کا موقع نہ ملے۔ دونون سلطنتین امید
کرتی ہین کہ آیندہ سے ایران بیرونی دخل دہی کا خیال بالکل دل سے نکال
ڈالے گا۔ اور بہت آزادی کے ساتھ اپنے معاملات کا انتظام کرے گا۔
جسکی وجہ سے نہ صرف ایران بلکہ سارے عالم کو فائدہ پہونچے گا۔
برطانیہ کی کتاب آبی مین دسمبر ۱۹۱۱ء تک اس ضروری سرکاری کاغذ
کا کہین پتہ نہ تھا جب ہاؤس آف کامنز مین سکرٹری آف اسٹیٹ امور خارجہ
سے بہت کچھ سوالات کئے گئے تب انھون نے اس کے وجود کا
اقرار کیا اور کہا کہ ہان ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کو سفیر دولت برطانیہ متعینہ طہران نے
گورنمنٹ ایران کو اس مضمون کا مراسلہ بھیجا تھا۔ ایران کی ابتر حالت
بدستور قائم تھی اور دسمبر مین طہران کے اخبارون نے شاہ کی نسبت سخت مضامین
لکھے جنکی عبارت ایسی تحقیر آمیز الفاظ اور دہمکیون سے بھری تھی کہ کسی کو
یقین نہ آسکتا تھا۔ ۴ر نومبر کو شاہ بڑے جاہ و حشم کے ساتھ مجلس مین تشریف

Muhammad ʻAli Shah Qajar

born 187[illegible], crowned January 19, 1907, deposed July 16, 1909

لائے۔ اور چوتھی دفع قرآن پر یہ قسم کھائی کہ دستوری حکومت کی حمایت کرینگے
شروع دسمبر مین یہ صاف ظاہر ہوا کہ محمد علی شاہ نے مجلس شوریٰ توڑنے
کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لئے اُس نے دو
فوجین تیار کین۔ ایک فوج قزاق بریگیڈ کے نام سے موسوم تھی
جس مین بارہ سو سے اٹھارہ سو تک ایرانی تھے مگر اُن کے افسر روسی تھے
جنکو گورنمنٹ روس نے اس کام کے لئے شاہ کو دیا تھا۔ اور اُن کی تنخواہین
بھی ایران کے خزانہ سے دیجاتی تھین۔ دوسری ایک بے قاعدہ فوج
تھی جس مین خود شاہ کے خدمتگار سائیس خچر ہانکنے والے اور شہر کے
کچھ اور اوباش شریک تھے۔ ایران کی ملکی فوج کچھ ایسی حقیر کس مپرس
حالت مین پڑی ہوئی تھی کہ کوئی اُسکی چندان پروا نکرتا تھا اور نہ کسی کو
اوسکا ڈر تھا۔

۱۵ نومبر کو شاہ نے ناصر الملک کی کبنٹ کے کل ارا کین کو
طلب کیا جو ابھی حال مین مستعفی ہوچکے تھے اور انھین بہ جبر معہ وزیر اعظم
کے حراست مین لے لیا۔ اس اثناء مین شاہ کی اوباش فوج نے طہران مین
ہنگامہ شروع کیا اور مجلس کے خلاف شورش پیدا کی۔ مگر ابھی کسی کی اتنی جرات
نہین ہوئی کہ بہارستان پر قبضہ کرلے۔ بہارستان اُسی عمارت
کا نام تھا جہان کل ارا کین مجلس شوریٰ جمع ہوکے ملکی معاملات مین مشورہ

کرتے تھے۔ چنانچہ وہ حسب معمول دوسرے روز وہاں جمع ہو گئے مگر
چونکہ رعایا کو اس ہنگامہ کی اطلاع ہو چکی تھی انھوں نے بہ نظر احتیاط
ہر طبقہ سے چن چن کر مسلح لوگ بھیجے تاکہ بہارستان کی حفاظت کریں
اور دستوری مجلس کے اراکین کو ان بدمعاشوں کے ہاتھ سے بچائیں۔
جب شاہ نے یہ دیکھا تو نہ قزاق بریگیڈ کو جرأت ہوئی اور نہ اُن اوباشوں
کی ہمت بڑھی کہ مجلس پر حملہ کریں۔ بالآخر صلح ہو گئی اور شاہ نے اقرار کیا
کہ بعض رفقا اور وزرا نکال دیے جائیں گے اور اُن اوباشوں کو سزا
دی جائے گی جنھوں نے طہران میں ہنگامہ کر کے لوٹ مار شروع کر دی
تھی اور آسائش خلائق عامہ میں مخل ہوئے تھے اور یہ اقرار کیا کہ قزاق
بریگیڈ اور دوسری شاہی فوج ملک کے محکمہ جنگ کے تحت میں
دے دی جائے گی اور مجلس کے پاس ایک تحریری حلفیہ اقرارنامہ سربمہر
لفافہ میں رکھ کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ شاہ دستوری حکومت کا تابع رہیگا۔
اسی درمیان میں جب مجلس کے توڑے جانے کی خبر دور دور از
صوبہ جات میں پہونچی تو وہاں سے رعایا اور مشاہیر نے مجلس کے پاس
اپنی حمایت کے تار بھیجے۔ بلکہ بعض مقامات سے مجلس کی کمک کیلئے
فوجیں آنا شروع ہو گئیں۔ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء میں جب ہنگامہ رفع ہو کے
تسلط ہو گیا تو شاہ نے ایک نئی کیبنٹ وزرا تجویز کی اور نظام السلطنت

کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ مجلس نے اپنا طریقہ شاہ کے ساتھ صلح اور آشتی
کا جاری رکھا لیکن پھر نئے نئے واقعات پیش آنے لگے۔ آخر فروری
۱۹۰۸ء میں ایک دن شاہ کی سواری طہران میں جا رہی تھی کہ کسی نے شاہ کو
قتل کرنے کا ارادہ کیا وہ اپنی موٹر میں بیٹھے ہوئے جا رہے تھے کہ کسی نے
ایک بام کا گولہ پھینکا جسکے پھٹنے سے موٹر چلانے والا جسکی وارنیٹ جو ایک
فرانسیسی تھا خفیف سا زخمی ہوا مگر محمد علی شاہ بالکل بچ گیا البتہ خفیف سا
چھپلتا ہوا زخم لگا۔ اب شاہ کو پھر یہ شبہ پیدا ہوا کہ دستوری حکومت والوں کی
یہ شرارت تھی اور اس وقت سے شاہ کے تعلقات مجلس کے ساتھ پھر
بگڑنے لگے۔

آخر مئی ۱۹۰۸ء میں ہر ایک فریق نے دوسرے پر بعض مطالبات
پیش کئے اور یہ طے پایا کہ شاہ کے ہوا خواہ اور دستوری حکومت کے
مویدین دونوں ایک ساتھ اسپر عمل کریں۔ چنانچہ شاہ نے پہلی جون کو اپنی
مرضی کے خلاف بعض اہل دربار کو موقوف کر دیا اُن میں سے ایک شخص
امیر بہادر جنگ تھا جس سے لوگ بہت نفرت کرتے تھے
اس شخص نے یہاں سے نکلکر روسی سفارت خانہ میں پناہ لی۔ دوسرے مطالبہ
روس اور برطانیہ کی طرف سے علانیہ مداخلت شروع ہوئی جس سے بالآخر
مجلس کو توڑا اور تین ہفتہ کے بعد اسی قزاق بریگیڈ کے ذریعہ سے

بہارستان پر گولہ باری کرائی۔

فی الحقیقت سفیر روس **مسٹر ڈی ہارٹولٹ** اور سفیر برطانیہ **مسٹر مارلنگ** دونون وزیر امور خارجہ دولت ایران کے پاس آئے اور یہ دہمکی دی کہ اگر شاہ کے منصوبون اور خواہشون کی مخالفت سے باز نہ آئینگے تو گورنمنٹ روس دخل دیگی۔ روسی سفیر نے اس معاملہ مین پیش قدمی کی اور سفیر برطانیہ نے اس مین ہان مین ہان ملائی۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ عہدنامہ متذکرہ بالا کے شرائط اور نیز **سر سسل اسپرنگ رائس** کے مراسلہ کا مضمون جو گورنمنٹ ایران کو بھیجا گیا اُسکے رو سے روس اور انگلستان ایران کے اندرونی معاملات مین دخل دینے کے کہان تک مجاز تھے۔ اس مین شک نہین کہ اس سے بڑھ کے بدعہدی اور خلاف ورزی اور کیا ہو سکتی ہے۔

دونون سفارت خانون سے فوراً مجلس کے پاس ایک تحکمانہ تحریر آئی اور اس نے حسب خواہش اپنا اثر دکھایا۔ اور یہی دونون کی غرض تھی مجلس ہمیشہ سے ان دونون سلطنتون کی طرف سے بدگمان تھی اور اس کو یہ اندیشہ تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ضرور دخل دینگی۔ مجلس کے ارکین نے ایک ایسے جھوٹے دغاباز بادشاہ کو مجبور کر کے قانون کا پابند بنایا اور اب یہ دونون سفارتین مجلس کے ممبرون کو مجبور کر رہی تھین کہ اب تک جو

کچھ اصلاح ہوئی وہ رائیگان جائے۔ ان دونوں سلطنتوں کی یہی غرض تھی کہ ملک میں بدعملی پھیلی رہی تاکہ انہیں دخل دہی کا موقع ملے اور ان کے اغراض پورے ہوں۔

دوسرے دن تیسری جون ۱۹۰۸ء کو شاہ نے مارے ڈر کے شہر چھوڑ دیا اور شہر کے باہر باغ شاہ میں رہنا اختیار کیا۔ شہر سے روانگی کے وقت شاہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ جن راستوں سے گذر ہوگا وہاں کوئی مزاحم نہ اُٹھ کھڑا ہو لہذا حفظ ماتقدم کے خیال سے اپنے دو ہزار گارڈ کے سپاہی اور تین سو توپ خانوں کے جوانوں کو مع توپ خانہ کے یہ حکم دیا کہ شہر میں خوب ہنگامہ بپا کریں۔ اُدھر یہ ہنگامہ شروع ہوا ادھر شاہ چپکے سے کرنل لیاخوف کو ساتھ لیکر باغ شاہ کو چل دیا۔

دوسرے دن اہل شہر یہ سمجھ گئے کہ شاہ مجلس پر پھر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے ایک گروہ کثیر میں جمع ہوئے اور محمد علی شاہ کے معزولی کے طالب ہوئے پانچویں جون کو شاہ نے دستوری حکومت کے بہت سے ارکین کو مشورہ کرنے کے بہانہ سے باغ شاہ میں بلوایا اور جب وہ وہاں آئے تو اُنکو قید کر لیا۔ اُن میں سے ایک شخص کسی طور سے بچ کر نکل گیا۔ اور اس نے فوراً مجلس کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ اس خبر سے تمام شہر میں ہل چل مچ گئی چھٹی جون سے ۲۳ رجون تک شاہ و دستوری حکومت کے خلاف اعلانیہ تیاریاں

کرلیا اور جابجا تارون کو کاٹ دیا تاکہ مجلس دوسرے صوبہ جات سے بذریعہ
تار مراسلت نہ کرسکے۔ اور دستوری حکومت کے عہدہ دارونکو ہٹاکر اُن کی جگہ
اپنے ہوا خواہون کو مقرر کیا اور دستوری حکومت کے عہدہ دارون کو جو اپنی
خدمتون سے علاٰحدہ کئے گئے تھے قید کرلیا اور سارے شہر پر فوجی قانون
جاری کرکے روسی کرنل لیا خوف کو افسر اعلےٰ مقرر کیا۔ بعدازان قزاقون
کے ہاتھ مجلس کو پاس ایک الٹیمیٹم (اعلان حرب) بھیجکر یہ دھمکی دی کہ اگر لوگ
مسجد کو چھوڑکر (جہان وہ جمع ہوگئے ہین) منتشر نہ ہوجائینگے تو مسجد
توپ سے اُڑادی جاوے گی اور یہ کہلا بھیجا کہ دستوری حکومت کے
بعض ممبر مثل واعظ، اوڈیٹر اخبارات فوراً نکال دئے جائین۔ اسکے
بعد ۲۲ رجون کو رعایا اور مجلس کو یہ دھوکا دیا کہ آیندہ سے کل معاملات متنازعہ
ایک ایسی کمیٹی سے طے ہوا کرین جو دستوری پسند اور بادشاہ دوست ارکین
سے مرکب ہو۔

۲۳ رجون کو آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ایک ہزار قزاق اور دوسری
فوج نے مجلس کی عمارت کا محاصرہ کرلیا اور کل راستون پر فوجی پہرے
بٹھا دیے۔ اب ارکین مجلس کی آمد شروع ہوئی۔ جو شخص آتا تھا اُسے مکان
مین جانے دیتے تھے مگر پھر باہر آنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک گھنٹے کے

بعد کرنل لیاخوف مع چھ روسی افسروں کے وہاں آیا اور فوج اور توپخانہ
تو پونکو اس طرح تقسیم کیا کہ اس مقام پر وہ پوری طور پر حاوی رہیں بعد ازاں
کرنل لیاخوف گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا اور اسکے جانے کے
ساتھ ہی فوج نے باقی روسی افسروں کے حکم سے مجلس کی عمارت پر گولہ باری
شروع کی۔ پہلی ہی باڑھ میں بہت سے فدائی مارے گئے۔

کم و بیش سو فدائی جو وہاں موجود تھے انھوں نے اس حملہ کا جواب دیا
اور قزاقوں کی تین توپوں کو بیکار کر دیا اس عرصہ میں قزاق کی اور تازہ دم فوج
آگئی مگر باوجود اسکے کہ یہ فدائی مجلس کے محافظین تعداد میں کم تھے
مگر ساتھ آٹھ گھنٹہ تک برابر جی توڑ کے لڑا کئے یہاں تک کہ مجلس کی عمارت
گولوں کی ضرب سے بالکل مسمار ہو گئی اور جو اراکین مجلس اس میں تھے وہ
بیچارے شہید ہوئے گرفتار کر لئے گئے یا بعض بچ کر نکل گئے۔ بہت سے
مشہور قومی فدائی گرفتار کئے گئے جن میں بعض کو پھانسی دی گئی اور بعض کو
قید خانہ نصیب ہوا۔ چند لوگ کوشش سے بچ کر نکل گئے۔ کئی دن تک
کرنل لیاخوف نے مع اپنی فوج کے ان لوگوں کے گھروں کو خوب لوٹا
اور مسمار کیا جن سے شاہ ناخوش تھا۔ مجلس کا تمام دفتر برباد کر دیا گیا اور دراصل
کرنل لیاخوف سارے طہران کا حقیقی حاکم بن گیا۔ گو یہ شخص ایک روسی
افسر تھا اور روس کی فوجی وردی پہنے ہوئے تھا۔ تاہم جب اہل یورپ نے اسکی

طرف سے اس بارہ میں اعتراضات کئے گئے تو روسی کیبنٹ نے صاف انکار کر دیا کہ گورنمنٹ روس اس واقعہ کی ذمہ دار نہیں ہے اور نہ اسکو ان باتوں کا علم تھا۔ کرنل لیاخوف کی نسبت بیان کیا گیا کہ وہ بالکل شاہ کے حکم کے تابع تھا حالانکہ بہت کافی شہادت اس امر کے ثبوت کے لئے موجود ہے کہ مجلس کی تباہی اور دستوری حکومت کی بربادی جو لیاخوف کے ہاتھوں ظہور میں آئی وہ انھیں وزرا کے اشارے سے ہوئی جو سینٹ پیٹرسبرگ میں زار روس کے مشیر تھے۔ موسیو ھارٹ وک سفیر دولت روس متعینہ ایران اسی گروہ کا ایک نمایاں رکن تھا۔ لیاخوف نے جو کچھ کیا وہ صرف انکے احکام بجالایا۔

اس اثنا میں ایران کے صوبہ جات میں جا بجا بلوے شروع ہو گئے۔ بالخصوص رشت، کرمان، اصفہان اور تبریز میں تبریز کے باشندوں نے شاہ کی معزولی کا اعلان دیدیا اور تین سو سواروں کا ایک رسالہ دستوری حکومت کی حمایت کے لئے طہران روانہ کیا۔ گو اسوقت اس امر کی بہت کم امید تھی کہ دستوری حکومت ایران میں پھر مسلط ہو گی اور اہل طہران کا اس بات پر مایوس ہونا کہ اب ان کی ایک آخری امید کا بھی خاتمہ ہوا چاہتا ہے بیجا نہ تھا۔ تبریز جو پایۂ تخت کے بعد ایران میں دوسرا مشہور شہر ہے وہاں پر فدائیوں اور شاہی ہوا خواہوں میں خانہ جنگی شروع

ہو گئی ملکہ جس روز طہران میں کمرا تل لیا خوف سے مجلس کی عمارت پر گولے
برسانے شروع کئے ہیں اسی روز وہان بھی ان دونون فریق میں تلوار چلنے لگی
تبریز کے باشندون کو محمد علی شاہ سے نفرت تھی کیونکہ وہ اسے
خوب جانتے تھے یہ وہان عرصہ تک گورنر رہ چکا تھا - طہران میں مجلس کی تباہی
کے بعد تبریز میں دستوری حکومت کے مویدین دس مہینہ تک برابر لڑتے
رہے اول شاہی ہوا خواہون سے جنگ ہوئی جن کو انہون نے مار کے
نکال دیا - بعد ازان قحط کا مقابلہ کرنا پڑا اسلئے کہ سڑکین سب بند تھین اور
شہر محصور تھا -

اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ع میں یہ افواہ اڑی کہ روس اپنی فوج اس بنا پر تبریز کو بھیجنے
والا ہے کہ روسی سفیر کو یورپین رعایا کے جان و مال کا خطرہ ہے - اس درمیان
میں یہ راز کھل گیا کہ روسی سفیر موسیو پوچی تانوف شاہ کے حامیون
کے ساتھ سازو باز کر رہا ہے اور اُن کے لئے اسلحہ جنگ مہیا کئے ہیں
یہ محض ایک بہانہ تھا ورنہ دستوری فوج کو خود یورپین کی جان و مال کا بہت اچھا
خیال تھا جس امر کی تصدیق خود یورپین نے کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ
مقامی دستوری حکومت نے تمام شہر میں بہت امن قایم رکھا - ۱۱ دسمبر کو
چار سو ایرانی قزاقون کی فوج مع چار توپون کے بسر کردگی افسران روسی
طہران سے تبریز کی طرف روانہ ہوئی کہ دستوری حکومت کو [illegible]

کر سکے۔ مگر تبریز میں ۱۲۔ اکتوبر تک دستوری حکومت والے سارے
شہر پر قابض تھے۔ نومبر کے آخر میں باوجود قزاقوں کی فوج اور توپوں کے
جو شہر کے محاصرین کی امداد کے لیے آئی تھی تبریز کی دستوری حکومت والے
اُن پر برابر فتحیاب ہوتے رہے اس سے اتنا فائدہ ہوا کہ دوسرے شہروں کے
دستوری حکومت والے اپنی تجاویز کو پورا کرسکے اور چار مہینے کے عرصہ
میں وہ رشت، اصفہان، لار، شیراز، ہمدان، مشہد
استرآباد، بندرعباس، اور بوشہر پر بخوبی حاوی ہو گئے۔

۵۔ جنوری ۱۹۰۹ء کو بختیاری قبائل کے دو سردار صمصام الدولہ
وضرغام السلطنت مع اپنے ہزار آدمیوں کے شہر اصفہان
پر قابض ہو گئے اور بادشاہی فوج کو مار کے منتشر کر دیا۔ بختیاریوں نے
دستوری حکومت کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا تھا۔

رشت کے شمال میں دستوری حکومت کی مدد کو وہ عجیب و غریب
شخص سپہدار اعظم پشت پناہ بن گیا جو چند مہینے پہلے شاہ کی فوج
کا افسر تھا جو تبریز کا محاصرہ کر رہی تھی۔

جنوری کا مہینہ اہل تبریز پر بہت سخت گزرا سیکڑوں بھوک سے مر گئے
گھاس تک کھانے کو میسر نہ آتی تھی۔ رحیم خان کے وحشی قبائل اور
شاہ کی فوجیں لوٹ کی امید میں شہر کا محاصرہ کیے پڑی تھیں محصورین فدائیوں

نے کئی دفعہ دھاوا کر کے شہر میں غلہ اور جنس لانے کی کوشش کی۔ اس مہم میں دو
غیر ملک کے باشندوں نے ہاتھ بٹایا۔ ایک انگریز مسٹر مور جو بعض انگریزی
اخباروں کی نامہ نگاری کی غرض سے ایران آئے تھے اور دوسرے ایک امریکن
مسٹر باسکرویل جو شہر تبریز میں ایک مشن اسکول کے معلم تھے۔ ۲۱ر اپریل
کو جو دھاوا ہوا اس میں یہ امریکن صاحب مارے گئے۔

جب شہر تبریز میں کھانے کی بہت ہی قلت ہوئی تب یہ تجویز ہوئی کہ کل غیر ملک
کے اشخاص جو وہاں سکونت پذیر ہیں ان کو باہر جانے کی اجازت دی جائے
اور شاہ کی فوج کے افسر کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ انہیں امن سے نکل جانے دے
مگر کل غیر ملک والوں نے اس طرح اپنا کاروبار چھوڑ کر چلے جانے سے انکار کیا۔ ۲۰ر اپریل
کو روس نے شہر میں اپنی فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ غلہ وغیرہ کے لانے میں
مدد دے اور غیر ملک کے باشندوں اور سفارت خانوں کی حفاظت کرے
اور اگر کوئی شہر سے باہر جانا چاہے تو اسکو مدد دے۔

۲۹ر اپریل کو روسی فوج جس میں قزاقوں کے چار اسکواڈرن پیدلوں کی
تین بٹالین دو توپ خانے سفر مینا کی ایک کمپنی شامل تھی وہاں آئی اور دوسرے
دن شہر میں داخل ہوئی۔ روسی گورنمنٹ نے صاف صاف الفاظ میں یقین
دلایا کہ یہ فوج صرف اس وقت تک وہاں رہے گی جب تک کہ سفارت خانوں
اور غیر ملک کے باشندوں کے جان و مال کی حفاظت کی ضرورت لاحق ہوگی اور یہ فوج

پولیٹکل جھگڑون سے احتراز کرے گی۔ مگر یہ بھی ایک حیلہ سازی تھی۔ چار ہزار روسی فوج تبریز مین پڑاؤ ڈالے پڑی رہی اور وہان کے باشندون سے کچھہ تنازعہ نہ ہو یہ امر محال تھا۔ گو شہر مین بالکل امن قایم ہو گیا مگر روسیون نے باوجود وعدے کے اپنی فوج وہان سے نہ ہٹائی۔ مارچ مین رشت کے فدائیون نے اس سڑک پر جو بحر کسپین سے قزوین اور طہران کو جاتی تھی کچھہ قبضہ کرلیا مگر وہ بختیاری فوجون کے منتظر تھے جو اصفہان اور جنوب سے آ رہی تھین۔ اس درمیان مین ۲۲ اپریل کو روس اور برطانیہ کی سفارت کی طرف سے ایک زوردار مراسلہ شاہ کے پاس بھیجا گیا اور شاہ نے ۱۰ مئی کو حلفاً پھر یہ اقرار کیا کہ دستوری حکومت کو بحال رکھے گا اور اس کا حامی رہے گا۔ مگر اب دستوری حکومت کے سرگروہ کو اُسکی بات کا کچھ اعتبار نہ رہا تھا۔

اس اثنا مین دستوری حکومت کی فوجین دار السلطنت کی طرف بڑھنا شروع ہوئین۔ جو فوج اصفہان سے آئی تھی اس کا افسر بختیاری سردار صمصام السلطنت تھا۔ ساتوین مئی کو سردار اسعد بھی جو ابھی حال مین یورپ سے خلیج فارس کی طرف سے واپس آیا تھا اُس سے آملا۔ شاہ نے اس فوج کے مقابلہ کے لئے بعض شاہی سپاہی روانہ کئے۔

اس درمیان مین دستوری حکومت کی فوج جو رشت سے آئی تھی اُس نے قزوین پر قبضہ کرلیا۔ یہ شہر طہران کے شمال مین ۹۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

اس فوج کا افسر سپہدار اعظم تھا - گو کہا جاتا ہے کہ ایک ارمنی شخص یفرم خان اس فوج کا روح رواں تھا - ۵ مئی کو قزوین فتح ہو گیا اور ۶ مئی کو ایرانی قزاقون کی ایک فوج معہ دو سگزین توپون کے بسرکردگی روسی افسر کپتان زاپولسکی طہران سے بھیجی گئی تاکہ پایۂ تخت کے شمال و مغرب کی طرف ۳۰ میل کے فاصلہ پر جو پل کراج پر واقع ہے اسکی حفاظت کرے اور راستہ کو روکے رہے - دستوریون کی فوج کی تعداد چھ سو سے کم تھی -

اس وقت روسی سفارت نے پھر دخل دیا اور ایک تحکمانہ مراسلہ سپہدار کے پاس بھیجا کہ طہران پر جو پیش قدمی کی جا رہی ہے موقوف رہے -

۱۶ جون کو بختیاری فوجین جن مین ۸۰۰ آدمی تھے طہران کی طرف روانہ ہوئین اور تھوڑے عرصہ مین قزوین کی دستوری فوج سے جا ملین - اس عرصہ مین برطانیہ اور روسی سفارت نے کوئی دقیقہ کوشش کا اٹھا نہ رکھا کہ بختیاری سردارونکو اپنے ارادے سے باز رکھین مگر ایک نہ چلی ۲۳ جون کو اس فوج کا ہراول قم تک پہونچ گیا جو طہران کے جنوب مین ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - باوجود اُن تمام دھمکیون کے جو سفارت روس و برطانیہ کی طرف سے ہوئین سردار اسعد نے یہ کہلا بھیجا کہ مین خود شاہ سے بعض اپنے امور کا استفسار کرونگا اور فوج برابر بڑھتی گئی - روسی گورنمنٹ اس پر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آئی اور دستوری فوج کو ڈرانے کے لئے باکوین

ایک روسی فوج اسلیئے جیجی کہ شمالی ایران پر حملہ آور ہو۔ اس وقت شاہ کی فوج پانچ ہزار سلطنت آباد مین تعینات تھی اور قزاق بریگیڈ کے (۱۳۵۰) سپاہیون مین سے (۸۰۰) کرنل لیاخوف کی ماتحتی مین دے گئے تھے جن مین سے ۳۵۰ سپاہی طہران کے شمالی حصہ کی حفاظت کر رہے تھے اور (۴۰۰) جنوبی حصہ کی۔ یہ سب بختیاری فوج کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ ۳ر جولائی کو کرج پر جو فوج تعینات تھی وہ وہان سے ہٹ کے شاہ آباد مین آرہی جو طہران سے صرف ۱۳ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور دوسرے دن اس فوج سے اور دستوری فوج کے ہراول سے مٹھ بھیڑ ہوگئی ایرانی قزاق جو کپتان زاپولسکی اور دو اور روسی افسرون کے زیر کمان تھے اور اُن کے پاس تین توپین بھی تھین اُن مین ایک ایرانی افسر اور تین سپاہی مارے گئے اور دو زخمی ہوے دستوری فوج مین ۱۲ر آدمی مارے گئے۔

اس عرصہ مین روس نے اپنی فوج باکو سے روانہ کی اور ۸ر جولائی تک دو ہزار سپاہی ایران پہونچ گئے۔

۱۱۔ جولائی کو وہ قزوین پہونچے سفارت نے دستوریون کو متنبہ کیا کہ اگر اور آگے قدم بڑھاؤ گے تو ہم ملتفت ہونگے اسکے علاوہ دستوریونکو ڈرانے اور دھمکانے مین اور بہت سی کوششین کی گئین مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر کار ۱۰ر جولائی کو طہران سے ۱۵ میل کے فاصلے پر مغرب کی طرف بمقام بادامک

بختیاریون اور قزاق بریگیڈ مین ایک جنگ ہوئی جسکا نتیجہ فیصلہ کن نہ تھا۔
اسکے بعد پھر دو دن تک متفرق لڑائیان ہوتی رہین۔ تا اینکہ ۱۳ر جولائی کو
دستوریون کی دو فوجین ایسی ہوشیاری کے ساتھ دشمن کی فوجون مین
سے گزر کر ۶½ بجے صبح کو چپ چاپ طہران مین داخل ہوگئین کہ وہ سب منہ
دیکھتے رہگئے یہ چالاکی اُسی ارمنی افسر **یفرم خان** کی تھی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔
اب طہران کی گلیون اور سڑکون پر لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن جاری رہی
طہران کے باشندون نے نہایت جوش کے ساتھ دستوری فوجون کا خیر مقدم
کیا اور ۱۳ر جولائی کو اُنھون نے اپنا یوم نجات قرار دیا۔ دوسرے دن قزاقون
کا بریگیڈ معہ کرنل لیاخوف کے اپنی بارک مین محصور ہوگیا۔ اور آخرکار روسی
کرنل نے مجبور ہوکے سپہدار کے پاس صلح کا پیام بھیجا اور ہتیار رکھدیے۔ دستوری
فوج نے شہر مین داخل ہوکے بڑی جوان مردی دکھائی تمام اہل شہر کے ساتھ بہت
ہی اچھا برتاؤ کیا۔ ۱۵ر جولائی کو وہ شہر پر پورے قابض ہوگئے۔
۱۶ر جولائی کو ۸½ بجے صبح شاہ نے معہ ایک کثیر التعداد فوج اور مصاحبین
وغیرہ کے شہر سے بھاگ کر روسی سفارت خانہ مین پناہ لی جو بمقام زرگندہ شہر سے
چند میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور اس طرح تخت سے دست بردار ہوا بھاگنے
سے پہلے اُس نے روسی سفیر کی اجازت حاصل کرلی تھی کہ بھاگ کے وہان
ٹھیرے گا جون ہی یہ وہان پہونچا سفارت خانہ کی عمارت پر روسی اور انگریزی جھنڈے

چڑہادے گئے اس عرصہ مین کرنل لیاخوف نے دستوریون کی
اطاعت قبول کرلی اور اُن کے ملازمت مین داخل ہوگیا اور یہ اقرار کیا کہ
اب وزیر جنگ کے احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اُسی دن شام کو بہارستان
کی زمین پر ایک غیر معمولی جلسہ ہوا جس مین شاہ کی معزولی کا باقاعدہ اعلان
کیا گیا اور اس کا بیٹا **سلطان احمد میرزا** جسکا سن بارہ برس کا تھا
بادشاہ بنایا گیا اور خاندان قاچار کا ایک بہت ہی سن رسیدہ بزرگ شخص
آزاد الملک نائب السلطنت مقرر ہوا۔

چنانچہ ۱۶ر جولائی **۱۹۰۹ء** کو دستوری حکومت ایران مین از سر نو قایم ہوئی
اور محض اہل ملک کی غیر معمولی دلیری حب الوطنی اور ہوشیاری کی بدولت
یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ورنہ روس اور برطانیہ تو اس کا خاتمہ
کرچکے تھے۔

اس کے بعد دستوری حکومت نے ایک ضروری کمیٹی قایم کی جس سے
برطانیہ اور روس کے سفارت کے درمیان گفتگو شروع ہوئی کہ شاہ معزول
محمد علیشاہ کن شرائط پر ایران سے باہر کیا جاے۔ ملک کے
جواہرات جو اُس کے پاس ہین سب لے لئے جائین وہ اپنا کل قرض
ادا کردے اور اُس کی ذاتی جایداد جہان کہین رہن ہے اُسنے فک رہن
کرائے (تاکہ وہ روسیون کے ہاتھ مین نہ پڑے) اور اُس کے گذارے

EPHRAIM KHAN, CHIEF OF THE POLICE AND GENDARMERIE OF TEHERAN.
He did more than any other to defeat Muhammad Ali

کے لئے کیا پنشن مقرر کیجا سے ۔ چنانچہ ۷ ستمبر کو یہ طے پایا کہ ایک اقرارنامہ
مرتب ہوا اور اسپر روس اور برطانیہ کے سفرا اور نیز دوسرے فریق اپنے
اپنے دستخط کریں ۔ چنانچہ اقرارنامہ مرتب ہوا اور اسپر دستخط ہو گئے ۔ اور شاہ
معزول کی پنشن سولہ ہزار چھ سو چھیاسٹھ پونڈ سالانہ قرار پائی ۔ ۹ ستمبر
کو وہ مع اپنے بیگمات اور ہمراہین کے روسی سفارت خانہ سے بحر کسپین
کو روانہ ہوا تاکہ وہاں سے اڈسا کو جاسے ۔ پہلی اکتوبر کو اس نے
ساحل ایران چھوڑا اور باکو پہونچا جہاں سے ایک اسپیشل ٹرین میں بیٹھکر
اڈسا پہونچ گیا ۔ یہ اسپیشل ٹرین گورنمنٹ روس نے اس کے
لئے فراہم کی تھی ۔ ۱۸ جولائی کو سلطنت آباد میں شاہ معزول کے فرزند
احمد میرزا کے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا گیا ۔

۲۰ جولائی کو وہ پایہ تخت میں داخل ہوا اور اس کے آمد کی خوشی میں
تمام شہر میں روشنی کی گئی ۔ اس کے بعد روس و انگلستان نے نئی دستوری
حکومت کو تسلیم کیا ۔ اس قومی مجلس نے اب ایک کبنٹ نامزد کی اور
یفرم خان کو شہر کا کوتوال مقرر کیا ۔ جو اخبارات پہلی مجلس کے زمانہ میں
نکلے تھے اب پھر جاری ہوسے اور ان کو ہر طرح کی آزادی دیگئی ۔ اکتوبر
کے مہینے میں مجلس کے ممبروں کا انتخاب شروع ہوا اور ۲۸ اکتوبر تک
۶۴ ممبر ملک کے مختلف مقامات سے انتخاب ہو کر طہران میں جمع ہو گئے

۱۵ - نومبر سنہ ۱۹۰۹ء کو مجلس کا باقاعدہ افتتاح ہوا جس مین ہر طبقہ کے وکلاء شریک تھے - سپہدار وزیر اعظم اور وزیر صیغہ جنگ مقرر ہوئے اور انہون نے بادشاہ کی طرف سے اسپیچ دی -

یہان یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور اُدہر تبریز - قزوین - رشت اور دوسرے متفرق مقامات پر روسی فوج بدستور اپنے پنجے جمائے ہوئے تھی جسکی وجہ سے روس کی نیت کی نسبت دستوری حکومت والون کی بدگمانی بڑہتی جاتی تھی - باوجود ان ساری دقتون اور پریشانیون کے نئی مجلس اور کیبنٹ نے بڑی جرءت کے ساتھ انتظام ملک مین اصلاح شروع کی بدامنی کو دور کیا - ملک مین پولیس قایم کی مالگزاری تحصیل کرنے کے ذرایع معین کئے اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا - تمام ملک ایک نہایت ابتری کی حالت مین تھا اُسپر طرہ یہ کہ خزانہ بالکل خالی اور اغیار کا قرض جسکا بار ایران کو پیسے ڈالتا تھا -

ایک فرانسیسی موسیو بیزاو مقرر کیا گیا کہ دستوری حکومت کو مالی اصلاحات مین مدد دے - دو برس تک وہ رہا مگر اُس نے کچھ نہ کیا اور حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی ایران کی بدقسمتی سے اُس کے بہادر سپوت جنھون نے ظالم بادشاہ کو تخت سے اُتارا اور فتح مندی کے وقت اپنے تئین باستقلال رکھا افسوس ہے کہ اُن مین بہت ایسے نکلے جو خود غرض تھے

سے اپنے ذاتی فائدے اُٹھانے مین مصروف ہو گئے۔ ایک طرف تو خزانہ
کی یہ حالت تھی اور دوسری طرف مالی انتظام مین رشوت اور دغابازی کا بازار
گرم تھا اُسپر بیرونی قرضہ کا بار اور روزانہ اخراجات کی زیادتی غرضکہ ہر طرف تباہی
کے آثار نمایان تھے ایسی حالت مین حقیقت یہ ہے کہ اُسی مجلس کے ممبرون کا
کام تھا کہ اُنکے قدم نہ ڈگے اور اُنھون نے یہ طے کیا کہ اگر ملک کو تباہی سے
بچانا اور دستوری حکومت کو قائم رکھنا ہے تو کوئی جدید طریقہ انتظام جلد جاری کرنا
چاہیئے۔

باوجود اس نمایان کامیابی کے جو دستوری حکومت کو حاصل ہوئی یعنی شاہ کو
ملک سے نکال باہر کیا اور اُس نے اپنے کئے کی سزا پائی۔ ملک کچھ ایسی ابتر
حالت مین تھا کہ ایک عمدہ اور باقاعدہ گورنمنٹ قائم ہونے کی امید بہت کم تھی۔
ایسی گورنمنٹ کا قائم ہونا جسکی وقعت لوگون کے دلون مین ہو اور جو ہمسایہ سلطنتین
دوستی کا دم بھرتی ہین اُنھین ملک مین دخل دہی کا کوئی موقع نہ ملے بہت دشوار
تھا۔ ملک کا انتظام بالخصوص وہ محکمہ جات جو مال سے متعلق تھے شاہان ماسبق
کے وقت مین کچھ ایسے ابتر ہو گئے تھے جن کی وجہ سے ایران کی ساکھ نہ اپنے
لوگون مین رہی تھی اور نہ غیر ملک والون مین ایسی حالت مین اُسے اس تباہی کے
پنجہ سے بچانا بڑا ہی دشوار کام تھا اور اس کے لئے کمال جرأت استقلال
ہوشیاری اور حب الوطنی درکار تھی۔ اندرونی دشواریان کیا کم تھین کہ اُس پر طرہ

یہ ہوا کہ روس کی علانیہ مخالفت اور انگلستان کے یووسے پن نے اور سونے
مین سہاگہ ملا دیا روس اسی فکر مین تھا کہ ایران مین دستوری حکومت نہ چپنے پائے
انگلستان کو لازم تھا کہ روس کو اس معاملہ مین روکتا مگر وہ اس ڈر کے اس بارہ
مین اور روس کا دمساز بنا ہوا تھا۔ پس جدید دستوری حکومت کو ابتدا ہی سے ایسے
غیر معمولی اور عجیب تعلقات کا سامنا کرنا پڑا جو ان دو سلطنتون نے بلحاظ ایران
کے خود مختار سلطنت ہونے کے خواہ مخواہ اس کے سر منڈھے تھے ۔

صوبجات کی غریب رعایا کو ہر عہد مین ٹیکس دینا ہوتے تھے جسکا کوئی جزو
اُن کی فلاح مین صرف نہ کیا جاتا تھا اور وہ بیچارے ہمیشہ اُن سرکاری لٹیرون اور
قزاقون کا شکار ہوتے تھے جنھین قسمت اُن پر حاکم مقرر کرتی تھی۔ گو دستوری
حکومت اب قائم ہوگئی تھی مگر وہان کے عوام الناس بالکل جاہل تھے اور ایسی
حکومت مین رعایا کے جو حقوق اور ذمہ واریان ہوتی ہین اُن سے بالکل لاعلم
تھے۔ اب یہ موقع نہ تھا کہ وہ کافی تعلیم حاصل کرکے اپنے تئین ان باتون کا
اہل بنائین اسلئے کہ ملک ایک عجیب خطرے مین پڑا تھا جسکی وجہ سے یہ اندیشہ
تھا کہ جب تک وہ قابلیت حاصل کرکے اہل بنین خود ملک کا وجود بحیثیت
ایک خود مختار سلطنت کے نقشہ عالم سے مٹ جائے گا اور ملک ہی اُنکے
پاس نہ رہے گا۔ لہذا جو لوگ صاحب فہم تھے اور بادشاہ کے معزول ہونے
کے بعد اس نئی حکومت مین اٹھارہ مہینے تک باختیار رہے اُنھین بڑی ذمہ داری کا

سامنا ہوا چونکہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایک راشی اور خراب حکومت کے عادی تھے اُنھون نے با اختیار ہوتے ہی اپنی جیبین بھرنی شروع کین اور مطلق اسباب کا خیال نہ کیا کہ وہ رعایا کے امین ہین اور اسلئے مقرر کئے گئے ہین کہ رعایا کے حقوق کی حفاظت کرین۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے ایک کثیر التعداد روسی فوج شمالی ایران مین موجود تھی گو سفراے روس و برطانیہ نے یہ بیان کیا تھا کہ یہ فوج صرف یورپین باشندون کے جان و مال اور حقوق کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اور جب اس کی ضرورت نہ رہے گی تب وہان سے ہٹالی جائے گی۔

کچھ تو اس فوج کی موجودگی اور کچھ مقامی شورشون کی وجہ سے جو عموماً ایسے ممالک مین کسی بڑے انقلاب کے وقت ظہور مین آتی ہین دستوری حکومت کو روز افزون دشواریون کا سامنا رہا ستمبر ۱۹۰۹ء مین ایک مشہور ڈاکو رحیم خان نے شہر اردبیل پر جو شمالی ایران مین واقع ہے حملہ کردیا اب روسی گورنمنٹ کو اور فوج بھیجنے کا بہانہ مل گیا اور بجائے اسکے کہ جو روسی فوج ایران مین موجود تھی وہ ہٹائی جاتی اور بہت سی فوج وہان بھیجدی گئی۔ گورنمنٹ ایران کو مجبوراً اس حملہ کا تدارک کرنا پڑا اور ایک زر کثیر صرف کرکے فوج تیار کی جو رحیم خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی مگر ۴ ۲ / جنوری ۱۹۱۰ء کو یفرم خان نے اُسے ایسا گھیر لیا کہ اب بجز بھاگنے کے کوئی چارہ نہ رہا

اور بھاگنے کے لئے بھی صرف روسی سرحد کا ایک راستہ خالی تھا۔گورمنٹ
روس نے بخلاف شرط دفعہ ۱۴ مندرجہ معاہدہ ترکمانچی اُسے اپنے ملک مین
آنے دیا اور وہ وہان پہونچ کے بالکل امن مین ہوگیا اسلئے کہ کوئی اُس کا تعاقب
نہ کرسکا وہان وہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء تک رہا بعد ازان پھر تبریز کو واپس آیا اور دستوری
حکومت کو پھر ستانا شروع کیا۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک ایرانی شاہزادہ داراب
میرزا جو عرصہ سے گورمنٹ روس کی رعایا ہوگیا تھا اور روسی قزاقون کی فوج
مین جو قزوین مین تعینات تھی افسر مقرر تھا اس نے یہ کوشش کی کہ دستوری
حکومت کو توڑ دے اور اس غرض سے اُس نے ایک بلوہ کیا۔گو اہل ایران
نے اس بلوہ کا تدارک کرنا چاہا اور روسی فوج کو اس معاملہ مین دخل دینے سے
روکا مگر روسیون نے یہ بہانہ کیا کہ ہم داراب میرزا کو گرفتار کردین گے یہ محض
اُن کا ایک حیلہ تھا اسلئے کہ جب داراب میرزا ان کے ساتھ قزوین
کو واپس جارہا تھا تو ایک ایرانی فوج سے جو اُسکی گرفتاری کے لئے بھیجی
گئی تھی مڈبھیڑ ہوئی اور روسیون نے ایرانی فوج پر حملہ کیا اور ایرانی فوج کا
افسر مارا گیا۔گو بعد کو روسیون نے صاف انکار کیا کہ اس خانہ جنگی مین ان کا
کچھ تعلق نہ تھا مگر آخر مین یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس معاملہ مین اُن کی پوری
سازش تھی۔ ایک روسی کرنل نے داراب میرزا کے حمایتون
کو اپنے دستخط سے اس مضمون کے خطوط لکھدئے تھے کہ یہ لوگ شہنشاہ

روس کی پناہ میں ہیں اگر کوئی ایرانی ان سے کچھ مواخذہ کرے گا سخت سزا پائیگا
فروری ۱۹۱۱ء میں روسی فوج نے بمقام وارمنی ساٹھ بے گناہ
قصبائیوں کو جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے ذبح کر ڈالا - یہ مقام ایران میں
قصبہ استارا کے قریب واقع ہے -

اس درمیان میں گورنمنٹ ایران نے دسمبر ۱۹۰۹ء کو گورنمنٹ روس
و برطانیہ سے پچیس لاکھ پونڈ قرض لینے کی تجویز کی مگر ان دونوں سلطنتوں نے
ایسے سخت شرایط پیش کئے کہ مجلس نے مجبوراً یہ معاملہ کرنا نامنظور کیا اسلئے کہ ان
شرایط سے ایران کی خود مختاری کا خاتمہ ہوجاتا مگر تھوڑے سے عرصہ کے بعد مجلس
نے لندن میں ایک ساہوکار سے معقول شرایط پر قرض کا معاملہ ٹھیرایا اور قریب
تھا کہ طے ہوجائے لیکن گورنمنٹ برطانیہ بمشورہ روس اس میں مخل ہوئی اور
بالآخر معاملہ نہ ہوا حالانکہ گورنمنٹ ایران شاہی جواہرات رہن رکھ کر قرض لیتی
تھی اس مابین میں روس علانیہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ مجلس سے بہت سے
فائدہ مند اجارے حاصل کرے اور وعدہ یہ کیا تھا کہ اگر اجارے مل جائینگے
تو روس اپنی فوج شمالی حصہ ایران سے ہٹالے گا - المختصر ان دونوں سلطنتوں
کا برتاؤ ایران کے ساتھ برابر مخالفانہ اور منافقانہ رہا - گورنمنٹ روس کا
اسوقت ایسے وزرا کے ہاتھ میں تھی جن کا اصول پیش قدمی اور ملک گیری تھا
ایسی حالت میں مسٹر پوختی تانوف جیسے شخص کا سفیر مقرر ہوکر طہران

آتا گویا یہ صداقت دلیل تھا کہ روس نے ایران کو ہضم کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہے یہ وہی حضرت ہیں جو اول تبریز میں روسی سفیر تھے اور وہاں دستوری حکومت کے خلاف خوب سازشیں کی تھیں ۱۶ - اکتوبر ۱۹۱۰ء کو گورنمنٹ برطانیہ نے اپنا مشہور الٹیمیٹم ایران کے پاس بھیجا جس میں یہ شکایت کی کہ جنوبی ملک ایران کی سڑکیں بہت مخدوش ہیں جسکی وجہ سے تجار کو نقصان پہونچتا ہے لہذا ہندوستان کی فوج میں سے چند افسر تعینات کئے جائیں جو ان سڑکوں کی حفاظت کا انتظام کریں اور یہ انتظام گورنمنٹ برطانیہ کے نگرانی میں رہے اور جو کچھ اس کا خرچ ہو وہ خزانہ ایران سے دلایا جاوے - اس الٹیمیٹم نے ایران اور ٹرکی دونوں ملک میں بڑا جوش پیدا کیا اور بعض مسلمانوں نے شہنشاہ جرمن کو اس مضمون کا تار دیا کہ وہ ایسے آڑے وقت میں اہل اسلام کی مدد کریں - اس تار کا مقصد تو یہ تھا کہ ایران کے پولٹیکل معاملات میں جرمنی بھی شریک ہو مگر اسکا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ پوٹسڈیم کے معاہدے میں عجلت کی گئی اور وہ فوراً کو وہ طے ہوگیا جسکا وقوع برطانیہ اور فرانس کے لئے بہت تعجب خیز تھا - روس اور جرمن میں اخلاص اور آشتی پیدا ہونے سے یہ معلوم ہوگیا کہ اس عہدنامے کے شرایط کیا ہیں اور جب روس کو یقین ہوگیا کہ اب کوئی دخل نہ دیگا - تب اس نے ایران کے ساتھ سخت برتاؤ شروع کیا -

۲۹ - اکتوبر ۱۹۱۱ء میں حسین قلی خان نے جو اسوقت ایران

مین وزیر امور خارجہ سے جو روس اور برطانیہ کی سفارت کو یہ اطلاع کی کہ شاہ
معزول بعض ترکمانی قبائل کے ساتھ ساز و باز کر رہا ہے لہذا حسب معاہدہ مورخہ
۲۵ر اگست ۱۹۰۹ء اُس کا وظیفہ موقوف کر دیا جاسکے۔ دونون سفارتون نے
نہ صرف اس معاملہ مین بالکل بے اعتنائی کی بلکہ اپنے نوکرون کو وردی پہنا کر
بھیجا کہ اُسکی ہتک عزت کرین اور اُسکے پیچھے پیچھے لگے رہین بلکہ اسکے مکان
کے دروازے پر جم جائین اور جب تک شاہ معزول کے وظیفہ کی رقم نہ
وصول ہو لے اُس جگہ سے نہ ہٹین۔ یہ برتاؤ صرف بے انصافانہ اور ہتک آمیز
تھا بلکہ اس قسم کی حرکت کبھی اس سے پہلے کسی سفارت کی طرف سے ظہور
مین نہین آئی ایک مہینے کے بعد روسی سفیر نے اس وزیر کو مجبور کیا کہ وہ معافی
مانگے اور یہ کہا گیا کہ کاشان مین کسی روسی سفارتی ایجنٹ کے ساتھ
کچھ گستاخانہ برتاؤ کیا گیا تھا حالانکہ اسکی کچھ اصل نہ تھی۔ یہ روسی ایجنٹ دراصل
ایک بدمعاش مشہور ایرانی النسل شخص تھا جسکی نسبت گورنمنٹ ایران نے
سخت مخالفت کی تھی کہ روسی سفارت خانہ مین اس کا تقرر نہ ہو اس معافی نامہ
کی ذلت اُٹھانے کے بعد اب حسام قلی خان کو ظاہر ہو گیا کہ یہ
دونون سلطنتین اُسکے ہٹانے کے درپے ہین چنانچہ اُس نے استعفا
دے دیا اسی درمیان مین شاہ معزول اس بہانہ سے اودیسا کو چھوڑ کے
یورپ کو روانہ ہوا کہ اپنی صحت کے لئے تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہے

مگر دراصل غرض یہ تھی کہ دستوری حکومت کو توڑنے کے لئے ساز و باز کرے
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے سال ماہ جولائی مین ایک مسلح فوج کے ساتھ
ایران کی سرزمین پر آ پہونچا - پہلی فروری کو شہر اصفہان مین پولیس کے
ایک معزول افسر نے وہان کے گورنر کو جو دستوری حکومت کی طرف سے مقرر
تھا زخمی کیا اور اُس کے ایک چچا زاد بھائی کو مار ڈالا بعد ازان بھاگ کے
روسی سفارت خانہ مین پناہ لی - پانچ روز کے بعد ایران کے وزیر مال صنیع الدولہ کو
طہران کی سڑک پر دو گرجیون نے گولی سے مار ڈالا - اسکے بعد پولیس کے چار
آدمیون کو زخمی کیا - اور جب ایران کی پولیس نے اُن کو گرفتار کرنا چاہا تو روسی سفیر
مانع ہوا اور یہ کہا کہ یہ دونون روسی گورنمنٹ کی پناہ مین ہین اور روسی گورنمنٹ
اس معاملہ کی تحقیقات کرکے ان کو سزا دیگی - ۸ فروری کو ناصر الملک
نائب السلطنت مقرر ہوئے ان سے پہلے آزاد الملک نائب السلطنۃ
تھے - جب ۲۲ ستمبر ۱۹۱۰ع کو انکا انتقال ہوگیا تو یہ نائب السلطنت مقرر ہو کے
طہران پہونچے اور ان کی خاطر سے قزوین مین جو روسی گارد تعینات تھی
باستثنار ۸۰ قزاقون کے وہان سے اُٹھا لیا گیا -

یہ سلسلہ واقعات اب ختم ہوتا ہے اسکے بعد مالی اصلاح اور انتظام ملک
کے لئے امریکن منتظمین بلائے جاتے ہین -

پہلا باب

(ایران اب یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اصلاح و تہذیب صیغہ مال اور انتظام ملک کے لیے امریکہ سے تجربہ کار لوگ بلائے جائیں۔ چنانچہ امریکن طہران میں داخل ہوتے ہیں)

وکلاء مجلس نے ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۱۰ء میں اس مسئلہ پر بحث کی کہ مالی حالت کی اصلاح کے لئے امریکہ سے تجربہ کار منتظمین بلائے جائیں اسلئے کہ وہ لوگ یورپین اثر سے مبرا ہونگے۔ بلا رو رعایت اپنے فرایض انجام دینگے اور ایران کے خزانے کی دقیانوسی ابتر حالت کو درست کرسکیں گے۔ چنانچہ مجلس وزرا نے ۲۵ دسمبر ۱۹۱۰ء کو بوساطت وزیر امور خارجہ **حسین قلی خان** سفارت ایران متعینہ واشنگٹن (امریکہ) کو بذریعہ تار یہ مراسلہ بھیجا:-

سفارت خانہ ایران واشنگٹن۔

سکریٹری آف اسٹیٹ (دولت امریکہ) سے فوراً درخواست کیجئے کہ وہ آپ کو وہاں کے سربرآوردہ ماہرین فن مال سے مراسلت کی اجازت دیں اور آپ ایک بے لوث تجربہ کار شخص کو بہ پابندی تصدیق تقرر و متابعت مجلس تین سال کے لئے **صدر المہام** خزانہ کی خدمت کے لئے مقرر کیجئے جو ملک کی مالگزاری و اخراجات کی اصلاح کرے۔ اس کی مددگاری کے لئے ایک تجربہ کار محاسب

اور صوبہ جات کی تحصیل وصول کی نگرانی کے لئے ایک انسپکٹر اور تشخیص محصول وغیرہ کے لئے ایک ڈائرکٹر جس کی مددگاری میں ایک اور انسپکٹر غرضکہ بالکل چار صاحبوں کو مقرر کیجئے۔

امریکن منسٹر ہمکو اطلاع دیتے ہیں کہ سکرٹری آف اسٹیٹ بالکل راضی اور آمادہ ہیں لہذا اب کسی دوسرے طرز عمل کی ضرورت نہیں اور نہ کسی اور سے اس بارہ میں گفتگو کیجائے اسلئے کہ اکثر غیر ذمہ دار لوگ نوکری کے لئے خواہشمند ہونگے۔ اسکی ایک نقل سکرٹری آف اسٹیٹ کی خدمت میں بھیج دیجئے اور جیسا وہ کہیں اسکی تعمیل کیجئے اور بالاختصار اُس کی اطلاع دیجئے۔ نمبر ۹۸۷

حسین قلی

چنانچہ سفیر ایران متعینہ واشنگٹن و امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی باہمی دوستانہ کارروائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں صدرالمہام خزانہ کی خدمت کے لئے منتخب کیا گیا اور گورنمنٹ ایران نے باین شرط تین سال کے معاہدہ پر مجھے مقرر کیا کہ میں ایران کی مالگزاری کو ترتیب دوں اور اسکے وصول کرنے کے عمدہ قواعد بناؤں۔ اس کام میں مجھے مدد دینے کے لئے چار اور امریکن مقرر ہوئے جو میری ماتحتی میں دیے گئے۔

میرے اس تقرر سے پہلے کبھی یہ بات میرے خواب خیال میں بھی نہ آئی تھی کہ مجھے ایران جانا ہوگا۔ یہ محض میرزا علی قلی خان سفیر ایران متعینہ

واشنگٹن کی سحر بیانی تھی جس نے میرے سارے شکوک رفع کر دیے اور مجھے وہاں
جانے پر آمادہ کر دیا۔ اب میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ حتیٰ الوسع اہل ایران کو جنھیں ہم
پر ایسا بھروسہ اور اعتبار ہے اُن کے ملک کے انتظام میں پوری مدد دینی چاہیئے
پہلا کام میں نے یہ کیا کہ پروفیسر براؤن کی کتاب تاریخ انقلاب ایران
پڑھ ڈالی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی عالی خیالی اور منصف مزاجی نے میرے ارادے کو مضبوط
کر دیا۔ اس روانگی سے پہلے میں نے اس معاملہ میں امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ
سے سرکاری تعلقات کی نسبت صفائی کر لی اور اب مجھے معلوم ہو گیا کہ میں ایران
کسی سرکاری حیثیت سے نہیں جا رہا ہوں۔ میں نے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے
درخواست کی کہ اس بارہ میں اگر کوئی تحریری وضاحت ہو جائے تو مناسب ہے
چنانچہ میرے خط کا جواب جو سرکاری طور پر مجھے ملا وہ ذیل میں درج ہے۔

۲۴ر فروری ۱۹۱۱ء

بخدمت مسٹر ڈبلو۔ مارگن شوسٹر

یونین ٹرسٹ بلڈنگ - واشنگٹن۔ ڈی سی

جناب عالی!

آپ کا خط مورخہ ۴ر ماہ حال متعلق تقرر پانچ امریکن مشیر مال من جانب
دولت ایران اس ڈیپارٹمنٹ کو پہونچا جس میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ
دولت ایران نے کن وجوہ سے آپکو خدمت صدر المہام خزانہ کے لئے

منتخب کیا۔

جواباً نگارش ہے کہ گذشتہ ماہ دسمبر مین سفیر ایران متعینہ شہر ہذا نے حسب
ہدایت گورنمنٹ ایران اس دیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ انہین امریکن
تجربہ کاران امور مال کے ساتھ مراسلت کرنے مین مدد دیجائے تاکہ وہ پانچ
امریکن مددگار مال دولت ایران کی طرف سے منتخب اور مقرر کرسکین لہذا بتعمیل درخواست
سفیر ایران اس ڈیپارٹمنٹ نے ایک فہرست چند اصحاب کی ان کے پاس
بھیجدی جس مین آپکا نام بھی شامل تھا اور ان سے کہا گیا کہ وہ اس بارہ مین مراسلت
کرکے طے کرلین۔ اب اس ڈیپارٹمنٹ کو آپکے خط سے اور نیز سفارت ایران
کے مراسلہ مورخہ ۱۷- ماہ حال سے یہ معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ
صدرالمہام خزانہ کی خدمت کے لئے منتخب ہوئے ہین۔

مین ہون آپکا تابعدار

ہٹنگٹن ولسن

منجانب

مسٹر ناکس اسسٹنٹ سکرٹری آف اسٹیٹ

مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ جب روس کو یہ خبر ہوئی کہ مجلس امریکہ سے منتظمین بلانے
والی ہے تو اُس نے اس معاملہ مین طہران کی طرف سرکاری توجہ مبذول کی۔ اول
روسی جاسوسون کے ذریعہ سے یہ کوشش کی گئی کہ بعض بدنام ممبران مجلس

کو ہموار کرکے اس تجویز کی مخالفت کیجاسکے - مگر جب اس مین کامیابی نہ ہوئی
تو گورنمنٹ روس نے امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کو یہ پیغام بھیجا کہ امریکن باہر جیہ
امور مال کو ایران بھیجنا خلاف مصلحت و مروت ہوگا - اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ چونکہ
اُس وقت گورنمنٹ ایران کے منشا سے لاعلم تھی اُس نے نیک نیتی کے
ساتھ صاف یہ جواب دے دیا کہ جب معاملہ پیش آئیگا دیکھا جائے گا -

بعد ازان تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب گورنمنٹ ایران نے امریکہ کے
اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ پانچ ایسے اصحاب جنھین مال کے
کام مین تجربہ ہو منتخب کردئے جائین تو اُسوقت برٹش گورنمنٹ سے یہ استفسار
کیا گیا کہ آیا وہ بھی روس کے ساتھ اس رائے مین شریک ہے کہ کوئی امریکن
صاحب ایران کی ملازمت نہ اختیار کرین اور وہان نہ جائین - برٹش گورنمنٹ
نے یہ جواب دیا کہ ابتداءً ایسا خیال تھا مگر اب گورنمنٹ برطانیہ کو اسبارہ مین کوئی
عذر نہین ہے - تب گورنمنٹ روس نے دیکھا کہ یا تو مجبوراً اس معاملہ مین علانیہ
مخالفت کرنی پڑتی ہے یا حکمت عملی سے کام نکالنا پڑے گا - غرضکہ یہ معاملہ
یون ہی گومگو مین رہا -

۲ - فروری ۱۹۱۱ء کو مجلس نے بڑے جوش کے ساتھ یہ تعلیم آدار ہمارے
شرائط معاہدہ منظور کئے - چنانچہ ہم بلاکسی وسوسے کے ایران روانہ ہوئے اور
ہم نے یہ خیال کیا کہ گو ان دو ہمسایہ سلطنتون کو (اُنھین کے الفاظ مین کہنا چاہیے)

خاص دلچسپی ہو تاہم جب ہم راستی اور ایمان داری کے ساتھ اپنے فرایض انجام دینگے تو انہیں کوئی عذر نہ ہوگا۔

۸۔اپریل ۱۹۱۱ء کو میں نیویارک روانہ ہوا اور میرے ساتھ مسٹر چارلس میکاسکی ساکن نیویارک مسٹر ربلف ہلس ساکن واشنگٹن اور مسٹر بروس۔ڈکی ساکن پائن آئیلنڈ ہم سفر ہوئے۔ہم لوگ گورنمنٹ ایران کی مالی حالت کی اصلاح کے لئے جارہے تھے مسٹر میکاسکی کے مسٹر ہلس کے اور میرے اہل وعیال بھی ساتھ تھے چنانچہ بچے اور نوکر وغیرہ ملا کر سولہ آدمیوں کا قافلہ تھا۔میں نے اس شرط پر تین سال کے لئے دولت ایران کی ملازمت منظور کی تھی کہ بحیثیت صدر المہام خزانہ مجھے ملک کے مالی معاملات نظم و نسق کا پورا اختیار دیا جائے اور میں جو مناسب سمجھوں کروں۔مسٹر میکاسکی نے مالگزاری صوبجات کی انسپکٹری منظور کی تھی۔مسٹر ہلس محاسب مقرر ہوئے تھے اور مسٹر ڈکی انسپکٹر محصولات۔اور یہ تینوں صاحب میرے زیر نگرانی تین سال کے لئے آئے تھے۔مسٹر آف اس کیرنس کلکٹر محصولات متعینہ ایویلو جزائر فلپائن ڈائرکٹر محصولات مقرر ہوئے تھے مگر ہمارے ساتھ نہ چل سکے وہ بعد کو عنقریب طہران آنے والے تھے اور میرے خاص مددگار ہونے والے تھے۔الغرض اس کام کے

لئے جو لوگ منتخب ہوئے سب کے سب سالہا سال کا مالی تجربہ رکھتے تھے
اور مال کے کام سے بخوبی واقف تھے اور یہ خوب جانتے تھے کہ ایسے ممالک
مین کسطرح اصلاح کرنی چاہیئے اور ذرایع آمدنی کس طریقہ سے بڑہانے چاہئین
ہم پارس الیونا ہوتے ہوئے ۲۵ اپریل کو قسطنطنیہ پہونچے جہان سے
بذریعہ جہاز باتوم (روس) گئے - وہان مئی کو داخل ہوئے اور دوسرے
دن ریل مین بیٹھکر باکو روانہ ہوئے - ۶- مئی کو چار بجے سہ پہر کو ہم باکو سے
ایک روسی جہاز بادیا ٹنکی مین سوار ہوئے اور راتون رات بحر کاسپین
عبور کرکے دوسرے دن ۹ بجے صبح انزلی پہونچے جو ایران کا بندرگاہ ہے
جہاز سے اُترکر اپنے اسباب کے متعلق چُنگی والون کا اطمینان کیا - بعد ازان
چھوٹی کشتی مین سوار ہوئے اور پھر گاڑی مین بیٹھ کر رسا منت گئے جو صوبہ
گیلان کا پایہ تخت ہے - یہان کے گورنر نے دو دن تک ہمین مہمان کیا اور
ہمارے سفر ایران کے لیے سواری کا انتظام کیا - طہران یہان سے ۲۲۰
میل ہے - یہ سفر پرانی - بدہیئت دقیانوسی گاڑیون مین طے ہوا - ہر ایک
گاڑی مین چار چھوٹے چھوٹے لاغر ٹٹو جوتے جاتے تھے جو ہر دس یا بارہ
میل پر بدلے جاتے تھے - ہم لوگ چار گاڑیون مین (۹) نوین مئی کو ساڑھے
آٹھ بجے صبح رشت سے روانہ ہوئے ہمارا کل وزنی اسباب پہلے دو بڑے
چھکڑون مین روانہ ہو چکا تھا - ہمکو یہ دوستانہ مشورہ دیا گیا کہ آہستہ آہستہ سفر

کرین۔ اسلئے کہ عورتون اور بچون کا ساتھ ہے راہ مین بہت سے دلچسپ واقعات پیش آئے۔

الغرض ۱۲- مئی کو دو بجے سہ پہر کو ہم طہران کے قریب پہونچ گئے۔ یہان ہم نے دیکھا کہ ہمارا کل اسباب ہمارے انتظار مین رکھا ہوا ہے۔ البتہ صندوقون کی شکل بدل گئی تھی۔ اسلئے کہ تین شبانہ روز بارش اور آندھی مین گذرے تھے اور چھکڑون کے فرمائشی دہکے کھائے تھے۔ خیریت یہ ہوئی کہ بعض لوگون کے کہنے سے ہم نے کل صندوق نمدہ کے تھیلون مین سلوا دیے تھے ورنہ یہان تک ایک بھی سلامت نہ پہونچتا۔ جب شہر طہران چار میل رہگیا تو باب قزوین کے باہر سفیر امریکہ مسٹر چارلس ڈبلو۔ رسل مع اپنی بی بی اور دوسرے امریکن مشنری اور بہت سے اہل ایران ہمارے استقبال کو آئے یہان سے ہم اُن گاڑیون مین جو شہر سے ہمارے لئے آئی تھین سوار ہوئے اور سیدہے اتابک پارک پہونچ گئے یہ ایک نہایت وسیع اور خوبصورت قصر ہے جو ہمارے قیام کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ مکان ابتدائً امین السلطان اتابک اعظم کا بہارستانی تفرجگاہ تھا۔ امین السلطان دستوری حکومت کے مخالف اور شاہی ہواخواہون کے رکن رکین تھے۔ یہ پیشتر بھی وزیر اعظم رہ چکے تھے اور محمد علی شاہ نے ان کو بلا کر وزیر اعظم مقرر کیا تھا مگر ۳۱ اگست ۱۹۰۷؁ کو مارے گئے۔ یہ قصر

اور باغ جس مین تقریباً آٹھ ایکڑ زمین ہوگی طہران کے اُس حصہ مین واقع تھا
جہان سفرا کی کوٹھیان اور یورپین باشندون کے مکانات تھے۔ یہ املاک
اب ایک خیرخواہ ملک دولتمند پارسی تاجر کی ملک تھی جنکا نام ارباب
جمشید ہے۔ اُنہون نے بڑی دریا دلی سے ہمارے قیام کے لیئے یہ
مکان گورنمنٹ طہران کے حوالہ کر دیا تھا۔ یہ عمارت دو منزلی سنگ سفید کی بنی ہوئی
تھی تخمیناً تئیس ۲۳ کمرے ہونگے مگر بعض بہت وسیع تھے۔ کل مکان انواع واقسام
کے فرنیچر اور عجیب و غریب چیزون سے آراستہ تھا۔ جس مین بہت سے نفیس
ونایاب ایرانی قالین بھی تھے۔ مکان کے اطراف نہایت عمدہ باغ تھا اور جا بجا
مصنوعی تالاب اور نہرین جاری تھین اور باغ کے گرد ایک بڑی چوڑی اور بلند
دیوار تھی۔ طہران مین عموماً کل ایسے مکانات اور باغ چار دیواری سے محصور ہین۔
سرشام ہم لوگ اس قصر کے پھاٹک پر پہونچے۔ اُسوقت ہمارے دلون پر جو لطف
اثر ہوا اب تک یاد آتا ہے۔ آپ خیال کیجئے کہ تین شبانہ روز بارش اور آندھی کی
طوفانی سفر مین گذرے تھے۔ کوہ البرز کی سرد ہوا اور میدان کی گرمی نے سخت
پریشان کر دیا تھا۔ سرراہ تکلیف دہ ڈاک بنگلون مین سونا نصیب ہوا تھا۔ اور
کھانے کا کیا ذکر کیا جاے کچھہ تو ہم اپنے ساتھہ رکھہ لیتے تھے اور کچھہ راہ مین میسر
آجاتا تھا۔ آفتاب کی تمازت سے ہمارے منھ تمتما گئے تھے اور ہم گرد و غبار مین
بالکل لت پت تھے۔ ایسی حالت مین ایک پر فضا باغ کے درختون کے نیچے

سے چمن میں صد ہا قندیلیں جگنو کی طرح چمک رہی تھیں گزرنا اور شام کی ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا میں اس عالیشان قصر کے مرمری سیڑھیوں تک پہونچنا جہاں زرق
برق وردیاں پہنے ہوئے نوکروں کا ایک ہجوم اور گارڈ ہمارے انتظار میں کھڑا
تھا ایک ایسا سماں تھا کہ طہران مجھے ایک پرستان معلوم ہونے لگا۔ شب کے
کھانے سے فارغ ہو کے ہم لوگ بالاخانہ پر گئے اور کئی گھنٹہ تک ایران کے
بلبل خوشنوا کے ترانے سنتے رہے جو قصر کے گرد درختوں کی شاخوں پر بیٹھے چہک
رہے تھے ۔

دوسرے دن ہم بمشکل اپنے سامان کا ایک صندوق کھولنے پائے تھے کہ
ملاقاتیوں کی آمد شروع ہوئی اور میں سچ کہتا ہوں کہ دو مہینہ تک یہی سلسلہ جاری
رہا ۔ صبح سے لیکر رات گئے تک لوگوں کا تانتا لگا رہتا تھا ۔ اس میں شک نہیں
کہ ان لوگوں سے ملنے اور باتیں کرنے میں بہت وقت ضایع ہوتا تھا مگر اس کے
ساتھ ہی معلومات میں بہت کچھ وسعت ہوئی تھی ۔ ہم سے یہ کہدیا گیا تھا کہ یہ لوگ
سب یہاں کے مشاہیر سے ہیں اور اگر ان سے نہ ملوں گا یا انھیں اصلاح و انتظام
ملک میں اظہار راے کا موقع نہ دونگا تو وہ برا مانیں گے ۔

جب ہم انزلی پہونچے ہیں تو وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جنکا
نام هرمز خان تھا ۔ گورمنٹ ایران نے ہرمز خان کو ہمارے استقبال
کے لئے بھیجا تھا چنانچہ ہرمز خان ہمارے بدرقہ بنے اور پایہ تخت پہونچنے تک

ہماری رہبری کرتے تھے۔ جب ھرمز خان نے اپنا کارڈ ہمارے پاس
بھیجا تو اُس پر اُن کے نام کے نیچے امریکن طالب علم بھی درج تھا - وہ انگریزی اچھی طرح
بولتے تھے اور اُن کی تمام تر آرزو تھی کہ ہم لوگ اُن کے وطن مالوف (طہران)
سے خوش ہوں اور ہماری نظروں میں اُس کی وقعت ہے - اس میں شک نہیں کہ
راہ کی تنہائی ان کی وجہ سے نہیں پڑی اور راہ بھر اپنی دلچسپ باتوں اور سودہ گیتوں
سے ہمارا جی بہلاتے آئے - اگر ہم گرد آلود اور خشک میدانوں میں کئی گھنٹے کے
سفر کی تکان سے تھک جاتے تھے تو وہ فوراً ہمیں انگلی کے اشارے سے
کوئی دور افتادہ سبزہ زار یا پہاڑ دکھاتے تھے جہاں قلم آفریدگار کی صنعت نے
ہمارے تھکے ہوئے مسافروں کے لئے یہ قدرتی سامان مہیا کر رکھا تھا - گو وہ پکے
مسلمان تھے مگر ایسے تعلیم یافتہ دو سفروں میں کبھی کبھی ایک جام شراب کا نوش
کرنا جائز سمجھتے تھے بلکہ اسکے دوران میں اگر دیر ہو جاتی تھی تو زیادہ ہی بھی کر دیتے
تھے - جب ہم طہران پہونچے تو ھرمز خان نے یہ خیال کیا کہ یہاں پہونچ کر
ہی اُن کی خدمات کا صلہ ہوگا کہ وہ چیف ٹکس کلکٹر یا مددگار حضار دار المہام
خزانہ مقرر کر دئے جائیں مگر جب اُن کی یہ امید پوری نہ ہو سکی تو بہت مایوس
ہوئے اور ہم لوگوں سے کشیدہ ہو گئے - طہران پہونچنے کے دوسرے دن
سارا وقت مسٹر رسل سفیر امریکہ و دوسرے احباب سے ملنے ملانے میں گیا اور
ممتاز الدولہ وزیر خارجہ سے مشورہ کرنے میں صرف ہوا کیونکہ ممتاز الدولہ

ایک بڑے واقف کار صاحب فہم شخص ہین جو سابق مین مجلس کے صدر نشین بھی رہ چکے ہین - وہ بے تکلف فرنچ بولتے تھے اور عموماً کل تعلیم یافتہ ایرانی فرنچ بولتے ہین انہون نے مجھے اصلاح وانتظام ملک مین ہر طرح کی مدد دینے کا یقین دلایا - بعد ازان چند روز کے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ بہت سے لایق ہوشیار صاحب عقل ایرانی ہمارے ساتھ تعینات ہین جو اپنی خوشی سے محض اسلئے آئے ہین کہ ہمارے آرام وآسایش مین مدد دین - ہم اول انہین پہچان نہ سکے - وہ سب انگریزی یا فرنچ بولتے تھے اور بعض ان مین سے کئی ہفتہ تک وہان رہے کہ اگر ضرورت ہو تو ہمارے لئے مترجم بنین - یا کسی دوسری طرح پر ہمکو مدد دین اور اپنے تئین بکار آمد ثابت کرین - اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ ہم انکو اور اُن کے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لئے آئے ہین - ان لوگون کے ایثار اور حب الوطنی کی یہ ایک نمایان مثال تھی -

وزیر مال **ممتاز الدولہ** اور وزیر امور خارجہ **محتشم السلطنت** سے تعین وقت کرکے ۱۶ مئی کو ہم مسٹر رسل کے ساتھ فارن آفس مین محتشم السلطنت سے ملنے گئے اور گویا پہلی وفعہ سرکاری طور پر اُن کے ساتھ چاء نوشی کی - شہر کی سڑکون سے جب ہماری گاڑیان گذرین تو ہم نے غور کیا کہ لوگ ہمین نہایت دلچسپی اور تعجب سے دیکھ رہے ہین یا جب ہم گاڑیون سے اُتر کر گورنمنٹ بلڈنگ مین گئے جو دربار کہلاتا ہے تو ہر شخص ایک غیر معمولی استعجاب

اور محبت سے ہمین گھور رہا تھا۔ مین جب اس وقت کا خیال کرتا ہون تو یہ بات
میری سمجھ مین نہین آتی کہ اہل امریکہ کے نام مین کیا جادو بھرا تھا یا اہل امریکہ
نے ان بیچارے ایرانیون کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جو وہ اس قدر گرویدہ
تھے۔ اُسی دن سہ پہر کو ہم **ہز ہائنس ناصر الملک نائب السلطنت**
سے ملنے گئے اور قصر الامارہ مین سرکاری طور پر ہم پیش ہوئے۔ نائب السلطنت
ایک نہایت خلیق اور قابل آدمی ہین انگریزی زبان پر پوری قدرت رکھتے ہین
یہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہین اور انگلستان کے موجودہ فارن سکریٹری
سر ایڈورڈ گرے کے ہم سبق رہ چکے ہین۔ ہم نے دس پندرہ
منٹ تک اُن سے باتین کین اور اُنھون نے ہم سے کہا کہ آپ بلا تکلف
جس وقت چاہین میرے پاس آئین اور ہر امر مین آزادی کے ساتھ بحث
اور مشورہ کرین۔ اُسی دن شام کو مین نے ایک اور شخص سے ملاقات کی جو گویا
ہمارے زمانۂ قیام ایران مین ہمارا بہترین اور سچا دوست ثابت ہونے والا تھا
یہ صاحب **ارباب کیخسرو** ایک پارسی ہین جنھون نے یورپ
مین تعلیم پائی تھی اور اب ایران واپس آکر دستوری حکومت کے موئدین مین
مل گئے تھے اور دوسری مجلس جو طہران مین قایم ہوئی اُس مین پارسیون
کی طرف سے رکن منتخب ہوئے۔ یہ صاحب جائداد تھے اور طہران مین
تجارت کرتے تھے۔ نہایت خوش مزاج۔ انگریزی زبان پر پورا عبور تھا اور

بعد کے واقعات سے انہیں نہ صرف اعلیٰ درجہ کا راستباز اور مستقل مزاج ثابت
کیا بلکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ نازک وقتوں میں بڑی ہمت اور دلیری دکھائی۔ پہلی ہی ملاقات
میں انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا کہ حتی الامکان ہر طرح کی مدد دیں گے چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور اُس ساعت سے لیکر اُس وقت تک جبکہ ہم طہران سے روانہ
ہوئے انہوں نے کوئی دقیقہ کوشش کا اُٹھا نہ رکھا کہ ہم جس کام کے لئے اُنکے
ملک میں آئے ہیں اس میں پوری کامیابی ہو۔ دن رات اسی فکر میں غرق رہتے
اور ہم لوگوں کو ہر قسم کی سازش اور حملے سے بچایا۔

دوسرے دن ہم مسٹر رسل کے ساتھ ایک بڑے مشہور عہدہ دار
ہز ہائنس سپہدار اعظم سے ملنے گئے جو فی الحال وزیر اعظم اور نیز
وزیر جنگ تھے۔ ممتاز الدولہ وزیر مال اور نائب وزیر جنگ امیر اعظم
بھی یہیں موجود تھے۔ جیسا کہ ناظرین نے اس کتاب کا تمہیدی باب پڑھا ہے
انہیں یاد ہوگا کہ یہ وہی سپہدار ہیں جنہوں نے دستوری حکومت کو دوبارہ
زندہ کیا اور یہ انہیں کی متفقہ کوشش کا نتیجہ تھا کہ طہران فتح ہوا اور جولائی
سنہ ۱۹۰۹ء میں محمد علی شاہ تخت سے معزول کیا گیا۔ پہلے یہی حضرت
شاہ کے بڑے ہوا خواہوں میں تھے اور اُن کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ پرانی
وضع کے امیر ہیں اور دستوری حکومت کے سخت مخالف مگر

ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے صاحب جائداد تھے اور ایران کے دو تین
صوبوں میں اُن کی املاک پھیلی ہوئی تھی اور صدہا مواضعات پر قابض تھے
ان کی دولت کی نسبت یہ مشہور تھا کہ ایران کے قارون ہیں۔ شہر میں ان سے
بڑھ کے کوئی دولت مند نہیں۔ جب ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ ایک لنبا دبلا
پتلا سوکھا سا ساٹھ برس کا بوڑھا آدمی ہے۔ جس کی چھوٹی چھوٹی سیاہ آنکھیں۔
کھچڑی بال اور گہرائی ہوئی صورت سے یہ پایا جاتا تھا کہ پہلے سرے کا سازشی
ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہی بزرگ ایک فاتح فوج کے سردار تھے۔
ایران کے چند ایسے اعلیٰ عہدہ داروں میں ایک یہ بھی تھے جو انگریزی یا
فرانسیسی زبان سے بالکل نابلد تھے اُن کا نائب ایک موٹا تیلیا دیو جو فرنچ
خوب بولتا تھا اثناء گفتگو میں ہمارا مترجم بنا میں نے خاص طور پر سپہ سالار
اعظم کا ذکر اسلئے کیا کہ ہمارے زمانہ قیام میں بعض واقعات ایسے پیش
آگئے جس میں انہوں نے بڑا حصہ لیا۔

بعد کے چار روز ممبران کیبنٹ و اعلیٰ اراکین مجلس کی ملاقات بازدید میں
صرف ہوئے۔ بعض نامی اخبارات طہران کے اڈیٹر بھی مجھ سے ملنے آئے
اور اُن کی حسب خواہش میں نے مجوزہ اصلاحات و انتظامات کا ایک عام خاکہ
کھینچکر بتایا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہم لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اُس وقت سے
نہ صرف طہران بلکہ کل ایران کے اخبار ہمارا دم بھرنے لگے۔ پولیٹکل

معاملات مین ایرانیون کی ناتجربہ کاری اس سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ جہان کسی اخبار مین کچھہ نکتہ چینی چھپی اور وہ ڈر گئے - نائب السلطنت سے لیکر ہر ایرانی عہدہ دار کے اوسان خطا تھے کہ کہین ایسا نہ ہو کسی اخبار مین ان کی نسبت کچھ چھپ جائے جس سے پبلک ناراض ہو یا اُن کا مضحکہ اڑائے باوجود آزادی تقریر کے جو باضابطہ احکام کے رو سے دی گئی تھی حال یہ تھا کہ آئے دن ایک نہ ایک اخبار طہران مین بند کیا جاتا تھا - جہان کسی نے سرکاری معاملات پر کچھہ لکھا اور وزیر امور داخلہ نے فوراً ہی اُسکی خبر لے لی - مگر دلیر اڈیٹر باز نہ آتے تھے اور چند روز یا چند ہفتہ کے بعد پھر اخبار جاری کر دیتے تھے - اُس وقت طہران کے نامی اخبارون مین ایک "استقلال" تھا جو مجلس کے معتدل گروہ کا آلہ کہلاتا تھا اور دوسرا "ایران نو" تھا جو سلطنت جمہوری کے مویدین کا طرفدار تھا - اس مین شک نہین کہ آخرالذکر بہت ہی نڈر اور نہایت عمدہ اخبار تھا اور اُس نے ہم لوگون کے ساتھہ بڑا کام کیا -

۲۲ - مئی کو وزیر امور خارجہ کے شاغاصی ہمکو درباری مکان مین لیگئے جہان ہمارے دفاتر کے لیئے ہنگامی انتظام کیا گیا تھا یہان نائب وزیر مال اور دوسرے دفاتر کے افسرون سے تعرف کرایا گیا اور اس کے بعد بہت سی چاء اور سگریٹ پیئے گئے اور خوب وقت ضایع ہوا - ہر ایک دفتر کا صدر

چاہتا تھا کہ ہم سے ہفتوں اپنے دفتر کا دکھڑا روئے اور یہ ثابت کرے کہ مالی حیثیت کی
کمی انتظامی گاڑی کے پہیوں کو اچھی طرح نہیں چلنے دیتی جس کا مطلب یہ تھا کہ اُن کو خوب
روپیہ دیا جائے۔

ممتاز الدولہ وزیر فنانس ہر طرح پر ہمیں مدد دیتے تھے اور قریب تھا
کہ اب ہم اپنا کام شروع کریں کہ اتفاق سے ۲۴ مئی کو کیبنٹ میں کچھ جھگڑا ہوا جس کی
وجہ سے انہوں نے استعفا دیدیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ **سپہدار** کو یہ بات
ناگوار ہوئی کہ وزیر مال چکوں اور مطلوبوں پر اُنکے حسب خواہش دستخط نہیں کرتے ہیں
اول تو مجھے بھی تغیر کیبنٹ سے کسی قدر تشویش ہوئی مگر پھر بعد کو میں ان باتوں کا
عادی ہوگیا۔ صیغہ مال کے مختلف عہدہ دار جن سے ملاقات ہوئی اُن میں ایک
مسٹر لیکافرے تھے یہ صاحب گو دولت برطانیہ کی رعایا تھے مگر دراصل
فرنچ تھے اور کئی سال سے ایران میں کنٹرولر مقرر تھے۔ جب سب لوگ چلے گئے
تو یہ ایک کرسی پر میرے پاس آن بیٹھے اور آنکھ میں آنکھ ملا کر مجھسے یوں ہم کلام
ہوئے۔ **مسٹر شوسٹر** میں بہت خوش ہوں کہ آپ تشریف لائے اسلئے
کہ اب ہم ان لوگوں کی خراب مالی حالت درست کرسکیں گے۔ میں نے اُن کا شکریہ
ادا کیا۔ ۲۵ مئی کو **مسٹر ہلس** اور اُن کی بی بی جو اپنی شیرخوار بچی کی علالت
کی وجہ سے قسطنطنیہ میں ٹھہر گئے تھے طہران پہونچے۔ بدقسمتی سے یہاں آتے
ہی اُن کا ایک دوسرا بچہ بیمار ہوگیا اور اب مجبوراً انہیں نوکری چھوڑ کے امریکہ

واپس جانا پڑا۔ ۲۔جون کو وہ طہران سے روانہ ہوئے اور ہم سبکو اُن کے واپس جانے کا
بہت افسوس ہوا۔ جب ہم اتابک پارک پہونچے ہیں تو ہم نے دیکھا کہ پندرہ بیس ہوشیار
ایرانی نوکر وہان تعینات ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بعض ایرانی مہمان نواز
اصحاب نے بکمال عنایت دو ایک دن کے لئے جب تک ہمارا سامان درست
ہو ہماری مہمانداری کے انتظام کے لئے ان لوگون کو وہان مقرر کیا ہے۔ دو تین
دن مین جب ہم نے اپنا سب انتظام ٹھیک کر لیا تو ان لوگون کو بجائے موقوف
کرنے کے ہم نے خود رکھ لیا اسلئے کہ سب نے ان کی سفارش کی تھی اور اس مین
شک نہین کہ آدمی ہوشیار و سمجھدار تھے۔ کئی ہفتہ کے بعد یہ افواہ اڑی اور ہمارے
کانون تک بھی پہونچی کہ ہم لوگ بہائی ہین اور طہران مین مالی اصلاح و انتظام کیلئے
نہین آئے ہین بلکہ بہائی مذہب کی اشاعت کے لئے آخرکار ایک دن وزیر
فینانس نے ہمکو اس طرف توجہ دلائی اور یہ مشورہ دیا کہ ہم ان نوکرون کو موقوف
کر دین جو سب کے سب بہائی ہین۔ میرے لئے یہ بالکل ایک نئی بات تھی اور
مجھے بہت عجیب معلوم ہوئی۔ مین نے کبھی ان نوکرون کے مذہبی اعتقاد کی نسبت
خیال بھی نہین کیا تھا بالخصوص اسلئے کہ امریکہ مین یہ چیز قواعد ملازمت کے خلاف
ہے۔ مین نے وزیر مال سے کہا کہ ہم امریکن لوگ نہ بہائی ہین اور نہ یہ چاہتے ہین
کہ اہل ایران ہمارا یا ہمارے نوکرون کا یا ہماری کتابیون کے رنگ کا مذہب
اختیار کرین اور اگر گورنمنٹ ایران کے نزدیک اس سے بڑھ کے اور کوئی بات

قابل غور و خوض نہ ہو تو بہتر ہے کہ کوئی اور مفید مسئلہ اپنے غور و فکر کے لئے تلاش کرلے۔ بس سرکاری طور پر ایک ہی دفعہ ہم سے اس بارہ میں کہا گیا لیکن بعض حضرات نے جو ہمارے کام کے خلاف تھے خوب حاشیہ بندی کے ساتھ افواہیں اڑائیں بلکہ بعض مقامی اخبارات میں ہماری تصویریں بھی چھپیں مگر جب لوگوں نے دیکھا کہ ہم اسکی مطلق کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنے کام میں مصروف ہیں تو انہوں نے بھی اس معاملہ کو طاق نسیان پر رکھ دیا۔

اب ہمکو ان سازشوں کی حقیقت معلوم ہوئی جو ہمارے فرائض اور ہمارے یہاں آنے کے متعلق ہو رہی تھیں۔ جس کسی سے بات چیت کی نوبت آئی اُس نے سازشوں کا ضرور ذکر کیا اور یہ کہا کہ کبنٹ آپ کے خلاف سازش کر رہی ہے محکمہ جنگی کے بلجین عہدہ دار سازش میں مصروف ہیں۔ **مسٹر شوسٹر** سازشوں کے لئے یہ عجیب خوفناک جگہ ہے۔ ایران طاعون اور سازش کے لئے مشہور رہے ہیں نے ہر ایک سے اسکا یہی جواب دیا کہ امریکن لوگوں کے لئے سازش ایک مبارک فال ہے اور ہمکو اس سے بڑا لطف آتا ہے۔

جس سازش کا وجود اب ہمکو بھی محسوس ہو چلا وہ **موسیو مارناڈ** محکمہ جنگی کے ایک بلجین عہدہ دار نے تیار کی تھی۔ یہ شخص ایران کے محکمہ جنگی کا ایڈمنسٹریٹر جنرل مقرر تھا۔ اپنے ملک میں تو وہ بہت ہی ادنیٰ خدمت پر مامور تھا مگر یہاں آکر اپنے بہمرطن شیطان **موسیو ناس** کا مددگار بن گیا۔ موسیو ناس

مظفرالدین شاہ کے زمانہ میں محکمہ چنگی کے قیام و اصلاح کے لئے مقرر ہوا تھا اور اس نے مقرر ہوتے ہی ایسی حیرت انگیز ترقی دکھائی کہ سب میں بڑا دولت مند اور با اقتدار آدمی ہو گیا اور گورنمنٹ روس اس کی بڑی قدر کرنے لگی چنانچہ ابتدائی مجلس نے پہلا کام یہ کیا کہ تاریخ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء کو شاہ کو مجبور کر کے اس بدمعاش کو نکلوایا۔ اس وقت یہ شخص تمام ملک پر حاوی ہو گیا تھا۔ اب وہ بلجیم میں بڑا صاحب جائداد ہے اور مزے اڑا رہا ہے۔ اسی شخص نے گورنمنٹ ایران سے بعض اہم مالی معاملات طے کئے تھے مثلاً موجودہ چنگی کا محصول اور دو روسی قرضے جو اب بیچارے ایرانیوں کی جان پر ایک مصیبت کا پہاڑ تھے۔ چنگی کے محصول کے متعلق میں بعد کو بالتفصیل بیان کرونگا موسیو مارنارڈ۔ موسیو ناس کے خاص مددگار اور دوست راست تھے۔ اور جب موسیو ناس ایران سے نکالے گئے تو وہ اُن کی جگہ صدر محکمہ چنگی بن بیٹھے۔

جب ہم لوگ طہران پہونچے ہیں تو اس وقت موسیو مارنارڈ کے علاوہ پچیس تیس اور اہل بلجیم ایران کے کل محصول خانوں پر متعینات تھے۔ وہاں پہونچنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ موسیو مارنارڈ نے بلجین اور روسی سفارت کے ذریعہ سے سخت کوشش کی تھی کہ وہ صدر المہام خزانہ مقرر ہوں مگر مجلس نے ایک نہ سنی۔ جب اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ تب

ان لوگوں نے ایک دوسری تدبیر یہ اختیار کی کہ ہم اہل امریکہ کے تقرر کو بے فائدہ و بیکار ثابت کریں۔

ہمارے آنے سے تھوڑے ہی دن پہلے امپیریل بنک ایران سے بارہ لاکھ پچاس ہزار پاؤنڈ قرض لینے کا معاملہ ٹھہر چکا تھا۔ کل شرائط طے ہو چکے تھے بلکہ ہمارے طہران پہونچنے سے دو ہفتہ قبل مجلس نے بھی اس معاملہ کے متعلق اپنی منظوری ظاہر کردی تھی۔ البتہ مجلس کے بعض اراکین کی یہ رائے تھی کہ ہمارے آنے تک یہ معاملہ ملتوی رہے اور ہم سے بھی اس بارہ میں رائے لی جائے مگر کیبنٹ یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح جلد معاملہ کرلیا جائے چنانچہ اس بارہ میں ووٹ پر انحصار کیا گیا۔

موسیو مارنارڈ نے مجلس اور کیبنٹ کے بعض مشہور روسی سازشین کے ذریعہ سے ہمارے آنے سے کچھ ہی دن پہلے ایک مسودہ تیار کیا جسکا منشا یہ تھا کہ کل رقم قرض جو اب لی جارہی ہے ایک کمیشن کے ذریعہ سے صرف کیجائے جسکے پندرہ اراکین ہوں اور موسیو مارنارڈ خود صدرنشین رہیں۔ اس میں چال یہ تھی کہ امریکن صدر المہام خزانہ جب تشریف لائیں تو اپنے تئین ایک عجیب دلدل میں پائیں۔ یا تو انہیں موسیو مارنارڈ کی ماتحتی میں کام کرنا پڑے۔ اسلئے کہ گورنمنٹ کے سارے اخراجات اس کے ہاتھ میں ہونگے یا الگ رہیں اور یہ تماشہ دیکھتے رہیں۔ یہ مسودہ ابھی مجلس میں پیش

۱۹۰۶ کے لگ بھگ

ہی تھا کہ مجھے اسکی اطلاع ہو گئی - مین نے فوراً وزارت مال کی موجودہ نازک حالت پر ایک مختصر رپورٹ لکھی اور اسے کیبنٹ مین پیش کر کے یہ دریافت کیا کہ آیا گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ اس بدنظمی اور ابتری کی حالت مین اور اضافہ کیا جائے - اسی رپورٹ کے ساتھ ایک صاف اور سادہ قانون بھی وضع کر کے مین نے پیش کر دیا جس مین یہ دکھایا کہ مجوزہ رقم قرض کا خرچ اور اسکی ادائی صدر المہام خزانہ کے اختیار مین رہنا چاہیئے جو ازروے قواعد اسکا مجاز ہے - کیبنٹ نے فوراً اسکو منظور کر کے مجلس مین بھیجدیا - جہان ۳۰ رمئی کو یہہ پاس ہو کے قانون کی صورت مین آگیا - چنانچہ اس طرح پر یہ پہلی کوشش مخالفین کی رائیگان ہوئی اور اراکین مجلس نے اس بارہ مین بہت مسرت ظاہر کی کہ ہم نے مخالفین کی حیلہ گری کا انکشاف کر دیا - اس عرصہ مین مجھے ایک بات کا تجربہ ہوا جو قابل ذکر ہے - اس سے معلوم ہوگا کہ مشرقی لوگ نہایت جزو معاملات کو بھی کیسا اہم سمجھتے ہین - جب سے ہم یہان آے سینکڑون ایرانی اور غیر ملکی حسب رواج ملک ہم سے ملنے آئے - مگر ایک نوجوان صاحب کے تشریف لانے سے کسی قدر تعجب ہوا - ان صاحب نے بیان کیا کہ وہ اعلیحضرت سردار اسد کے سکرٹری ہین - ناظرین کو یاد ہوگا کہ سردار اسد قبیلہ بختیاری کے ایک سردار تھے جنھون نے ۱۹۰۹ء مین شاہ کو نکالنے مین بڑا حصہ لیا - المختصر ان نوجوان صاحب نے مجھ سے بیان کیا سردار صاحب موصوف میری ملاقات کے

SARDAR-I-AS'AD

The Bakhtiyari Chieftain who led the [illegible] forces from Isfahan in 1909 and with Sipahdar-i-A'zam captured Teheran from Muhammad Ali and the Cossack Brigade

مشتاق ہیں اور میرے آنے کا انتظار کرتے ہیں میں نے اُن سے کہا کہ میں یہاں اتابک پارک میں پانچ بجے کے بعد ملتا ہوں - اور اگر سردار صاحب تشریف لائیں گے تو میں بہت خوشی کے ساتھ ان کی تعرفی کی مسرت حاصل کروں گا - یہ سنکر وہ نوجوان صاحب چلے گئے اور دوسرے دن مجھے ایک خط بھیجا جس میں یہ لکھا تھا کہ آج شام کے چھ بجے سردار اسد اپنے مکان واقع بختیاری اسٹریٹ میں میرا انتظار کرینگے - دوسری دن وہ سکریٹری صاحب پھر تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ میں کیوں نہیں گیا اسلئے کہ سردار اسد ایک بڑے ذی اقتدار اور معزز امیر ہیں - میں نے ان سے صاف کہدیا کہ ہمارے ملک میں یہ باتیں معاشرتی رسم ورواج کو نہیں توڑتیں - اگر سردار صاحب یہاں تشریف لائیں گے تو میں بہت خوشی کے ساتھ ان سے ملوں گا - چنانچہ سردار اسد اُسی دن شام کو تشریف لائے اور بہت دیر تک ان سے دوستانہ باتیں رہیں دوسرے دن میں اُن کے پاس بازدید کی ملاقات کو گیا - بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ سردار صاحب نے اپنے اہل قبیلہ کی تحریک پر یہ چاہا تھا کہ امریکن صدر المہام خزانہ پہلے اُن سے ملنے آئیں تاکہ لوگوں کی نظر میں اُن کی وقعت اور احتشام بڑھے اور اُن کے حریف وزیر اعظم یعنی سپہدار کی وقعت کم ہو جائے - اگر میں چلا جاتا تو سپہدار میرے دشمن ہی ہو جاتے - ایک ہفتہ کے بعد ایک اور ایرانی ملاقاتی نے بہت ہی انسانیت کے

ساتھ مجھ سے پوچھا کہ میں روسی سفیر سے ملنے کب جاؤنگا۔ تھوڑی دیر کے
بعد برٹش سفارت خانہ سے ایک شخص اسی طرح کا پیام لایا۔ مین نے جواب دیا
کہ ایسے لمبے سفر کے بعد مجھے اپنا سامان وغیرہ درست کرنے مین کم از کم ایک ہفتہ
لگیگا۔ اس وقت سے کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ بالراست یا بالواسطہ میرے پاس
اس قسم کے پیام نہ آتے ہون کہ سفراے دول خارجہ مجھ سے ملنے کے منتظر ہین
دو ہفتہ کے بعد یہ واقعہ اور مضحک ہو گیا اور جب مین نے دریافت کیا کہ ایسے
معاملات مین اس ملک کا رواج کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جب کبھی کوئی نیا شخص
بحیثیت عہدہ دار یہان آتا ہے تو پہلے لوگ اُس سے ملنے آتے ہین سفیر ہو یا
تو مجھے لغو معلوم ہوئی۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوا کہ مین ان سفرا سے (جن سے سفیر
روس وسفیر برطانیہ مراد ہین) ملنے جاؤن یا نہ جاؤن اور کب جاؤن۔ اگرچہ یہ ایک
معمولی بات تھی مگر تمام یورپین گروہ اور ایرانی عہدہ دارون مین اس کی کھچڑی
پکنے لگی۔

مجھ سے موسیو بیزرو کی افسوس ناک داستان بیان کی گئی۔ موسیو بیزرو
ایک مشہور فرنچ عہدہ دار مال تھے جو ہمارے آنے سے دو برس پہلے تشریف
لائے تھے۔ یہان آکے وہ روس۔ برطانیہ اور دوسرے سفیرون سے گھل مل کر
کچھ ایسے شیر وشکر ہو گئے کہ اپنا کام بھی بھول گئے جسکے لئے وہ یہان بلائے
گئے تھے۔ دن رات سفارت خانون کی دعوت اور ناچ رنگ مین کٹنے لگی

انہین مطلق اس بات کا خیال نہ آیا کہ یہان ملک کی مالی اصلاح کے لئے آئے ہین
نہ کہ صرف چاے خوری برج بازی اور گھوڑا سواری کے لیئے اگر کبھی خواب خرگوش
سے چونکے اور چاہا کہ کچھ کرین تو مجلس نے جو انہین اہل بلجیم کے ساتھ ضرب
دے چکی تھی ان سے یہ کہا کہ بہتر ہوگا کہ آپ ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے عروس البلاد
فرانس کو سدھارئیے۔ غرضکہ موسیو بیزو دو برس تک طہران مین رہے
مگر کچھ نہ کیا البتہ اختتام مدت پر فرنچ زبان مین تیس صفحہ کی ایک رپورٹ ٹائپ
کر کے گورنمنٹ ایران کو حوالہ کر گئے۔ جس مین اپنی راے یہ ظاہر کی کہ اگر کوئی
شخص ایران کے مالی اصلاح کے لیئے آئے تو اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ اسکے
بعد وہ اپنی خدمت پر پارس کو واپس گئے۔ یہان آنے سے اونکی صحت بہت
درست ہو گئی مگر ایران کی مالی حالت جیسی تھی ویسی رہی۔

اب ایک دن نائب السلطنت نے اثناے گفتگو مین مجھ سے پوچھا کہ مین
سفیر روس و سفیر برطانیہ سے ملنے جاؤنگا یا نہین۔ مجھے چونکہ اس معاملہ مین زیادہ
بحث کرنا منظور نہ تھا مین نے مشرقی طریقہ سے یہ جواب دیدیا کہ مین اپنے گھر بار
درست کرنے مین مشغول ہون اور ملک کے مالی اصلاحات کے لئے ایک
قانون بنا رہا ہون جسے عنقریب کیبنٹ اور مجلس مین پیش کرنے والا ہون۔
چند روز بعد پھر ایک دن کیبنٹ کے میٹنگ مین جہان مین اکثر بلایا جاتا تھا وزیر
امور خارجہ محتشم السلطنت نے جو ایک چکنے چپڑے آدمی تھے دوسرے

اور انگریزی لیجیشن کے روبرو یہ بیان کیا کہ سفراے دول خارجہ متعینہ طہران کو تعجب
ہے کہ آیا میں اسکا کیون ان سے ملنے نہیں گیا اہل بلجیم و اہل فرانس
یا دوسرے لوگ جو گورنمنٹ ایران کے ملازم ہوئے ہمیشہ انہون نے ان سفرا
سے ملنا فخر و مباہات سمجھا۔ لہذا سفرا کو تعجب ہے کہ ہم امریکن لوگ کیون اسی
قاعدہ کی تقلید نہیں کرتے۔ مین نے کہا جناب عالی اس نازک اور مغلق مسئلہ کے
کوئی جواب دینے سے قبل اسکے کہ میں کچھ زیادہ بحث کرون یہ جاننا چاہتا ہون کہ آیا مین
گورنمنٹ ایران کا ایک اسطرح عہدہ دار ہون یا نہیں۔ اگر ہون تو مجھے ان معاشرتی
قواعد کی پابندی کرنی چاہیے جو گورنمنٹ نے معین کئے ہیں آخر کار کچھ بحث
کے بعد انگریزی لیجیشن نے مجھ سے اتفاق کیا اور یہ کہا کہ میرا عذر بالکل معقول ہے
اور کوئی وجہ نہیں کہ میں کیون پہلے ان لوگون سے ملنے جاؤن بلکہ وہ اس بات
سے خوش ہوئے کہ ایک غیر ملکی اپنے تئین گورنمنٹ کا جزو سمجھے اسلیئے کہ اب تک
جتنے غیر ملکی ملازم ہوئے انہین محض اپنی تنخواہ سے غرض رہی ان باتون کا خیال
نہ کیا۔

اب میں غور کرتا ہون تو یہ معاملہ بہت ہی پر لطف نظر آتا ہے۔ سفیر روس اور
سفیر برطانیہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں مجلس میں مالی اصلاحات کا ایک قانون بغرض
منظوری پیش کرنیوالا ہون۔ روس نے اپنے جاسوسون کے ذریعے علانیہ
یہ کوشش کی کہ وہ قانون پاس نہ ہونے پائے اگر پاس بھی ہو تو موجودہ صورت

مین نہ رہے جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مجلس کے ارکین کی ایک بڑی تعداد میر
موافق ہے اور صرف تین ہفتہ کی گفتگو سے ان سب کو میرے اوپر ایسا بھروسہ
ہوگیا کہ انہون نے یقین کر لیا کہ مین دل انکے ملک کی اصلاح مین کوشان ہون تو
یہ بات اُن سفرا کو بہت ناگوار ہوئی اُنہون نے یہ دیکھ کے بہت پیچ و تاب کھایا کہ
ایک غیرملکی اس طرح حاوی ہوگیا اور اُن سے ملنے تک نہ آیا۔ اگر کہین مین ایک
دفعہ بھی چلا جاتا یا اپنا کارڈ چھوڑ آتا تو بس سارا کھیل بگڑ جاتا۔ دعوتون کی بوچھاڑ شروع
ہوتی اور مجھے بھی خواہ مخواہ دعوتین دینا ہوتین پس ہم لوگ مشرقی دائرہ ڈپلومیسی کی
لطیفہ ہوا کھاتے رہتے اور جو قانون مین نے تیار کیا تھا وہ کبھی مجلس سے پاس
نہ ہوتا اور آخرکار ان سب باتون کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ہمارا باقی وقت ایران مین صرف تاش
اور برج کھیلنے مین صرف ہوتا۔

ان چھوٹی چھوٹی چالون کو اب ایرانی بھی سمجھنے لگے اُنہون نے اپنی آنکھین
مل کے جو کھولین تو ایک بالکل نئی بات محسوس ہوئی۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا
انشاء اللہ جب ہم مین ایسا ایک فرنگی آملا ہے جو سفرائے دول خارجہ کی پروا
نہین کرتا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اسکی پوری مدد کرین۔

مشرق مین افواہ پھیلتے وقت ایک قدم مین سات منزلین طے کرلیتی ہے۔
۱۳ جون کو یعنی ہمارے طہران پہونچنے کے ایک ہفتے بعد ارکین مجلس نے گویا
باتفاق آرا ایک قانون پاس کیا جسکے رو سے مالی معاملات مین مجھے پورے

اختیارات دیے گئے اور اب ہم اچھی طرح سے اپنا کام شروع کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

مجھے ان سفیروں کے پاس ملاقات کے لئے جانے میں کوئی عذر نہ تھا اور میں ضرور جاتا مگر صرف اتنا انتظار تھا کہ اختیارات کا مسئلہ طے ہو جائے اس لئے کہ ہم لوگوں کے آنے سے ہی ان حضرات نے اس خفیف معاملہ کو اتنا طول دیا کہ اگر میں اسوقت اُن کے دام میں آجاتا تو ایرانی لوگ مجھ سے بدگمان ہو جاتے اور مجھ پر اتنا بھروسہ نہ کرتے جس کی وجہ سے مجبوراً میں کبھی کامیابی کے ساتھ اپنا کام نہ کر سکتا۔ غرضکہ قبل اسکے کہ ہم طہران میں ذرا قدم جمائیں ایک سازش کا جال ہمارے پھانسنے کیلئے پہلے ہی سے تیار ہو چکا تھا اگر ہم دور اندیشی سے کام نہ لیتے تو پھر ہمیں اپنے کام میں ایرانیوں سے مدد کی توقع نہ رہتی۔ جب ہم اُن کے دام میں نہ آئے تو ہم پر کمی فراست کا الزام تھوپا گیا۔ خیر اس کا مضائقہ نہیں۔

غالباً ناظرین اس بات پر ہنسیں گے مگر میں کچھ برا نہیں مانتا یہ قصہ میں نے اسلئے بیان کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ طہران میں بعض طبقہ کے لوگوں میں سازش اور عیاری کا مادہ کس قدر غالب ہے۔ اور ہمارے زمانہ قیام میں اس طرح کی بہت سی سازشیں اور عیاریاں ہوئیں۔ سچ کو جھوٹ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اصل واقعہ کو غلط بیان کیا گیا۔ بلکہ چند لوگوں کو جنہوں نے غیروں کے فائدے کے لئے غلام بننے سے انکار کیا عام طور پر بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا۔

پہلی جون کو سپہ سالار نے طہران مین اپنی ایک خوبصورت اور وسیع
باغ مین گارڈن پارٹی کی دعوت دی اس دعوت کی ایک خاص غرض یہ بھی تھی کہ
ہم اہل امریکہ کو شہر کے دوسرے ڈپلومیٹک لوگون سے ملنے کا موقع دیا جائے
مجھے خوب یاد ہے کہ اُس روز سہ پہر کو گرمی بھی زیادہ تھی مین مع اپنی بیوی گاڑی
مین سوار ہو کے نکلا اور طہران کی گرد آلود سڑکون پر سے گزر کے سپہ سالار کے
باغ کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین جون ہی ہم سفارت خانہ برطانیہ کے پھاٹک
تک پہونچے کہ اتنے مین ہم نے دیکھا کہ سفیر برطانیہ اور اُن کی بیوی کی گاڑی
پھاٹک مین سے نکلی اور اس کے پیچھے نیزہ بردار ہندوستانی سوار ساتھ ہو لیے
وہ گاڑی ہماری گاڑی سے آگے بڑھ گئی مین نے گویا پہلی دفعہ سر جارج
بارکلی کو دیکھا۔ جب باغ مین پہونچے تو وہان نفیس ٹھنڈی ہوا آئی اسلیے
کہ ہر طرف خوبصورت فوارے چل رہے تھے۔ ہم چکر کھا کے ایک بڑے خیمہ
کے قریب پہونچے جو دعوتیون کے لیے سجایا گیا تھا اور وہان شاہی بینڈ بج رہا تھا۔
خیمہ کے دروازے پر میزبان اور اوسکے ساتھیون سے ہاتھ ملایا۔ اُس کے
بعد آگے بڑھتے دیکھا کہ بہت سی لیڈیان اور جنٹلمین جا بجا کھڑی ہوئی گپ کے سب
ایک بے اعتنائی کے انداز سے ہمین دیکھنے لگے۔ وہ خیمہ تین طرف سے بند تھا اور وہان
ہوا کا نام ونشان تک نہ تھا مگر سرد مہری کی اوس پڑ رہی تھی مین خیمہ کے وسط مین ٹھہر
گیا میری بیوی میرے ساتھ تھین اور مسٹر اور مسز ہمیکا ... کی بغل کے قریب کھڑے

تھے جو میرے ساتھ آئے تھے یہ حالت دیکھ کر مین نے چپکے سے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی جنگل مین یا صحرا مین صرف چار آدمی باتین کر رہے ہون اصل مین قصور سپہدار اور ان کے مہر دُبار یعنی ماسٹر آف سرمنی یا محتشم السلطنہ وزیر امور خارجہ کا تھا۔ ان لوگون نے اجتماع صدین کا انتظام تو کر دیا مگر اس کا کچھ تصفیہ نہ کیا کہ کون کس سے ملایا جاسے۔ آن ہین "انشاء اللہ" اور "نہین" بس یہی ہوتا رہا۔

ہم وہان وسط مین کھڑے ہوئے قدیم وضع کی ٹوپیون کو دیکھا کئے جو مختلف سفارت خانون کے سکرٹری پہنے ہوئے تھے بعض ان مین بہت بڑی اور عجیب وضع کی تھین۔ مین نے خیال کیا کہ یہ نوجوان انگریز لوگ اتنی بڑی ٹاپ ہیٹ کیون پہنتے ہین۔ اگر ان کے کان حائل نہ ہون تو سارا سر اُس مین اُتر جائے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ یہ جنس لباس طہران مین کمیاب ہے۔ اور چونکہ کوہ البرز کے دشوار گزار راستہ سے پارسلون کا محفوظ پہنچنا دشوار ہے اسلئے جو سینیر ڈپلومیٹ یہان سے جاتے ہین یہ ٹوپیان یہین چھوڑ جاتے ہین جو جونیر ڈپلومیٹ کو سرکاری ورثہ مین ملتی ہین۔ الغرض اسطرح ہم لوگ دس منٹ تک کھڑے رہے اسکے بعد سکوت موقوف ہوا اور مہانون نے آپسمین ملنا جلنا شروع کیا۔ اس عرصہ مین ہمارے بھی بعض دوست آگئے اور مسٹر میکاسکی نے ہم سے کہا کہ سر جارج بارکلی میری ملاقات کے بہت مشتاق ہین۔ مجھے خود بھی ان سے ملنے کا اشتیاق تھا۔ چنانچہ ان سے ملاقات ہوئی اور مین ان سے ایران کی مالی حالت کے متعلق باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین میری نظر ایک شخص پر پڑی

جسکی گھبرائی ہوئی صورت سے یہ پایا جاتا تھا کہ کوئی بڑا ڈپلومیٹ ہے وہ دیر تک سر جارج
بارکلی کو گھورتا رہا اور جب نظر دوچار ہوئی تو آنکھ کا کچھ اشارہ کیا۔ اب سر جارج
مجھ سے کہنے لگے کہ آپ سفیر روس موسیو پوکلیوسکی سے بھی ملے ہین
کیا عمدہ آدمی ہین۔ مین نے افسوس ظاہر کرکے کہا کہ مجھے ان کی خدمت مین نیاز نہین
حاصل ہوا ہے پھر سر جارج نے فرمایا کہ مین ابھی آپکو ملاتا ہون عجب نہین کہ وہ اسطرف
سے گزرین۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہی صاحب جنپر مین نے نظر ڈالی تھی موسیو
پوکلیوسکی تھے اتنے مین وہی صاحب چھڑی ہاتھ مین لئے ہمارے پاس سے گزرے
سر جارج نے ان کے شانہ پر ہاتھ رکھا اور وہ ٹھہر گئے چنانچہ اس طرح بغیر کسی گڑبڑ
کے مجھ سے اور موسیو پوکلیوسکی سے ملاقات ہوئی۔ سفیر فرانس بھی وہان موجود تھے
مگر یا تو انہین موقعہ نہ ملا یا خاص کرکے اُنہون نے ملنا نہ چاہا۔ غرض جب تک ہم طہران
مین رہے کبھی اُن سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔ سر جارج بارکلی اور موسیو
پوکلیوسکی کوزیل اسوقت یا جب کبھی اُن سے ملنا ہوا بہت اچھی طرح سے ملے
اور نہایت خلیق اور شایستہ آدمی تھے اور لہذا ہر جو کام اُن سے متعلق تھا انہین بہت
بارگزرتا تھا اور اُن کے مذاق کے خلاف تھا۔ البتہ اس مین شک نہین کہ ایک بھلے
آدمی اور ڈپلومیٹ مین تفریق کرنا چاہیے اسلئے کہ اپنے اپنے گورنمنٹ کے احکام
بجالانے مین تو ہر شخص مجبور ہوتا ہے لہذا ڈپلومیٹ اور جنٹلمین دونون کو ایک سمجھنا
بڑی غلط فہمی اور بے انصافی ہوگی۔ بعض گورنمنٹ اپنے سفرا کو بالخصوص جو مشرقی

ممالک مین تعینات ہوتے ہین بعض کامون کے لئے ہدایت کرتے ہین اور انہین اس کے موافق عمل کرنا ہوتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جو اعلی عہدہ داران گورنمنٹ اس طرح کا حکم دیتے ہین وہ اسبات کی پرواہ نہین کرتے کہ تعمیل حکم کس طرح پر ہوئی۔ پہلا مالی مسئلہ جو میری راے کے لئے پیش ہوا یہ تھا کہ نمک پر جو محصول ایک سال سے لگایا گیا ہے جاری رکھا جاے یا موقوف کر دیا جاے۔ رعایا اس کی بہت شاکی تھی اور مین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جو معدنی نمک خاص ایران مین نکالا جاتا ہے اس پہ فی ۶۰۰ پاونڈ ۶۴ قران (یا ۵،۶۴ ڈالر) محصول ہے اور جو نمک باہر سے آتا ہے اس پر اسی قدر مقدار کے لئے ،۰۹ ڈالر محصول ہے۔ از روے قواعد کسٹم ایسے اشیاء درآمد پر محصول نہین لگانا چاہیئے۔ بیچارے ایران کے نمک فروش اور رعایا کے حق مین بڑی بے انصافی تھی۔ مزید بران گورنمنٹ ایران کو ایک سال کے عرصہ مین اس مد سے جو حقیقی آمدنی ہوئی اُسکی مقدار صرف ۴۲ ہزار تومان تھی گو محصول کی مقدار جو رعایا سے وصول کیا گیا تھا وہ ۲۰۹۰۰۰ تومان تھا۔ ۱۶۷۰۰۰ تومان اخراجات عملہ مین صرف ہوے۔ مین نے فوراً راے دی کہ ایسا بے منفعت اور بیفائدہ قانون فوراً منسوخ ہونا چاہیئے اور مجلس نے میری راے کو منظور کیا۔ گو یہ معاملہ بہت ہی خفیف تھا مگر اس سے صوبہ جات مین لوگون کے دلون مین دستوری حکومت کی وقعت بڑھ گئی اسلئے کہ رعایا کو اس سے بہت تکلیف تھی اور بجز ٹیکس کلکٹرون کے اور کسی کو نفع نہ تھا۔

دوسرا باب

(ایران کی تمدنی اور مالی حالت جو ہم نے آ کے دیکھی۔ نائب السلطنۃ۔ کبنٹ اور مجلس کے اختیارات۔ ضوابط گورنمنٹ اور ذرایع آمدنی۔ قرض عامہ۔ دیگر مختلف دیون ممالک غیر)

جس دن سے ہم طہران پہونچے دن رات یہی صدا ہمارے کان مین آتی تھی کہ ہم ایران مین کچھہ نہ کرسکین گے ہم سے پہلے جو غیر ملکی مشیر یا عہدہ دار طہران آئے اور انہون نے عملی طور پر اصلاح کی کوشش کی انہین بالآخر مجبوراً شہر چھوڑنا پڑا یا "طرف ثانی" کے طرفدار ہو گئے لہذا ہم کو بھی چاہیئے کہ ان لوگون سے ربط ضبط بڑہا ئین جو صاحب اختیار ہین۔ ہم کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ "طرف ثانی" سے کیا مراد ہے اور "اصحاب با اختیار" کون ہین۔ ایران کے بعض عہدہ دارون کی ایک جماعت تھی جو دستوری حکومت کے مخالف اور شخصی سلطنت کے طرفدار تھے یہ لوگ عموماً گذشتہ شخصی حکومت کے بقیۃ السیف تھے۔ اس مین شک نہین کہ یہ لوگ بہت بڑے دولت مند ذی اختیار اور با اثر تھے اور یورپین تعلیم و تربیت بھی پائی تھی ان سب نے بجائے خود یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ گورنمنٹ روس کا حلقۂ غلامی پہنا آسان اور مصلحت آمیز ہے چنانچہ یہ لوگ ہمیشہ گورنمنٹ روس کی طرفداری کرتے تھے اور اپنے ہم وطن اہل ملک کی مخالفت۔ بیچارے ایرانی باوجود نا تجربہ کاری اور دستوری حکومت کے ضوابط کی لاعلمی کے بڑے دلیری کے ساتھہ

کوشش کر رہے تھے اور دستوری حکومت کے قیام اور پائداری کے لئے اپنی جانیں لڑا رہے تھے۔ ڈپلومیٹک گروہ متعینہ طہران میں عام طور پر مشہور تھا کہ ہم امریکن لوگ ایران میں تین مہینے سے زیادہ نہ رہیں گے بلکہ ایک بڑے سفیر کی میم صاحبہ نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ایک ہی مہینہ میں ہم انہیں اکارت ہوتا دیکھ لیں گے۔ ایران کے مالی معاملات کی اصلاح کی بابت جب کبھی ذکر آتا تھا تو اس پر تمسخر ہوتا تھا اور قہقہے لگائے جاتے تھے۔

ایران جاتے وقت اثنائے راہ میں ہم پانچ دن قسطنطنیہ میں ٹھہرے تھے جہاں ایرانیوں کی ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ ترکوں کا پایۂ تخت ہمیشہ طہران کی حالت سے باخبر رہا ہے۔ وہاں بہت سے ایرانی ہم سے ملے جو حال میں اپنے ملک سے یہاں آئے تھے ان میں بعض تو ایسے تھے جو بیچارے پولیٹیکل وجوہ سے جلاوطن کئے گئے تھے مثلاً تقی زادہ جو تبریز کی طرف سے مجلس شورہ کا مشہور رکن تھا۔ تقی زادہ مجھ سے ملنے آیا اور ایک گھنٹہ تک ایران کے مصائب بیان کرتا رہا۔ دوسرے ایرانی جو مجھ سے ملے وہ بھی دستوری حکومت کے رکن رکین تھے۔ ان میں بعض تاجر تھے۔ بعض مجتہدین تھے بعض فارن آفس کے عہدہ دار اور بعض ڈپلومیسٹ۔ یہاں آ کے مجھے ایران کی موجودہ حالت کا اندازہ معلوم ہوا جس سے کسی قدر تشویش تو ضرور پیدا ہوئی۔

TAGI ZADA THE FAMOUS CONSTITUTIONALIST DEPUTY FROM TABRIZ

He was forced into exile on account of his political views

PRINCE SULAYMAN MIRZA LEADER OF THE DEMOCRATS IN THE MEDJLIS

He was an ardent and patriotic Nationalist

مین بہت سی باتون سے متنبہ کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ غیر سلطنتون کی سفارتین
میرے خلاف انواع و اقسام کی سازش کرینگی اور عجب نہین کہ مجھ پہ حملہ بھی
ہو۔ اگرچہ قدر مشورے اور صلاحین مجھے دی گئین ایک امر کے متعلق سب کو
اتفاق تھا کہ ایرانی مجلس یا قومی پارلیمنٹ فی الحقیقت اہل ایران کی تحریک
ترقی کا نتیجہ ہے اور یہ مجلس قانونی و عرفی حیثیت سے اہل ایران کی قومیت
اور آزادی کی ایک نمایان مثال ہے اگر ہم نے اراکین مجلس کی عمدہ راے
اور اعتبار حاصل کر لیا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا آدہا کام پورا ہوگیا - لیکن اگر ہمین
ناکامیاب رہے تو پھر کچھ نہ کرسکین گے -

طہران آنے کے بعد ہکو معلوم ہوا کہ یہ سب باتین بالکل سچ تہین - پہلے جو غیر
ملکی مشیر یا منتظمین ایران آئے وہ محض اپنی لاعلمی اور غفلت کی وجہ سے ناکام
رہے کسی کو طہران کے مدبرین کا اعتبار حاصل کرنے مین کوئی دقت محسوس ہوئی
اسلیئے کہ طریقہ بہت ہی آسان اور رغبت دہ تہا مگر ان لوگون نے غیر ملکی
سفرا کے ساتھ بہ زیادہ خلا ملا بڑہایا تو اس سے ایرانی اُن سے بدگمان ہوگئے اور
پھر مجلس نے اُن پر اعتبار نہ کیا -

اسوقت طہران مین ڈپلومیٹک گروہ روس - برطانیہ - جرمن، امریکہ، اطالیہ،
آسٹرو ہنگریا، ڈچ اور ٹرکی سفرا سے مرکب تہا - ان مین باستثنا روس برطانیہ
اور ٹرکی کے جنہین اس ملک کے ساتھ تعلق تہا اور باقی سفرا کو بجز اسکے اور کچھ کام

نہ تھا کہ اپنے ملک کے بعض لوگوں کی پنشن یا تنخواہ جو و ہوالیہ گورنمنٹ ایران سے
ملتی تھی اُس کا حساب رکھیں اور نگرانی کریں - ان میں کے اکثر پنشن خوار بڑے
بڑے خطاب رکھتے تھے - کوئی شخص کرنل کے عہدے سے کم نہ تھا بلکہ ایک اطالیہ
افسر جسے فوجی افسران سے کچھ خفیف سا تعلق تھا اپنے تئیں جرنیل کہتا تھا -

اگرچہ اس کتاب کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایران کی جغرافیائی حالت بتائی جائے
یا اس مشرقی مرکز تہذیب کا خاکہ کھینچا جائے لیکن یہ نہایت بے انصافی ہوگی کہ اگر میں
اُن حضرات کی تعریف نذر انداز کروں جو طہران کے یورپین لوگوں میں ہر قسم کی
افواہ اور گپ پھیلانے میں خاص دلچسپی لیتے تھے - میں نہیں سمجھتا کہ ناظرین کی واقفیت
کے لئے یہاں کی حالت کا نقشہ کس طرح کھینچوں - بس آپ لوگ تصور کریں کہ ایک
گورنمنٹ معرض زوال میں ہے اور مختلف اقوام کا ایک گروہ کثیر جس میں ملجین
عہدہ داران محصولخانہ - اطالین افسران پولس - جرمن معلمین توپخانہ - فرانسیسی
علماء - ڈاکٹر - پروفیسر و مشیر - آسٹرین فوجی تعلیم دینے والے - انگریز اہل قلم - ترکی
اور ارمنی درباری - اور ان سب پر طرہ یہ کہ روسی قزاق فوجی افسر - فوجی معلم
فوجی قواعد سکھانے والے شامل ہیں اور یہ سب ملکے گورنمنٹ ایران کو افلاس
کے گڑھے میں ڈھکیل رہے ہیں اور ہر شخص اپنے ملک کے تمدنی اغراض یا
اپنے ذاتی فوایہ حاصل کرنے میں مصروف ہے - چنانچہ اس مضحکہ آمیز تماشے
میں نہ صرف مرد بلکہ بعض جنس اناث سے بھی شریک تھے کہ ہم بیچارے اہل امریکہ

ایسے وقت میں سرزمین ایران میں داخل ہوئے اور یہ غیر معمولی خیال اپنے دلوں میں جاگزین کیے تھے کہ ہم گورنمنٹ ایران کے مقرر کردہ ہیں۔ جس گروہ کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اُس میں دس بارہ سویڈش افسر بھی شامل تھے جن کی تنخواہیں غریب رعایا کی جیب سے ادا ہوتی تھیں۔

قانون مال جو مجلس نے باتفاق آرا ۱۳ ارجون کو پاس کیا اس سے کئی ہفتہ پہلے ہم اس کوشش میں رہے کہ کسی طرح ایران کی مالی حالت کا صحیح اندازہ ہم کو معلوم ہو۔ محصولات جنگی کا محکمہ بالکل موسیو مارنارڈ کے تحت میں تھا اور اسکا حساب وکتاب انہیں کے پاس تھا۔ اُن سے اس محکمہ کے متعلق کوئی مواد بہم پہونچانا بہت دشوار تھا۔ دوسرے محکہ جات جو وزارت مال سے متعلق تھے وہاں نہ کوئی دفتر تھا اور نہ حسابی کتابچہ جن سے کچھ پتہ چلتا وہاں کے میز اور کرسیاں گویا زبان حال سے یہ کہہ رہی تھیں کہ ع

آرزو کیوں لئے آتا ہے یہاں کچھ بھی نہیں

جو لوگ ان دفاتر کے صدر تھے اور جن کے ہاتھوں میں اپنے وطن کا مالی انتظام تھا اُن کے پاس بجز چکنی چپڑی باتوں کے اور کچھ نہ تھا۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ ایران کا مالی مسئلہ بہت پیچیدہ تھا بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ایران کا مالی وجود ہی کچھ نہ تھا جو محکمہ وزارت مال کے نام سے مشہور تھا وہاں ایسے ایرانی اصحاب مقرر تھے جن کی لیاقت یا مالی تجربہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا

کہ دیانتداری میں پیدا ہو گئے افلاس کی مجبوری سے وہاں اپنی جیبیں بھر لیتے
تھے۔ بلکہ بالکل ناتجربہ کار ایسے تھے جو اس کے اختیار میں مختلف دفاتر دیے گئے
تھے ان کا کام یہ تھا کہ گورنمنٹ ایران کے لئے مالیات یا اندرونی محصولات
جمع کریں۔ نہ کوئی سول سروس کا قاعدہ تھا اور نہ اہلیت و لیاقت کے لئے
کوئی امتحان مقرر تھا۔ غرضیکہ دفتر داری حیثیت اس سے ایسے لوگوں کو بھر رکھا تھا جو
بالکل سفارشی ٹٹو تھے۔ کسی ملازم کو یہ یقین نہ تھا کہ ایک دن بھی وہ اطمینان کے
ساتھ اپنی جگہ پر رہ سکے گا۔ کبھی اس بات کی کوشش ہی نہیں کی گئی کہ سرکاری
مالگزاری کی تحقیق کے لئے کوئی صیغہ قائم کیا جائے کہ جس سے یہ معلوم ہو
کس قدر آمدنی وصول ہوتی ہے یا کس قدر وصول ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اخراجات
کے متعلق کوئی روک ٹوک یا انتظام تھا اور بڑی بڑی رقمیں خفیہ طور پر خزانہ عامرہ
سے غائب ہو جایا کرتی تھیں جن کے متعلق کچھ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس مد میں صرف
ہوئیں۔ میں نے سب سے پہلے سرکاری بجٹ طلب کیا اسلئے کہ مجھے امید تھی کہ
بجٹ کے دیکھنے سے سرکاری مداخل و مخارج کا اندازہ معلوم ہو سکے گا مگر معلوم
ہوا کہ کوئی بجٹ ہی نہیں ہے۔ گو مسٹر لیکافرے جن کا ذکر اول آ چکا
ہے دو سال تک کوشش کرتے رہے کہ سرکاری بجٹ تیار کریں یا کم از کم کوئی ایسا
کتابچہ بنا لیں کہ جس پر بجٹ کا اطلاق ہو سکے۔ مسٹر لیکافرے کو ملک کی
محروسہ آمدنی اور اخراجات کا بمقابلہ سرکاری اسناد و حسابات کے بہت
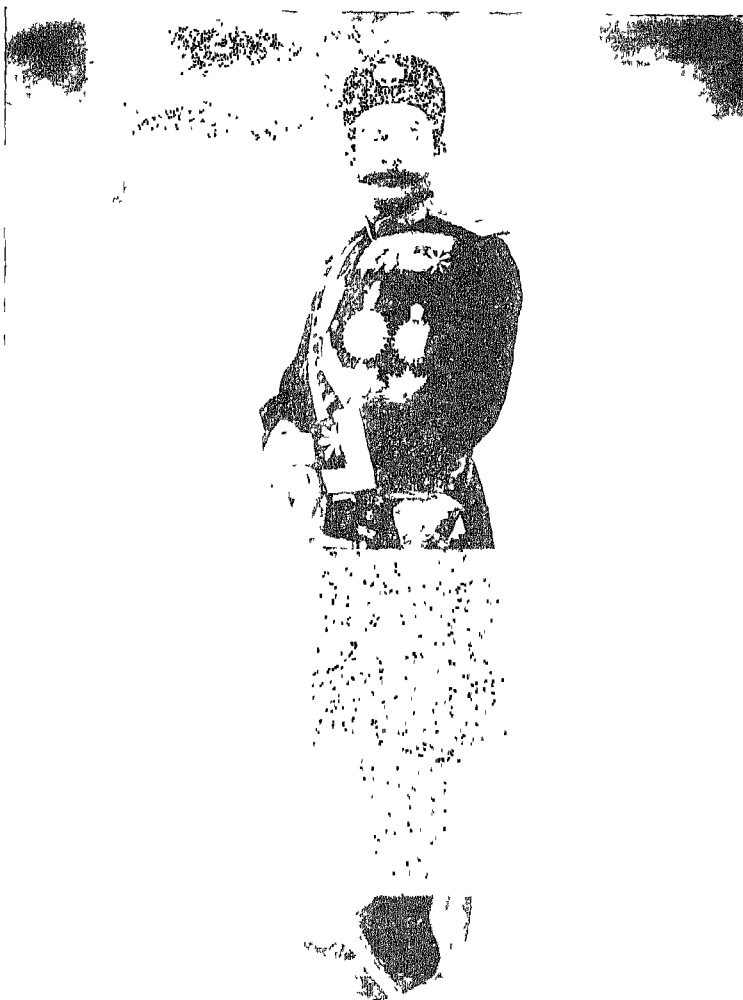
زیادہ علم تھا - جسدن سے انہون نے یہ کام شروع کیا یعنی اس امر کی تحقیق کہ
سرکاری مالگذاری کس طرح اور کہان سے آتی ہے اور وہ کیسے صرف ہوتی ہے
اُس دن سے ہر ایک وزیر مال اور ٹیکس کلکٹر انہین شکوک کی نظر سے دیکھنے لگا بلکہ
محکمہ جنگ کے نزدیک تو اُن کی کچھ وقعت ہی نہ رہی اسلئے کہ یہ محکمہ ملک کی آمدنی کا
آدھی خود ہی چٹ کر جاتا تھا اور یہ کہہ دیتا تھا کہ یہ روپیہ محکمہ سرسپلائی - سامان جنگ سے
براہ راست عہدہ داران - فوجی [illegible] خانہ - سوار - پیدل اور توپخانہ وغیرہ وغیرہ مین
صرف ہوا ہے جو ایران کی باقاعدہ فوج سے متعلق ہے - یہ فوج محض کاغذ پہ
تھی ملک بھر مین کہین اُس کا وجود نہ تھا - آٹھ مہینہ جو مجھے طہران مین گزرے اُنمین
گورنمنٹ کو چار مہینے فوجی تیاریون مین صرف کرنا پڑے اسلئے کہ شاہ معزول اور اُسکا
پاگل بھائی سالار الدولہ ملک پر حملہ آور ہونے والا تھا اسکے تدارک
کے لئے ازسرنو فوج تیار کرکے بھیجی گئی - مین جب تک ایران مین رہا میری نظر
کبھی کوئی باقاعدہ فوج نہ گزری البتہ ختم ماہ پر فوج کی تنخواہ یا وردیون کے لئے
محکمہ جنگ کی طرف سے بل ضرور پیش ہوتے تھے -

ملک ایران مختلف صوبون مین تقسیم ہے اور ہر صوبہ کا ایک پایہ تخت جدا ہے
چنانچہ شمال مین آذربائیجان جسکا پایہ تخت تبریز - مازندران
پایہ تخت ساری - گیلان - پایہ تخت رشت اور خراسان پایہ تخت
مشہد اسی طرح جنوب مین اصفہان پایہ تخت اصفہان اور فارس

پایہ تخت شیراز ہے - یہ گویا خاص خاص بڑے صوبے ہین ان کے علاوہ اور
چھوٹے چھوٹے اضلاع ہین - ہر شہر مین گورنمنٹ کی طرف سے ایک مالی کارکن
تعینات ہے جسکا فرض ہے کہ رعایا سے محاصل یا مالگزاری تحصیل کرے اور بعد
وضع اخراجات و حق الخدمت رقم محاصل وزیر مال کے پاس بھیجدے - اس طریقہ کی
تفصیل تو دوسرے باب مین بیان کیجاے گی - یہان صرف اس قدر کہدینا کافی
ہے کہ مالگزاری کا ایک حبہ بھی وزیر مال کو نہین پہونچتا اور جب محکمہ جنگ عدالت
تعلیمات داخلہ و امور خارجہ کی طرف سے مطالبات پیش ہوتے ہین تو وزیر صاحب
مال ہنس ہنس کے مالی کارکنون کے نام چک یا فرمان جاری کرتے ہین - انہین
اس سے بحث نہین کہ ان فرامین کا روپیہ بھی وصول ہوگا یا نہین - غرضکہ جو صاحب
وزیر مال مقرر ہوتے انہون نے اپنی کارگزاری دکہانے اور سب کو خوش رکھنے
کی غرض سے اس قسم کے ہزارہا چک اور فرمان جاری کئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
چند سال مین یہ مرغان کاغذی کا انبوہ وزیر مال کے پنجرے سے نکل کے کچھ ایسے
ساہوکارون کے ہاتھ لگا جو سرکار کے قرض خواہ تھے مگر سرکار کو جن کے وجود کی
خبر تک نہ تھی اور کچھ چھوٹے چھوٹے تاجرون - ادنیٰ درجہ کے ملازمون یا واقف
پنشن خوارون کے وہان بسیرا لیا - اور اسکی تعداد اتنے لاکھ ڈالر تک پہونچ گئی تھی
کہ کوئی ذی ہوش آدمی نہ کبھی اُسکا حساب کرسکتا تھا اور نہ اُس کے ادائی کا خیال
دل مین لاسکتا تھا - پس ایران کے پبلک ڈیٹ (قرضہ سرکار) کا ذکر کرتے وقت

یہ بالکل خارج از حساب سمجھی جاتی تھی۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ گتھی حشر تک نہین سلجھ سکتی۔ اور اس مرض کا بجز وقت کے دست شفا کے اور کوئی علاج نہین ہے۔

۱۳ ارجون کو جب مجلس نے مسودہ قانون مالی جو مین نے پیش کیا تھا پاس کر دیا تو اس وقت مین نے عالیجناب معاون الدولہ وزیر مال کی خدمت مین یہ عرض کیا کہ از روئے شرایط قانون جدید جسقدر سرکاری رقوم بنک یا خزائے مین ہون میری طرف بحیثیت صدر المہام خزانہ منتقل کردیئے جائین۔ عالیجناب موصوف نے عرض کے یہ جواب دیا کہ بیشک ایسا ہی ہونا چاہیئے اور یہ فرمایا کہ مین فوراً یہ ضروری معاملات آپ کے سپرد کیئے دیتا ہون۔ ہمارے حساب روان کا کھاتہ شاہی بنک ایران کے ساتھ ہے۔ اور مین سمجھتا ہون کہ اس وقت ہم چار لاکھ چالیس ہزار تومان زاید از حساب بنک سے لے چکے ہین لہذا ہمارے حساب روان مین اتنی رقم کا ٹوٹا ہے۔ یہ لیجئے بنک کے نام ہدایت نامہ ہے کہ یہ کمی نئے صدر المہام خزانہ کے نام محسوب کیجائے۔ مین نے عالیجناب موصوف کا شکریہ ادا کیا اور اُسی دن سے اپنا کام شروع کر دیا ایک طرف تو بنک کی کمی پوری کرنی تھی اور دوسرے طرف عالیجناب ممدوح کے ہم منصب وزرا کبنٹ کے بعض ضروری مطالبات کی ادائی کا تقاضا تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ مطالبات سب اشد ضروری ہین اگر ادا نہ کئے جائین گے تو گورنمنٹ ایران کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ ان مطالبات کی مقدار سات لاکھ ڈالر تھی۔

وزارت مال کا صرف ایک محکمہ ایسا تھا جسسے نقدو رقم سے تعلق رہتا تھا۔ اور وہ شاہی ٹکسال تھی جو شہر سے کئی میل باہر واقع تھی اور جہان ایک پرانی دقیانوسی کل کے ذریعہ سے ایرانی سکہ نقرہ (قران) مسکوک ہوتا تھا اسکے لئے چاندی حسب معاہدہ شاہی بنک ایران سے لی جاتی تھی۔ اسلئے کہ بنک کو اپنے معاملات کے لئے ایک مقدار کثیر مین نقرئی سکون کی ضرورت تھی۔ مین نے کچھ دن پہلے اپنے مددگار مسٹر ڈکی کو وہان بھیجا تھا کہ دارالضرب کا معائنہ کرین۔ اور اُس کا سارا انتظام اپنے ذمہ لے لین چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا۔

اب مین اپنے آفس مین بیٹھا ہوا اپنے دوسرے مددگار مسٹر کا سکی کی صورت کو جو میز کی دوسری طرف بیٹھے تھے تک رہا تھا اور یہ یقین لانے کی کوشش کرتا تھا کہ آیا مین سلطنت ایران کے کل مداخل و مخارج کا صدرالمہام خزانہ ہون۔

پہلا کام مین نے یہ کیا کہ طہران مین جتنے بنک تھے ہر ایک کو ایک خط لکھا کہ آج کی تاریخ سے کوئی چک۔ ہنڈی۔ فرمان یا کسی قسم کے سرکاری مطالبہ کی ادائی کا حکم جائز نہ سمجھا جائے گا۔ جب تک کہ اُسپر صدرالمہام خزانہ کے دستخط نہ ہون۔ اسکے ساتھ ہی کل بنکون کو یہ اطلاع دی کہ جملہ حسابات یا رقوم جو گورنمنٹ کے کسی محکمہ یا عہدہ دار کے نام سے جمع ہون وہ سب صدرالمہام خزانہ کی طرف منتقل کردئے جائین اور اُن کے حسب ہدایت تعمیل ہو۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے چھوٹے حسابات اور رقوم جن کا وجود شاید ہم کو کبھی معلوم
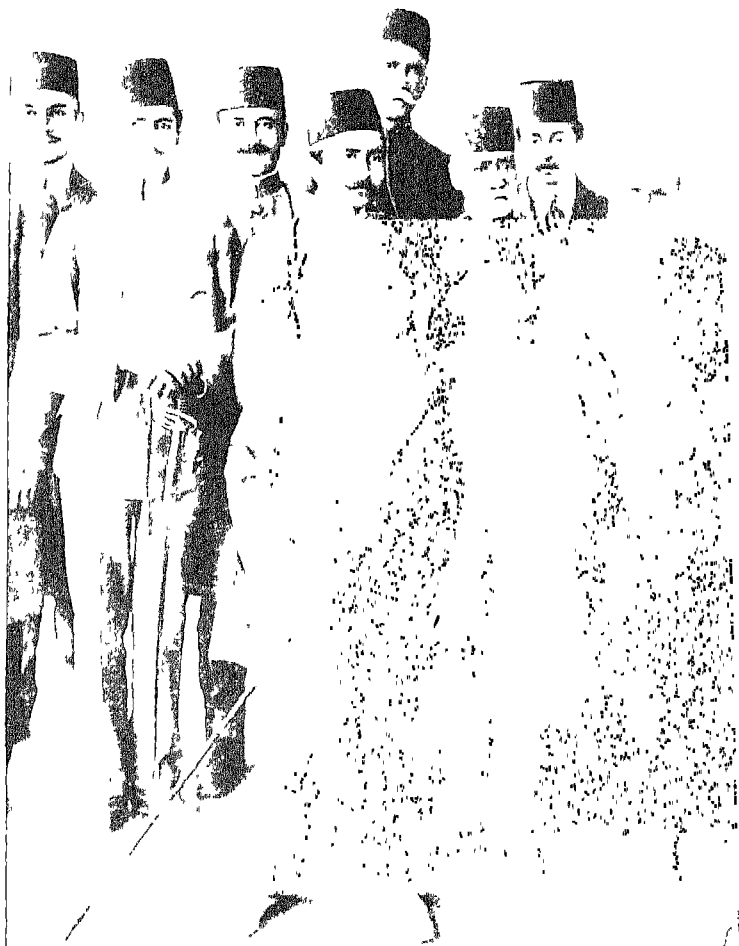
SULTAN AHMAD SHAH, THE PRESENT RULER OF PERSIA.

He succeeded to the throne on July 18 1909 after the deposition of his father Muhammad Ali Behind him on the left is the Crown Prince The others are royal teachers

نہ ہوتا ظاہر ہو گئے۔ ان میں ایک حساب موسیو مارنارڈ کے نام سے
تھا جو بالکل بے قاعدہ تھا۔

ایران کی تمدنی حالت کا اس وقت بیان کرنا غیر ضروری ہے غالباً یہ کہنا
بجا ہے کہ وہاں ایک دستوری حکومت ضرور تھی اسلئے کہ شاہی سطوت صرف
اس قدر باقی رہگئی تھی کہ ایک کمسن بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھا اور نابالغی کی
وجہ سے ایک صاحب نائب السلطنت مقرر تھے مگر شاہ کے گرد ایک فضول خرچ
خوشامدیوں کا گروہ ضرور تھا جو اہل دربار کہلاتے تھے اور جہاں کہیں شاہ جاتا تھا
وہ سب سایہ کی طرح ان کے ساتھ رہتے تھے۔ ملک کا سارا انتظام مجلس
یا قومی پارلیمنٹ کے ہاتھ میں تھا جس میں اسی رکن تھے جو بلحاظ آبادی ملک کی
مختلف صوبہ جات اور اضلاع سے منتخب ہو کے آئے تھے اس پارلیمنٹ کے
حسب منظوری نائب السلطنت کی طرف سے وقتاً فوقتاً سات ممبروں کی ایک
کیبنٹ بھی مقرر ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ مجلس کو حسب احکامات حکومت دستوری
نہ صرف قانونی اختیارات حاصل تھے بلکہ ترمیم کیبنٹ کا اختیار بھی تھا اور جب چاہتی
کیبنٹ کو موقوف کر سکتی۔ چنانچہ حقیقی اختیارات وکلاء قوم کے ہاتھ میں تھے
جن سے مجلس مرکب تھی۔

دو غیر سلطنتیں جنھیں (انہیں کے الفاظ میں کہنا چاہیئے) ایران سے خاص
تعلق تھا روس و برطانیہ تھیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا ان دونوں سلطنتوں نے ۱۹۰۷ء

پس مین ایک معاہدہ کیا تھا جسکی رو سے ایران مین اپنے اپنے دائرہ اثر
بنے تھے۔ روس کا دائرہ اثر شمال مین تھا اور انگلستان کا جنوبی مشرقی گوشہ
دائرہ اثر ہے۔ برائے نام ہی سہی لیکن اس سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ ایران مین
دستوری حکومت ضرور تھی جہاں غیر سلطنتون کے سفرا تعینات تھے چنانچہ امریکہ
پھر بھی وہان تھا اس دستوری حکومت کو روس اور برطانیہ نے ۱۹۰۷ء مین معاہدہ
کرتے وقت تسلیم بھی کیا تھا۔

ایران کا قرضہ غیر ملک کا مختلف دیون سے مرکب تھا جو شاہان ماسبق کے زمانہ
میں گورنمنٹ روس سے لئے گئے تھے اور جواب روس کے شاہی بینک مین جس کی
ایک شاخ طہران مین تھی ایک جا کر دیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ ہند کا بھی قرضہ
تھا جو دولت برطانیہ نے ہندوستان کے سرمایہ سے شاہان ماسبق کو دیا تھا اسکے
علاوہ سنہ ۱۹۱۱ء کا قرضہ تھا جو شاہی بینک سے لیا گیا تھا اور جسکی تکمیل ہمارے طہران پہنچنے
سے کچھ ہی پہلے ہوئی تھی۔ ان مختلف قرضون کی تفصیل مین دوسرے باب مین
بیان کرونگا۔ ان سب قرضون کے علاوہ گورنمنٹ ایران پر بہت سے غیر لوگون کے
مطالبے تھے جن مین اکثر واجب الادا تھے اور جن کی تعداد کئی ملین ڈالر تھی۔

المختصر ۱۳ر جون سنہ ۱۹۱۱ء کو جب مین نے ایران کے مالی معاملات کا انتظام اپنے
ہاتھ مین لیا ہے تو ملک کی عام حالت یہ تھی جو اوپر بیان کی گئی۔

———)۹(———

تیسرا باب

اصلاحات و انتظامات کا ایک عام خاکہ - ضابطہ قانون مورخہ ۱۳ ؍ جون ۱۹۱۱ء - ایران کے ساتھ دول غیر کا برتاؤ - واقعۂ اسٹوکس - خزانہ کے لئے فوجی پولیس کی ضرورت - معاہدہ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء کا منشا اور مقصد -

یہ امر بالکل صاف اور واضح تھا کہ ایران کے مالی معاملات اُس وقت تک درست نہیں ہو سکتے تھے جب تک کہ ہمیں پورے اختیارات نہ مل جائیں - اب رہی یہ بات کہ وزراے کبنٹ کو صلاح و مشورہ دے کے کام نکالنا یہ بالکل ایک فعل عبث تھا - اس کا نتیجہ کچھ نہ ہوتا اسلئے کہ ان وزرا کو نہ کافی تجربہ حاصل تھا اور نہ انہوں نے کوئی باقاعدہ تعلیم پائی تھی اور نہ اُن میں اس بات کی صلاحیت تھی کہ جو خرابیاں بوجہ رشوت اور دوسری بد انتظامیوں کے خاص طہران اور صوبہ جات میں پھیلی ہوئی تھیں اُنکا تدارک کر سکتے -

پس اگر کچھ اصلاح ہو سکتی تھی تو وہ ہمیں لوگوں کے ذریعہ سے بلا اعانت و مشورہ ایرانی عہدہ داروں کے جو وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے تھے - البتہ ہم بذات خود ان ابتریوں کی اصلاح ضرور کر سکتے تھے -

چنانچہ مسودہ قانون جو ۱۳ ؍ جون ۱۹۱۱ء کو پاس ہوا اُس کے بنانے سے میری اصل غرض یہی تھی کہ ایران میں ایک اصلاحی مرکز قائم ہو جس سے مراد دفتر صدر المہام

زانہ تھی اور وہ کل ملک کی آمدنی اور خرچ کا ذمہ دار رہے جس کسی کو کچھ دلایا جائے
سی دفتر کے ذریعہ سے اب تک یہ طریقہ رائج تھا کہ نہ صرف عہدہ داران وزارت مال
روپیہ تحصیل کرتے تھے بلکہ بعض صیغہ جات جیسے پوسٹ - ٹیلیگراف - وزارت عدالت
وزارت داخلہ - وزارت تعلیمات اور وزارت امور خارجہ سے متعلق تھے وہ بھی اس
بن حصہ لیتے تھے - اسی طرح یہ مختلف محکہ جات سرکاری جسطرح چاہتے تھے
س روپیہ کو صرف مین لاتے تھے نہ کچھ اس کا حساب وکتاب تھا اور نہ کسی قسم
کی نگرانی - کوئی دفتر یا محکمہ ایسا نہ تھا جہان اسکے متعلق کوئی حساب رکھا جاتا ہو چنانچہ
گورنمنٹ ایران کے لیے یہ امر دریافت کرنا غیر ممکن تھا (خواہ کتنی ہی کوشش کیجائی)
کہ یہ کل آمدنی کہان سے آتی ہے اور کدھر غائب ہو جاتی ہے - اگر ہم اس وسیع
ذمہ داری کو اپنے سر نہ لیتے اور محض تکمیل اصلاح کے منتظر رہتے تو یہ ممکن تھا کہ
با اختیار لوگون کے طرز عمل مین کوئی تغیر واقع ہوتا گو وہ سب کے سب سازشون
مین مبتلا تھے اور دستوری حکومت کے مخالفین کی دھمکیون سے خائف رہتے
تھے - اس مین شک نہین کہ ایران کے موجودہ مالی طریقہ کی تجدید بہت دشوار تھی
باوجود نیا قانون پاس ہونے کے جن دشواریون کا مقابلہ ہم کو کرنا پڑا وہ ہمین
جانتے ہین تمام ملک مین خانہ جنگی بپا تھی جسکی وجہ سے ہر قسم کی بدنظمی اور ابتری
پھیلی ہوئی تھی - ہم نے آٹھ مہینے جو طہران مین گزارے اور اس عرصہ مین
جو محاصل واجب الوصول پایہ تخت اور دوسرے صوبہ جات اور اضلاع سے

ہم نے تحصیل کئے اُس آمدنی میں سے غیر معمولی اخراجات جو پیش آئے ادا کئے گئے چنانچہ تمثیلاً وہ اخراجات یہ تھے کہ **محمد علی میرزا** جو تخت ایران حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اُس کے تدارک کے لئے فوج تیار کر کے بھیجی گئی۔ سفراے ایران جو غیر ممالک میں تعینات تھے اور جنھیں کئی سال سے تنخواہ نہیں ملی تھی وہ بیباق کی گئی۔ مختلف محکمہ جات وزارت کی تنخواہیں ادا کی گئیں اور کل غیر ملک کے مطالبات بیباق کئے گئے اور صدر المہام خزانہ کے آفس میں ہر قسم کی آمدنی اور خرچ کا ایک صحیح اور مکمل حساب تیار کیا گیا۔

معلوم نہیں کہ اس انتظام سے غیر سلطنتوں کی مخالفت کو کیوں جوش ہوا انصافاً دیکھا جائے تو اُن کو اس انتظام سے مطمئن اور خوش ہونا چاہیئے تھا اس لئے کہ پرانے انتظامات میں جو اصلاح ہوئی وہ گویا اس بات کی ضامن تھی کہ اُنکے یا اُن کی رعایا کے مطالبات جلد ادا ہو جائیں گے۔ تاہم یہ عجیب بات ہے کہ جس روز یہ قانون پاس ہوا اور روسی سفیر کو جب معلوم ہوا کہ مجلس میں اسکے متعلق بحث ہو رہی ہے تو اُس نے علانیہ مخالفت کی اور یہ لکھ بھیجا کہ جو اہل بلجیم محصول خانوں پر مقرر ہیں وہ امریکن صدر المہام خزانہ کے تحت و نگرانی میں نہ رہیں گے اور یہ دھمکی دی کہ اگر اس کے خلاف عمل ہو گا تو روسی فوج کل محصول خانوں پر قبضہ کریگی اور روسی افسر مقرر کر دیئے جائیں گے۔ الغرض دو ہفتہ تک سفراے روس۔ فرانس جرمن۔ اطالیہ و اسٹریا ہنگری متعینہ طہران

کی طرف سے مخالفت کی بوچھار ہوتی رہی بلکہ بعض کی تحریرات تو جادۂ اعتدال
اور تہذیب سے بھی گرے ہوئے تھے۔ سب کی کوشش یہی تھی کہ قانون
اصلاح پاس نہ ہو اور گورنمنٹ ایران اپنے اندرونی معاملات کو درست نہ کرسکے
البتہ سفیر برطانیہ۔ ڈچ۔ ٹرکی اور امریکہ نے اس معاملہ مین کچھہ دخل نہین دیا
اور وہ الگ رہے۔ اس عرصہ مین کونٹ کواڈ سفیر جرمن متعینہ طہران نے
گورنمنٹ ایران کو ایک تحریر بھیجی جس مین یہ لکھا کہ بعض جرمن رعایا جو طہران
مین ہے اگر اُس کے مطالبات کے لیے صدر المہام خزانہ کے دستخط سے
چک جاری ہونگے اور موسیو مارنارڈ ایڈمنسٹریٹر جنرل محصول خانہ
جات کے دستخط سے نہ ہونگے تو یہ امر خلاف قاعدہ ہوگا جسکی وجہ سے جرمنی
کے تعلقات پر بُرا اثر پڑیگا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ جرمنی تعلقات
کیا تھی۔ دراصل دو جرمن شخص جو جرمن اسکول اور جرمن شفاخانہ پر تعینات تھے انکو
چھہ ہزار تومان سالانہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ
یورپ کی ایک ایسی زبردست اور دولت مند سلطنت غریب گورنمنٹ ایران
سے اس طرح کے مطالبہ کی طالب ہو۔ کونٹ کواڈ نے اپنی سرکاری
تحریر مین میرے نسبت یہ مہذب الفاظ استعمال کیئے تھے کہ فلان شخص
مسٹر شوسٹر نامی جو ایران کا صدر المہام خزانہ کہلاتا ہے" سفیر اطالیہ
نے بھی اسی مضمون کی ایک تحریر گورنمنٹ ایران کو بھیجی تھی کہ اُنکے

ملک کے تمدنی حقوق کی پامالی ہوئی ہے۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک بڑا از کار رفتہ
اطالین گورنمنٹ ایران کے فہرست ملازمین مین داخل تھا جو جنرل کے خطاب
سے موسوم تھا اور فوجی تعلیم کے لیے رکھا گیا تھا یہ شخص اب بجز ایک آرام کرسی
پر پڑے رہنے کے کوئی کام نہ کرسکتا تھا۔ سفیر اطالیہ نے بھی اس تحریر مین میری
نسبت اپنے دوست جرمن سفیر کی تقلید کی تھی۔

روس کی پشت پناہی سے **موسیو مارناڈ** کو یہ جرأت ہوئی کہ اُس
گورنمنٹ ایران کی اطاعت سے انکار کیا گو وہ گورنمنٹ ایران کا نوکر تھا اور
اس امر کا اعلان کیا کہ صدر المہام خزانہ کے احکامات کو نہ تسلیم کریگا۔ اس کا یہ
طرز عمل کچھ حق بجانب بھی تھا اسلیے کہ اُسے اندیشہ تھا کہ مجلس اُسے موقوف
کر دے گی۔ کیونکہ مین نے مجبوراً اسکی موقوفی کے لیے مجلس مین سفارش کی تھی
اُس نے حسابات جو پیش کیے تھے اُن مین بعض مدات ایسے تھے جو بالکل
مشکوک و بے قاعدہ تھے اور جن کے متعلق وہ کچھ جواب ہی نہ دے سکتا تھا
غرضکہ یہ کاغذی جنگ وجدل وسط جولائی تک جاری رہی اتنے مین بلجین
عہدہ داران محصول خانہ جات نے قانون گورنمنٹ کو تسلیم کرنا منظور کیا اور
موسیو مارناڈ نے بھی اطاعت قبول کی اور مجھے اس کی اطلاع
دی **موسیو مارناڈ** نے مجبور ہو کے ایسا کیا کیونکہ جب اُس نے
غیر ملکیون کے مطالبات کے نام سے جو ایران مین ملازم تھے متعدد چیک

محصول خانوں کے محاصل پر لکھ کر دیے تو کسی بنیک نے وہ چک تسلیم نہ کئے تب اُس نے مجبور ہو کے سر تسلیم جھکایا۔

جب ہمیں کل بنکوں کی طرف سے اطمینان ہوگیا کہ جب تک چک پر صدر المہام خزانہ کے دستخط نہ ہونگے اُسکا روپیہ نہ مل سکیگا تو ہم خاموش ہو گئے آخر کار غیر ملکی ملازمین جو خواہ مخواہ اپنی تنخواہیں لینا چاہتے تھے اپنے ملک کے سفیروں سے اس بات پر لڑے کہ امریکن صدر المہام خزانہ کے دستخطی چک ضرور حاصل کرینگے۔

اس درمیان میں ہمارے دفتر کو وزراے کبنٹ کے ساتھہ بھی بعض دقتیں پیش آئیں وزیر اعظم سپہسالار نے نئے قانون مال کے متعلق میری تائید کی تھی اور کئی دفعہ مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اُن اصلاحات میں میری پوری مدد دینگے اور جو خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں اُن کے انسداد میں میرا ہاتھہ بٹائینگے۔ بلکہ اُنہوں نے اپنی عنایت سے یہاں تک مجھہ سے کہا تھا کہ گو انہیں جنگی معاملات میں ایک خداداد ملکہ ہے مگر بہت سی باتیں محکمہ جنگ کی اصلاح کے متعلق ایسی ہیں جن کا علم ممکن ہے کہ انہیں نہ ہو اور ایسے امور کے متعلق وہ بہت خوشی کے ساتھہ میرے حسب مشورہ عمل کرینگے۔ چونکہ محکمہ جنگ بدمعاشوں کے لئے ایک عمدہ آشیانہ تھا لہذا وہاں بہت سے ایسے نالایق بدمعاش بھرے تھے جو فوجی کام سے بالکل نابلد تھے۔ اُن میں بعض

اپنے تئین جرنیل کہتے تھے - بعض سردار کہلاتے تھے اور بعض صدر استان تھے - سپہدار کی ان باتون سے میرے دل مین اُن کی وقعت بہت بڑہ گئی اُنہین اس بات کی بڑی فکر تھی کہ مین بنیک سے کچھہ لقدر روپیہ کا انتظام کب تک کرسکون گا اور جب مین نے پوچھا تو مجھہ سے یہ کہا کہ محض اُن کے ذاتی اثر اور وقعت کی وجہ سے گورنمنٹ ایران کا وجود اب تک باقی رہا ورنہ نہ معلوم کیا ہوتا - چونکہ اہل ایران ان کی بڑی عزت کرتے ہین لہذا محض اُن کی وجہ سے وہ اب تک خاموش رہے اسلیئے باقاعدہ فوج کے ان بہادر لوگون کے لیئے کچھہ مالی امداد ایک لازمی امر ہے - ۴ جون کو قبل اسکے کہ قانون ال مجلس سے پاس ہو مین نے امپیریل بنیک ایران کے منیجر مسٹر وڈ کے ذریعہ سے بطور زر مبادلہ دو لاکھہ پچاس ہزار تومان کا انتظام کیا تھا - اُسی دن شام کو سات بجے اتابک پارک مین سپہدار کی گاڑی پہونچی اور مجھہ سے کہا گیا کہ مہربانی کر کے اُن کے وہان تشریف لے چلیئے وہ مع وزیر مال آپ کا انتظار کر رہے ہین - چنانچہ مین آفتاب غروب ہوتے ہی اُن کے خوبصورت باغ مین پہونچا اور سپاہیون کی قطار ن اور مختلف درجہ کے فوجی افسرون مین سے گذرتا ہوا ایک چھوٹے سے مکان مین داخل ہوا جسکے سطح کاشی کے سقف پر خوبصورت قالین بچھے تھے - اور میز کرسیان لگی تھین یہان پہونچ کے مین نے دیکھا کہ وزیر مال کچھہ گھبرائے ہوئے جلد جلد ٹہل

رہے ہین۔ اتنے مین لیمپ روشن ہوئے چاء آئی سگریٹ پیش کئے گئے اور ہم دونون بیٹھ کے عالیجناب سپہدار صاحب کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے رات بہت ہی سہانی اور صاف تھی اور جہان ہم بیٹھے تھے وہان سے برف پوش پہاڑون کی چوٹیان نظر آتی تھین جو تخمیناً بارہ میل وہان سے دور ہونگی اور مختلف سفارت خانون کے مکانات اور امراے ایران کے بہارستانی تفریح گاہ نظر آتے تھے۔

دفعتاً ہتھیارون کی کھڑکھڑاہٹ فوجی سلامی کی آواز اور پھر زینہ پر پاؤن کی آہٹ نے ہمین بتایا کہ سپہدار صاحب تشریف لارہے ہین اتنے مین وہ آہی گئے اور آتے ہی بیٹھ گئے۔ قبل اسکے کہ ہم کچھ گفتگو شروع کرین ایک مجتہد صاحب تشریف لائے اور اُن کے قریب جاکے کچھ مانگنے لگے۔ وہ ایک لمحہ ٹھہرے تھے کہ وزیر اعظم نے ایک فوجی افسر کو بلاکے اُسے کچھ حکم دیا اور مجتہد صاحب چلتے ہوئے۔

وزیر مال نے گردن ہلاکے مجھ سے فرانسیسی زبان مین کہا مسٹر شوسٹر آپ دیکھتے ہین کہ سپہدار صاحب کیسے باختیار اور زبردست آدمی ہین آپ نے غور کیا کہ اُنھون نے ایک مجتہد کی درخواست کو نہ سُنا اور جس قیدی کے لئے وہ سفارش کرنے آئے تھے کل صبح اُسے پھانسی دیجائیگی۔

اسکے بعد سپہدار نے اول کچھ ادھر اُدھر کی مختصر باتین کین بعد ازان محکمہ جنگ

SIPAHDAR I-AZAM (Greatest of the Marshals)
He was the Prime Minister holding the portfolio of War when Mr. Shuster arrived at Teheran
He was a Russian protégé and was strongly suspected of conspiring with Muhammad Ali
in his attempt to gain the throne

کے مالی ضرورتون کی طرف توجہ دلائی وہ فارسی مین باتین کرتے تھے اور وزیر مال اُن کے مترجم تھے اُنھون نے بیان کیا کہ حالت بہت خوفناک ہوگئی ہے اگر روپیہ کا فوراً انتظام نہ ہوا تو ہماری جانین بچنا مشکل ہے - مین نے اُن سے اپنی مالی دقتون کا اظہار کیا جو مجھے بحیثیت صدرالمہام خزانہ درپیش تھین اُسکے بعد مین نے اُن سے دریافت کیا کہ سردست کم از کم کس قدر رقم فوج کے لیئے درکار ہوگی -

اسپر وزیر اعظم نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا اور وزیر مال کو دیا کہ اُس کا ترجمہ پڑھ کے مجھے سنائین - اس کے بعد اُن پر کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ وہان سے اُٹھ کے تھوڑی دیر کے لئے نیچے چلے گئے - وزیر مال نے ایک ایک مد پڑھ کے سنائی اور اُس کے بعد سب کی میزان کی کل رقم چار لاکھ چھ ہزار تومان تھی جس مین سے نصف کے قریب سامان فوج - وردیان - توپخانہ کے گھوڑے اور دوسرے متفرق اخراجات کے لیئے تھی اور باقی فوج کی تنخواہ کے لیئے -

مین نے کسی قسم کا اعتراض نہین کیا اتنے مین وزیر اعظم پھر واپس آئے اور اُنکی صورت سے تشویش نمایان تھی بلکہ مین نے خیال کیا کہ ان دونون مین کچھ آنکھ کا اشارہ بھی ہوا یا ممکن ہے کہ مین غلطی پر ہون - وزیر مال نے مجھ سے کہا کہ وزیر اعظم صاحب اس معاملہ مین آپ کا جواب چاہتے ہین -

مین نے سیدھا ہاتھ اُٹھا کے اشارے سے یہ کہا کہ غیر ممکن ہے میرا یہ کہنا

تھا کو سپہدار اس طرح سے اپنی جگہ پر اُچھلے جیسے گولی لگی ہو۔ اس کے بعد انہوں نے نے بہت کچھ بحث کی اور ہر طرح مجھے ترغیب دلائی۔ بیچارے وزیر مال ڈر سے ڈر کے زرد ہو رہے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ مین غلطی کر رہا ہون۔ مین نے سپہدار سے فرانسیسی زبان مین یہ دریافت کیا کہ آیا وہ کوئی طریقہ پتھر سے خون نکال لینے کا بتا سکتے ہین۔ انھون نے اسکا کچھ جواب نہ دیا صرف یہ کہا کہ جسطرح ممکن ہو روپیہ آنا چاہیے۔ غرضکہ تین گھنٹہ کی گفتگو کے بعد ایک لاکھ تومان پر وہ راضی ہو گئے۔ یہان کے حالات کا تجربہ ہونے کے بعد جب مین خیال کرتا ہون تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مین کیون ایک لاکھ تومان دینے کو راضی ہو گیا۔ جب مین وہان سے اُٹھ کے باہر آیا تو مین نے وزیر اعظم کو وزیر مال سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ "یہ فرنگی لڑتا خوب ہے مگر انشاءاللہ دوسرے موقع پر دیکھا جائے گا۔"

اس واقعہ کو گیارہ دن ہو گئے۔ اس عرصہ مین امیر اعظم۔ نائب وزیر جنگ مجھ سے ملنے آئے اور انہون نے فوج کی حالت کا ایسا نقشہ کھینچا کہ مشہور مصور ورسیچگن بھی شرما جاتا۔ انہون نے بیان کیا کہ ملک کا ایسا خیرخواہ وزیر اعظم سپہدار ایک جزو رقم طلب کرتا ہے اور صدر المہام خزانہ اسکے دینے مین پس و پیش کر رہے ہین۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام ملک مین غدر ہو جائیگا ہر طرف لوٹ مار شروع ہو گی جسکی وجہ سے سخت خونریزی ہو گی۔ اصل یہ ہے کہ پتھر کا دل اور خیالی کیسہ زر البتہ ان لوگون کی التجا کو ٹال سکتا تھا

۱۵ جون کو یہی قانون مال پاس ہونے کے دو دن بعد جسکی رو سے مالی معاملات میں صدر المہام خزانہ کو کل اختیارات دیے گئے تھے سپہدار نے مجلس میں کھڑے ہو کے اس امر کے متعلق اپنی ناخوشی ظاہر کی کہ اس قانون سے اُن کے اہم فرائض بحیثیت وزیر اعظم و وزیر جنگ پر اثر پڑے گا مگر مجلس کے اراکین نے کچھ اسکا اعتنا نہ کیا وہ جانتے تھے کہ یہ حضرت اپنے دفتر جنگ کے نام سے روپیہ لینا چاہتے ہیں۔ جب اُنہوں نے دیکھا کہ کوئی اُن کا ہم زبان نہیں ہوتا تو بہت ہی طیش میں آئے اور بڑے آن بان کے ساتھ وہاں سے باہر چلے گئے اور فوراً ہی اپنی گاڑی میں بیٹھ کے کوچبان کو حکم دیا۔ "برو بہ فرنگستان" چنانچہ وزیر اعظم کی گاڑی شہر سے باہر نکل گئی اور انزلی کیطرف روانہ ہوئی جو وہاں سے دو سو بیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس اثنا میں یہاں یہ افواہ پھیلی کہ شاہ معزولہ کا بھائی سالار الدولہ شہر تبریز پر قابض ہو گیا ہے اور لوگوں سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر اُسے تخت پر بٹھا دیا جاے تو وہ کل محصولات معاف کر دیگا صرف اس قدر محصول جاری رکھیگا جو اُس کے ذاتی اخراجات کے لئے کافی ہوں اب عوام میں یہ چرچا پھیلا کہ دیکھئے وزیر اعظم جو خفا ہو کے چلے گئے ہیں شاہ کے بھائی سے مل جائیں گے یا بحر کیسپین سے عبور کر کے روس و یورپ پہونچیں گے اس واقعہ سے ایک ہفتہ پہلے نائب السلطنت نے بھی ایران چھوڑنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا اور اُسکی

وجہ یہ بیان کی تھی کہ مجلس نے دربار کے متعلق ایک نیا بجٹ پاس کیا جس میں اُن سے مشورہ نہیں لیا۔ اس بجٹ میں مصارف دربار بہت تخفیف کر دئے گئے ہیں۔ چنانچہ آٹھویں جون کو ہز ہائنس نائب السلطنت نے مجھے بلا بھیجا اور تین گھنٹہ تک مجھ سے بحث کی جس میں اپنی تشویش اور دقتیں بیان کیں جو بلاشک ایک حد تک واجبی تھیں۔ میں نے اُن سے یہ عرض کیا کہ ایسے وقت میں آپ کا ملک سے چلا جانا یا آپ کے جانے کی افواہ پھیلانا نہ صرف جدید مالی انتظام میں خلل انداز ہوگا بلکہ گورنمنٹ کو ایک عام ہل چل میں ڈالدے گا۔

اُنھوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اچھا میں نہ جاؤں گا۔ بعد ازاں مجلس کے بعض اراکین سے اس بارہ میں گفتگو ہوئی اور آخر یہ طے پایا کہ سر جارج بارکلے سفیر برطانیہ سے کہہ کر سر ایڈ ورڈ گرے فارن سکرٹری برطانیہ کی طرف سے نائب السلطنت کے نام ایک خانگی تار منگایا جائے جس میں سر ایڈ ورڈ گرے انہیں طہران میں رہنے پر مجبور کریں۔ نائب السلطنت سر ایڈ ورڈ گرے کو بہت مانتے تھے اور اُن کے بڑے دوست تھے چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر اس عرصہ میں ہز ہائنس نائب السلطنت نے خود اپنے جانے کا خیال دل سے نکال ڈالا تھا۔

اس درمیان میں تقریباً روز میں نائب السلطنت سے ملتا تھا اور گفتگو ہوتی تھی انہیں ایران کی موجودہ حالت پر بہت تشویش تھی اور یقین نہ آتا تھا کہ

اہل ایران ملک کو سنبھال سکیں گے۔ مجلس اور کیبنٹ میں اکثر کسی نہ کسی بات پر کھنچاؤ رہتا تھا اور مختلف پولٹیکل گروہ ایک دوسرے کے سخت مخالف ہو گئے تھے۔ ایسے وقت میں سپہدار کے دفعتاً چلے جانے سے پریشانی اور غیر اطمینانی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ کیبنٹ کے دوسرے وزرا بار بار سپہدار کو رشت میں تار بھیج رہے تھے جہاں وہ اٹھارویں کو پہونچ گئے تھے اُن کا غیظ و غضب تو اب ٹھنڈا ہو گیا تھا مگر وہ یہی کہتے تھے کہ مجھے اپنی صحت کے لئے یورپ جانا ضرور ہے۔ وزرا کی یہ رائے تھی کہ وہ طہران واپس آئیں یا مستعفی ہو جائیں اس عرصہ میں کیبنٹ کے اجلاس ہیں برابر جاتا تھا اور وزرا کو یہ سمجھانے کوشش کرتا تھا کہ موجودہ مالی حالت کو بغور سمجھیں اور ایسے نازک وقت میں بڑے بڑے رقوم طلب کرنے سے باز رہیں۔ ان سب میں سب سے زیادہ جو صاحب شور مچاتے تھے وہ امیر اعظم تھے جو اب قائم مقام وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے۔ امیر اعظم وہ بزرگ تھے کہ جن کی عام شہرت خیانت اگر انہیں کسی جیل خانہ میں ایک طولانی مدت کے لئے بھی بھیج دیتی تو بعید نہ تھا۔ میں نے اپنے ایک ایجنٹ کو ہدایت کی تھی کہ دفتر جنگ کے بعض بعض معمولی معاملات کی تنقیح کرے بالخصوص وہ رقومات جو قایم مقام وزیر اعظم کے نام سے مختلف بنکوں میں جمع ہیں۔ چنانچہ ۱۹ جون کو کونسل وزرا میں جہاں میں بھی موجود تھا انہوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ طہران کی فوج بلوہ پر آمادہ ہے

اور اگر صرف بیالیس (۴۲) ہزار تومان اُن کی تنخواہ وغیرہ کے لئے فوراً نہ دے گئے تو کل بلوہ ہو جائیگا - مین نے مہذبانہ الفاظ مین اُن سے پوچھا کہ اسی قدر رقم جو دس روز پہلے دی گئی تھی کس مد مین صرف ہوئی جسکا جواب اُنہون نے یہ دیا کہ وہ سب غریب فاقہ مست فوج مین تقسیم کردی گئی تب مین نے یہ کہا کہ کیا اُس مین سے اب کچھ باقی نہین رہا - اُنہون نے جواب دیا کہ ایک قران بھی نہین ہے - اب مین نے جیب سے ایک یادداشت نکالی جو اپنے ساتھ لایا تھا جس مین صاف درج تھا کہ امیر اعظم نے تراسی ہزار تومان ایک دیسی ساہوکار کے وہان رکھائے ہین اور یہ رقم گذشتہ مہینے کی تنخواہ فوج اور دوسرے مختلف فوجی اخراجات کے لئے ہے - اتنی رقم اس وقت اس ساہوکار کے پاس جمع ہے اور امیر اعظم صاحب کے بہادر افسر سپاہیون کو بلوہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہین مین نے اپنی یادداشت سے جب تاریخ وار رقوم پڑھ کے سنائے اور اُن سے پوچھا کہ آیا یہ صحیح ہین یا غلط تو اُس وقت امیر اعظم صاحب نے ایک ادائے خود پسندی کے ساتھ اپنے ڈیڑھ من وزنی دماغ کی کھوپری کو اونچا کر کے اپنے لمبے جسم کو پورے چھ فٹ ۵ انچ تک تان دکھایا - اور سینہ پر ہاتھ رکھ کے وزراے کونسل کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ کیا اب میری نیک نامی پر دھبہ لگایا جاتا ہے - چونکہ معاملہ مشکوک تھا امیر اعظم بات ٹال کے یہ فرمانے لگے کہ اگر (۸۳۰۰۰) تراسی ہزار تومان اُن کے نام سے کہین جمع ہین تو اُنہین اس کا علم

نہیں۔ وزراے کبنٹ نے اسکو باور نہ کیا اور یہ راے ہوئی کہ امیر اعظم
اپنے محاسب کو بلا کے دریافت کرین۔ چنانچہ محاسب طلب ہوا ہم لوگ سب
بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے۔ محاسب کے آتے ہی امیر اعظم اُٹھے باہر گئے
اور اُس سے کچھ گفتگو کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے پلٹے اور مجھ سے اور وزراے
کبنٹ سے فرمانے لگے کہ جو کچھ مین کہتا ہون بالکل صحیح ہے۔ اُنہین ابھی محاسب
سے معلوم ہوا کہ گزشتہ مہینے کی ماہوار جمع ہے ابھی فوج کو تقسیم نہین ہوئی گو حکم
دیئے انہین عرصہ ہوا اور یہ وہی رقم ہے جسکے لئے فوج تقاضا کر رہی ہے۔
الغرض اس طرح پر آسانی کے ساتھ فوج کا بلوہ ملتوی کیا گیا۔ یہ ایک ادنیٰ مثال تھی
جس سے ناظرین ان اعلےٰ عہدہ دارون کی خیانت و امانت کا اندازہ کر سکین گے
اُسی دن شام کو مسٹر کیئر لنس بھی آ گئے اور اُن کے آنے سے ہمارے
مجوزہ انتظامات مین بہت تقویت ہو گئی۔ مسٹر کیئر لنس ڈائرکٹر محصولات
مقرر ہو کر آئے تھے۔ اور میرے خاص مددگار تھے۔ چونکہ وہ بندرگاہ ایلوئلو
واقع جزائر فلپائن مین کلکٹر چنگی کی خدمت پر تعینات تھے اسلئے ہمارے ساتھ
نہ آسکے۔ ہمارے آنے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور اب طہران پہونچے۔
۲۳ جون کو سپہدار نے رشت سے نائب السلطنت کے
نام تار دیا کہ وہ اس شرط پر طہران واپس آئین گے اور اپنے فرائض بھی انجام
دین گے۔ اگر قانون مال مورخہ ۱۳ جون کے بعض دفعات ترمیم کرد یے جائین۔

اور انہیں ملک کی آمدنی صرف کرنے کے معاملات میں زیادہ اختیار دیا جائے۔
جب یہ تار مجلس میں پڑھا گیا تو اس پر خوب مضحکہ ہوا۔ علاوہ بریں اب یہ
افواہ اڑی کہ بعض اہل ایران بالخصوص گروہ محاسبین جو اب تک صوبہ جات کے
محاصل پر تحویلات تھا ہمارے خلاف ایک سوسائٹی قایم کرنے والا ہے۔ غرضکہ
ہر روز ایک نیا شگوفہ کھلنے لگا۔ کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ مختلف وزارت خانوں کے
ملازمین کام بند کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور کبھی کچھ اور افواہ اڑتی تھی۔ الختصر میں نے
مجبوراً ایک عام اعلان جاری کیا کہ اگر کوئی ملازم کام کرنے سے انکار کرے گا تو
فوراً اسکا نام فہرست ملازمین سے خارج کر دیا جائیگا۔ اس عرصہ میں میں نے کل دفاتر
متعلق بہ وزارت مال اپنے تحت میں لے لئے اور وزیر صاحب مال و نائب وزیر
صاحب کو مع سکرٹری و صدر دفتر کیبنٹ ان کے حال پر چھوڑ دیا کہ چین کریں اور
اب انہیں سرکاری مطالبات یا احکامات پر دستخط کرنے کی زحمت باقی نہ رہی۔

۱۳ ار جون سے لیکر اب تک **موسیو مارنارڈ** اور سفیر روس **موسیو پوکلیوسکی کوزیل** برابر اس کوشش میں ہے کہ امپیریل بینک ایران موسیو مارنارڈ کے دستخطی چیک قبول کرلے کبھی دھمکی دی کبھی عشبہ دلائی۔ غرضکہ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ سفیر روس کو زیادہ تر تین لاکھ ساٹھ ہزار دولا کی فکر تھی جو گورنمنٹ روس کو بعض مستثنیٰ شدہ قرضوں کی بابت واجب الوصول تھے۔ یہ شدہ قرضے چہ ماہ قبل سپہدار نے گورنمنٹ ایران روس سے

خریدی تھین اور گو محکمہ جنگ ایران مین داخل ہونی چاہیئے تھین مگر اب تک بندرگاہ انزلی مین بھی نہ پہونچی تھین۔ جب قیمت کا اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سہ چند قیمت لگائی گئی ہے۔ یہی بندوقین ایک تہائی قیمت پر یورپ مین ملسکتی تھین۔ خیر اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ گورنمنٹ روس اور سپہدار کے ایمان پر چھوڑ دیا جاے کہ باقی دو تہائی رقم قیمت کہان جائیگی۔

امپیریل بینک کے ڈائرکٹر نے صاف انکار کردیا اور یہ کہا کہ بجز قانون مصدرہ مجلس اور کسی حکم کی تعمیل نہین ہوسکتی اور چونکہ مین نے بینک کو ہدایت کردی تھی کہ سفیر روس سے یہ کہدیا جاے کہ جب بندوقین آجائین گی رقم فوراً ادا کردی جاے گی تو اب سفیر روس اور موسیو نارڈ کو مجبوراً تحکمانہ روش سے باز آنا پڑا۔

مین نے اب تک موسیو نارڈ کی صورت بھی نہ دیکھی تھی۔ جب کبنٹ نے بتاریخ ۲۹ جون یہ رزولیوشن پاس کیا کہ موسیو مارنارڈ سے قانون مورخہ ۱۳ جون کو تعمیل کرائی جاے جس سے وہ اب تک انکار کررہے ہین۔ مین نے قایم مقام وزیراعظم محتشم السلطنت کو لکھا کہ مین موجودہ حالت کو اب زیادہ عرصہ تک گوارا نہین کرسکتا۔ اگر موسیو مارنارڈ سے فی الفور تعمیل حکم مجلس نہ کرائی گئی تو مین مجبوراً یہ معاملہ بالراست مجلس مین پیش کردونگا۔ ۲ جولائی کو کبنٹ مستعفی ہوگئی مگر پھر مجھے معلوم ہوا کہ اراکین کبنٹ بدستور اپنا کام کرینگے۔ ایران مین کبنٹ کا استعفا دینا محض ایک زبانی ڈھکوسلا تھا۔

زیادہ سے زیادہ اسکے یہ معنی ہوتے تھے کہ ممبران کبنیٹ کسی امر سے ناخوش ہو گئے ہین ۔ بس یہ ظاہر کردینا فرض ہے کہ اس درمیان مین جب کہ موسیو مارنارڈ کے بارہ مین جھگڑا ہو رہا تھا سفیر برطانیہ نہ صرف اس معاملہ سے بالکل علیحدہ رہے بلکہ ہمکو اپنے فرایض کی انجام دہی مین مدد دی ۔ محکمہ جنگی کے کل اہل بلجیم ملازمین نے یہ دہمکی دی تھی کہ اگر صدر المہام خزانہ کے ماتحت کئے جائینگے تو وہ سب کے سب استعفا دیدینگے ۔ اُدہر یہ دہمکی اور ادہر گورمنٹ روس کا تحکمانہ برتاؤ ۔ غرضکہ مارے ڈر کے مجلس وزرا کے اوسان خطا تھے ۔ علاوہ برین بعض معزز اراکین کبنٹ (مثل قایم مقام وزیر اعظم و وزیر امور خارجہ محتشم السلطنۃ) ایسے بھی تھے جن کی راے مین قدیم مالی انتظامات مین کوئی تبدیلی یا اصلاح نامناسب تھی ۔ یہی معزز رکن صاحب چندروز پہلے اپنے لئے چودہ ہزار تومان کا ایک مطالبہ پیش کر چکے تھے اور یہ ارشاد ہوا تھا کہ کئی سال قبل جب وہ ٹرکی و ایران کے سرحدی کمیشن مین مقرر ہو گئے تو اس وقت انہین کوئی معاوضہ نہین دیا گیا لہذا یہ اُس وقت کا حق الخدمت تھا ۔ اگر فی الحقیقت دیکھا جاے تو بہت کم ایرانی ایسے ہونگے جنہون نے نمک حلالی کے ساتھ اپنے ملک کی کوئی پولیٹکل خدمت انجام دی ہو مگر اُسوقت دعویدار بہت سے کھڑے ہو گئے تھے اور سب کو یہ شکایت تھی کہ ناسپاس قوم نے اُن کی خدمات کی جیسی چاہیے ویسی قدر نہ کی (سبحان اللہ ۔ جس قوم کے اعلےٰ طبقہ مین ایسے نفس پرست خودغرض افراد جمع ہون

کہ ایک طرف ملک دوالیہ ہو رہا ہو اور انھین محض اپنی جیب بھرنے کی فکر ہو اُس کا تمدنی وجود دنیا مین " اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند " کا مصداق ہے -)

آخر کار ۸ / جولائی کونسل وزرا نے **موسیو مارنارڈ** کو طلب کیا کہ وہ حاضر ہو کے بیان کرین کہ آیا قانون مصدرۂ مجلس مورخہ ۱۳ / جون کو جس کی رو سے کل مالی محکمہ جات دولت ایران بہ شمول محصول خانہ جات محکمہ جنگی صدر المہام خزانہ کے زیر تحت ہین تسلیم کرتے ہین یا نہین - چنانچہ **موسیو مارنارڈ** صبح کے دس بجے وہان تشریف لائے - اول فرانسیسی زبان مین بہت دیر تک بحث ہوتی رہی اور انہون نے **بلجین** عہدہ داران محصول خانہ جنگی کی کارگزاریان بیان کین بعد ازان یہ کہا کہ اگر موجودہ طرز عمل مین کوئی تبدیلی ہوگی تو بڑی دقت پیش آئے گی - اور آخر مین یہ بیان کیا کہ ان کا ارادہ کبھی قانون سے انحراف کرنے کا نہ تھا - قایم مقام وزیر اعظم نے اب مجھ سے پوچھا کہ اگر مجھے اسکے متعلق کچھ کہنا ہو تو مین بھی کہون - مین نے جواب دیا کہ مجھے اس سے کچھ بحث نہین کہ کوئی عہدہ دار گورنمنٹ کے قانون کی تعمیل کرتا ہے یا نہین اور نہ مین اسلئے یہان آیا ہون کہ کوئی صلحنامہ مرتب کرون مگر اب چونکہ **موسیو مارنارڈ** قانون مجریہ مجلس کی پابندی کے لئے بالکل تیار و آمادہ ہین اسلئے میری راے مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین ان کو چاہیئے کہ جو کچھ کہتے ہین اُسپر عمل کرین - اس گفتگو کے بعد موسیو مارنارڈ

نہایت ہی خلیق و توجہ کے ساتھ مجھ سے ملے اور محکمہ جنگی اور اُس کی آمدنی
کے متعلق میرے ساتھ گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مین بھی اُن سے
کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا۔ اُنہون نے کل سرکاری رقوم جو مختلف بینکون
کی تحویل مین جمع تھین اُن کی ایک فرد بھیجنے کا وعدہ کیا اور یہ کہا کہ آیندہ سے
صدرالمہام خزانہ کے مجوزہ اخراجات محکمہ جنگی کے مطابق برآورد بھیجا کرین گے۔
اس درمیان مین مجھ سے **میجر اسٹوکس** سے ملاقات ہوگئی جو سفارتخانہ
برطانیہ مین فوجی ایلچی تھے اور جن کی مدت چہار سالہ قریب الختم تھی۔ مجھ سے
اکثر لوگون نے کہا کہ میجر اسٹوکس سے ہوشیار رہو یہ برطانیہ اور گورنمنٹ روس
کے جاسوس ہین اور اہل ایران کے سخت دشمن میجر اسٹوکس ہندوستان کی فوج مین
ایک افسر تھے اور فارسی زبان خوب اچھی طرح لکھتے پڑھتے اور بولتے تھے۔
اسکے علاوہ تمام ملک مین دورے کرچکے تھے اور یہان کے لوگون کے رسم
ورواج عادات اور مختلف گروہ کے سیاسی خواہشات سے بخوبی واقف
تھے۔ تھوڑے عرصے مین یہ تجویز کررہا تھا کہ ایک مخصوص فوجی پولیس
قایم کرون جو راست میرے زیرحکم رہے اور عہدہ داران خزانہ کو تمام ملک
مین مختلف قسم کے ٹیکس وصول کرنے مین مدد دے۔ یہ سچ ہے کہ موجودہ
فوجی پولیس بھی اس کام مین مدد دے سکتی تھی مگر اول تو اسکا وجود ہی مثل
ایرانی فوج باقاعدہ کے محض کاغذی تھا۔ دوسرے یہ کہ طہران کے باہر

اُن سے زیادہ تر توقع یہ تھی کہ بجائے مدد دینے کے وہ سرکاری محاصل خود ہضم کر جائینگے۔ اسکے علاوہ وہ سب کے سب وزیر امور داخلہ کے زیر حکم تھے اور اُن پر طہران مین ایسے ایسے عہدہ وار تعینات تھے جو یہ نہین چاہتے تھے کہ ملک کی مالی حالت درست ہو۔ پس باین وجوہ یہ نہایت ضرور تھا کہ پایہ تخت سے باہر بالخصوص ایسے مقامات مین جیسے کہ تبریز۔ قزوین۔ اصفہان اور شیراز جہان سرکاری مالگزاری واجب الوصول تھی اُسکی تحصیل کے لئے ایک نئی فوجی پولیس مرتب کیجائے جو اسی کام کے لئے مخصوص ہو۔ چنانچہ مین نے خزانہ کی فوجی پولیس کے نام سے ایک محکمہ قایم کرنا چاہا جو صدر المہام خزانہ کے دفتر کا جزو اعظم رہے۔ یہ اُمید کی جاتی تھی کہ ایک سال کے اندر کئی ہزار آدمی بھرتی ہوکے تعلیم پا جائینگے اور چند سال مین اس کی تعداد دس ہزار سے بارہ ہزار تک ہوجائے گی اور جب اس امر کا یقین کرنا ممکن ہوگا کہ کل مالگزاری جو سرکار کو واجب الادا ہو آسانی سے وصول ہوسکے گی۔ ایران کے کسان۔ اہل حرفہ۔ مزدور۔ اور چھوٹے چھوٹے زمیندار سرکاری محاصل ادا کرنے مین سرکشی نہین کرتے مگر ملک کی نیا میں اور عجیب حالت اس امر کی مقتضی تھی کہ تحصیل محاصل کے لئے سرکار کی طرف سے ایسی فوجی پولیس تعینات رہے۔ بغیر اسکے محض اہل قلم کے حکم کی تعمیل ممکن نہ تھی چنانچہ اس بارہ مین میجر اسٹوکس سے کئی دفعہ گفتگو ہوئی اور مجھے یقین ہوگیا کہ اس کام کے لئے اُن سے بہتر کوئی شخص نہین

سکتا جو اس مجوزہ فوجی پولیس کے جوانوں اور افسروں کو باقاعدہ فوجی قواعد سکھائے
اور تعلیم دے اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ ایران سے جانا نہیں چاہتے اور
اُن کو اس ملک کی فلاح کے لئے سچی دلچسپی ہے تب میں نے خانگی طور پر
اُن سے کہا کہ آپ اس فوج کی افسری منظور کیجیئے۔ اس کا تعلق بلاواسطہ مجھ سے
رہیگا۔ بعد ازاں میں نے مسٹر جارج بارکلے سفیر برطانیہ کو لکھا کہ میجر اسٹوکس
جو سفارت برطانیہ میں ملٹری اٹیچی ہیں اُن کی مدت ملازمت ختم ہوا چاہتی ہے
میں اُنھیں اپنے مجوزہ فوجی پولیس کے تربیت و انتظام کے لئے رکھنا چاہتا ہوں
چنانچہ سفارت برطانیہ سے اس بارہ میں کچھ مراسلت ہوئی بعد ازاں ۲۲ جولائی
کو سفیر برطانیہ نے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع دی کہ میجر اسٹوکس
کو فوجی پولیس کی افسری منظور کرنے سے پہلے ہندوستانی فوج کی افسری
سے استعفا دینا ہوگا۔ چونکہ ابتدائی درخواست کے وقت میجر اسٹوکس سے
اس بارہ میں کچھ ذکر نہ آیا تھا کہ انھیں یہ خدمت منظور کرنے کے لئے ہندوستان
کی فوج سے مستعفی ہونا پڑیگا اور چونکہ گورنمنٹ ایران کے اغراض کے لحاظ
سے بھی اس میں کوئی ہرج نہ تھا اسلئے کہ اُن کے خدمات صرف تین سال
کے لئے مانگے گئے تھے۔ اسلئے میں نے خیال کیا کہ اگر گورنمنٹ برطانیہ
کے منشا کے مطابق میجر اسٹوکس استعفیٰ دینگے تو غالباً منظور ہو جائے گا۔
چنانچہ انہوں نے بذریعۂ تار استعفا بھیجدیا۔ اس معاملہ کو دو ہفتہ ہوگئے اور

ہمیں اطمینان ہوا کہ اب معاملہ طے شدہ ہے مگر پھر یہ سن کے بہت ہی تعجب
ہوا کہ سفیر دولت برطانیہ نے ۱۸ اگست کو وزیر امور خارجہ ایران کو اس مضمون
کی ایک بے دستخطی چٹھی بھیجی کہ گورنمنٹ ایران میجر اسٹوکس کے تقرر پر اصرار
نہ کرے البتہ اس صورت میں میجر اسٹوکس ملازم ہو سکتے ہیں کہ شمالی حصہ ایران
سے اُن کا تعلق نہ رہے - اس کے ساتھ بھی کہا گیا کہ اگر گورنمنٹ ایران اصرار کریگی
اور گورنمنٹ روس شمالی حصہ ایران میں اپنے اغراض کے تحفظ کے لئے کوئی
کارروائی کرے گی تو گورنمنٹ برطانیہ اُسے جائز تسلیم کریگی -
اس مراسلے کے بعد ۱۹ اگست کو پھر دوسری تحریر آئی جس میں ۱۸ اگست کی
تحریر کی یاد دہی کی گئی -

جب دولت برطانیہ سے اولاً یہ درخواست کی گئی کہ اُس کی رعایا سے ایک
شخص تین سال کے لئے گورنمنٹ ایران ملازم رکھنا چاہتی ہے تاکہ انتظام
ملک کی ایک شاخ کو درست کرے اُسوقت دولت برطانیہ نے دانشمندی سے
اس درخواست کو منظور کیا اور صرف یہ کہا کہ جو شخص ملازمت اختیار کرنا چاہتا ہے
اُسے ہندوستان کی فوج سے استعفا دینا ہوگا اور جب اُس شخص نے استعفا بھی
دیدیا اور نیک نیتی کے ساتھ معاہدہ کی تکمیل ہوگئی تو پھر دولت برطانیہ کا بلا لحاظ
حقوق فریقین اس معاہدہ کے خلاف عمل کرنا اور ایک دوسری سلطنت کے
ساتھ مل کے نہایت جابرانہ طور سے گورنمنٹ ایران کو شاہی حقوق کے استعمال

سے باہر رکھنا کس حد تک واجبی تھا۔

مین نے میجر اسٹوکس کو محض اس لئے کہ وہ برطانیہ کے رعایا تھے نوکر رکھنا
نہین چاہا تھا بلکہ اس خیال سے کہ وہ ایک نہایت لایق آدمی تھے اور جس غرض
سے مین انہین رکھنا چاہتا تھا اُسکے اہل تھے اور میرے کل اسکیم اصلاحات
مال مین بہت بکار آمد اور معین ہوتے۔ یہ فوجی پولیس خالی جنگ کے لئے نہین
تیار کی جاتی تھی۔ بلکہ اسکی اشد ضرورت تھی اسلئے کہ بغیر قواعد دان اور مسلح
فوج کے ٹیکس کلکٹرو کو لیٹنے والیٹن کی انجام دہی دشوار تھی۔ اس کے علاوہ
فوجی پولیس سے دور دراز کے اضلاع مین امن قایم رکھنا مقصود تھا بغیر اسکے
مالگذاری تحصیلنا نہایت دشوار تھا۔ یہ ممکن تھا کہ مین اپنے مشناسا امریکہ کے
فوج کے وظیفہ یاب عہدہ دارون مین سے کسی کو انتخاب کر لیتا اور وہ حتی الوسع
اس کام مین پوری مدد دیتے مگر میجر اسٹوکس اس خدمت کے
لئے بہت ہی موزون تھے اور وہ اس کام کو جس خوبی سے انجام دے سکتے
تھے کوئی دوسرا شخص خواہ وہ کیسا ہی ذہین اور ہوشیار ہوتا ویسی اچھی طرح
انجام نہ دیسکتا۔ مجھے آج تک یہ نہ معلوم ہوا کہ شمالی حصہ ایران مین دولت برطانیہ
اور دولت روس کے میجر صاحب پر اعتراض کیا تھا جسکے لئے دونون سلطنتون کی
طرف سے اتنا زور دیا جاتا تھا۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ معاہدہ روس و برطانیہ
۱۹۰۷ع مین کہین ان کا ذکر نہ تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ایران

بھی ۲۲ جولائی تک ان سے ناواقف تھی۔ بلکہ دولت برطانیہ کو بھی ۲۲ جولائی
تک اسکا علم نہ تھا ورنہ یہ کسطرح ممکن تھا کہ گورنمنٹ مذکور ہندوستانی فوج سے
میجر اسٹوکس کا وظیفہ منظور ہونے کا خیال کرکے اُس معاہدہ پر انہیں دستخط
کرنے دیتی جو میں نے خزانہ کی فوجی پولیس کی افسری کے لئے پیش کیا تھا۔

اب سلسلۂ واقعات کی تکمیل کے لئے یہ بیان کر دینا بھی ضرور ہے کہ سفیر
روس نے ۱۹ اگست کو وزیر امور خارجہ طہران کے پاس اس مضمون کی ایک
یادداشت بھیجی کہ گورنمنٹ روس بعض وجوہ سے جو گورنمنٹ ایران پر ظاہر
کئے گئے ہیں میجر اسٹوکس کا تقرر بحیثیت افسر فوجی پولیس بلحاظ
تکمیل مقاصد ملک اپنے اغراض کے لحاظ سے خلاف سمجھتی ہے اور سفیر روس کو
اس تقرر پر سخت اعتراض ہے۔ اس بارہ میں اطمینان بخش عمل نہ ہوا تو گورنمنٹ
روس کو اختیار ہوگا کہ شمالی ایران میں اپنے اغراض کے تحفظ کے لئے جو مناسب
سمجھے کرے۔ سفیر برطانیہ نے جسکی پہلی تحریر گورنمنٹ ایران کو پیش کی جا چکی تھی
تو اس وقت میں نے اپنی رائے مندرجہ ذیل الفاظ میں سفیر برطانیہ متعینہ طہران پر
اس طرح ظاہر کردی۔

میں ایک نہایت ہی ضروری امر میں جو میرے فرائض سے متعلق ہے خانگی
طور پر آپکو یہ تحریر بھیجنے کی جرأت کرتا ہوں۔ آج شام کو مجھے یہ معلوم ہو کے
سخت تعجب ہوا کہ آپکی گورنمنٹ نے وزیر امور خارجہ طہران کے پاس ایک تنبیہ نامہ

بھیجا ہے جسمین میری اس تجویز پر اعتراض ہے کہ میجر اسٹوکس فوجی پولیس متعلق وفتر صدر المہام خزانہ کے افسر نہ مقرر کیئے جائین - اب تک اس معاملہ مین جو کارروائی ہوئی ہے آپ اُس سے بخوبی واقف ہین - آپ کو معلوم ہے کہ بلحاظ اُس مراسلت کے جو آپ نے اپنی گورنمنٹ کے حسب خواہش ۲۲ جولائی کو مجھے بھیجی تھی اور جسکا مفہوم یہ تھا کہ میجر اسٹوکس یہان کی ملازمت اختیار کر سکتے ہین بشرطیکہ وہ ہندوستان کی فوج سے مستعفی ہو جائین اب اُس کے خلاف جو تحریر آج آئی ہے میری سمجھ مین نہین آتی غالباً آپ کی گورنمنٹ اُس حالت کو محسوس کر سکے گی جو اس تحریر کی روسے مجھے گورنمنٹ ایران اور اہل ایران کے ساتھ پیش آسے گی - آپ کی گورنمنٹ کا دفعتاً دوسری سلطنت کے ساتھ مل کے اس ملک کے شاہی اختیارات مین دخل دینا کہان تک صحیح ہے اسلئے کہ آپ کی گورنمنٹ اور نیز گورنمنٹ روس نے مشترکاً اور منفرداً اس امر کا اقرار داثق کیا ہے کہ اس ملک کی خود مختاری اور تمامیت کا لحاظ رکھین گے -

مینر ذاتی دلشکنی خارج از بحث ہے لیکن جو کام میرے تفویض کیا گیا ہے اُسکی کامیابی یا ناکامی بہت قابل غور ہے اسلئے کہ گورنمنٹ ایران نے مجھ پر پورا اعتماد کر کے اپنے ملک کے کل مالی معاملات میرے سپرد کئے اسکے علاوہ میرے ہم وطن جنھین میری نیک نامی یا بدنامی کے ساتھ بالطبع دلچسپی ہے وہ اس بارہ مین کیا خیال کرینگے -

قبل اسکے کہ مین اس خدمت کو منظور کرون مجھے اس امر کا یقین دلا یا گیا تھا کہ دولت برطانیہ و دولت روس جنھین اس ملک مین خاص تعلقات ہین اُن کو میرے اس تقرر پر کوئی اعتراض نہین ہے اور میرے اس کام کی انجام دہی مین انھین کچھہ عذر نہ ہوگا پس یہ واقعہ کوئی زبانی ڈھکوسلا نہ تھا۔

آپ سے بہتر کوئی شخص اس بات سے واقف نہین ہے کہ کوئی پولٹیکل غرض میجر اسٹوکس کے انتخاب مین محرک نہین ہوئی اور نہ کوئی سمجھہ دار آدمی میری نسبت اس طرح کا گمان کرسکتا ہے کہ مین یہان کسی پولٹیکل دلّالی کے لئے آیا ہون اسلیئے کہ میرے لئے پولٹیکل میدان مین قدم رکھنا نہ صرف مضحکہ کا باعث ہوگا بلکہ جس کام کے لئے مین آیا ہون اُسے خاک مین ملا دے گا۔

پس آپ ہی انصاف فرمائے کہ مین کیا خیال کرون جب مین دیکھتا ہون کہ اس ملک کی خراب اور ابتر حالت کی اصلاح مین مین نے پہلا قدم اُٹھایا اور وہ اس طرح دونون سلطنتون نے بے رحمی کے ساتھہ روک دیا حالانکہ ان دونون سلطنتون نے بار بار اس امر کا یقین دلایا ہے کہ انھین اس مصیبت زدہ ملک کی ترقی اور آسودگی کی جس کے لیئے مین کوشش کر رہا ہون سچی خواہش ہے۔

کیا آپ کے اعلےٰ عہدہ دار امور خارجہ اس بات کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہین کہ جو طریقہ اُنھون نے اس معاملہ مین اختیار کیا ہے اُس سے اہل ایران کے دلون پر یہ بات نقش کرنی ہے کہ آپ کی گورنمنٹ فی الحقیقت میرے فرایض

کی انجام دہی کے خلاف ہے اور اسکے علاوہ گویا مجھے مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ مین آئندہ خرابیوں کے کسی اہم امر مین آپ کی گورنمنٹ سے دوستانہ اور اخلاقی مدد کی توقع نہ رکھوں۔

اگر اس ملک مین لائق تجربہ کار اور تعلیم یافتہ لوگ بکثرت دستیاب ہو سکتے تو اس صورت مین آپ کی گورنمنٹ کا اعتراض بجا تھا مگر جس حالت مین جیسا کہ آپ خود جانتے ہین کہ یہان قحط الرجال ہے تو ایسی صورت مین آپ کی طرف سے اس طرح کے اعتراض سے یہ معنی نکلتے ہین کہ آپ کی گورنمنٹ کو میرے فرائض منصبی کی انجام دہی منظور نہین۔

مین امید کرتا ہون کہ کسی نہ کسی طرح پر آپ کی گورنمنٹ اس معاملہ پر غور کرے گی علاوہ اس کے جو کچھ مین نے عرض کیا آپ یہ تو دیکھئے کہ محض معمولی انتظامی معاملات مین اس طرح کی بیجا دخل دہی کیسی بدنما ہے۔

اس معاملہ سے مین بذات خود ایسا متاثر ہوا ہون کہ مین سمجھتا ہون کہ مجبوراً مجھے اس بات کی ضرورت ہوگی کہ کل واقعات جو مجھے طہران آنے کے پیش آئے انہین پبلک مین ظاہر کردون تاکہ میرے ہم وطن کم از کم اس حالت سے آگاہ ہوجائین۔ البتہ ایسا کرنے سے مجھے بہت افسوس ہوگا مگر آپ جانتے ہین کہ گورنمنٹ اور افراد کے مابین انصاف اور راستبازی ہر معاملات مین ایک ضروری چیز ہے اور موجودہ معاملہ مین مجھے یقین ہے کہ مین نے جو کچھ کیا ہے

وہ شکل روز روشن کے ایسا صاف ہے کہ اُس مین کسی قسم کی گرفت کا اندیشہ نہین ہے"

ان واقعات کے ملاحظہ سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ ۱۹۰۷ء کا عہدنامہ جو مابین دولت روس و دولت برطانیہ تحریر ہوا محض ایک خندہ انگیز سوانگ اور فریب تھا ورنہ میجر اسٹوکس کے تقرر پر اعتراض نہ کیا جاتا اس لئے کہ میجر اسٹوکس صدر المہام خزانہ کو مالی اصلاح اور اندرونی انتظامات مین مدد دینے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے اس معاملہ کو اس معاہدہ کی شرایط سے کیا سروکار تھا اُس معاہدے کے عنوان ہی مین یہ کہدیا گیا تھا کہ دولت برطانیہ و دولت روس دونون باہم ایران کی خودمختاری اور تحفظ کی ضامن ہین اور دونون سلطنتون کی یہ دلی خواہش ہے کہ تمام ملک مین امن پھیلے اور یہ ملک ترقی کرے - باوجود ان سب باتون کے اس طرح کی دخل دہی پر کیا خیال کیا جائے ہر ملک کے شاہی حقوق کا پہلا حق یہ ہے کہ اپنے اندرونی معاملات کا انتظام جسطرح چاہے کرے اور جسکو چاہے اپنے ملک مین عہدہ دار مقرر کرے کسی دوسری سلطنت کو اس معاملہ مین محل اعتراض نہین ہو سکتا - اسکے علاوہ معاہدہ کا مطلب صاف صاف یہ تھا کہ ان دونون سلطنتون مین سے کوئی سلطنت اپنے لئے یا اپنی رعایا کے لئے کسی قسم کا تمدنی یا تجارتی اجارہ (جیسے کہ ریلون کا بنانا - بینکون کا قایم کرنا - تار کا کھولنا - سڑکین تعمیر کرنا - نقل و

حرکت کے ذرائع مہیا کرنا یا بیمہ کمپنی وغیرہ کھولنا اور دوسری سلطنت کے دائرہ
اثر کے اندر) نہ حاصل کرے گی۔ میجر اسٹوکس کا تقرر کوئی اجارہ نہ تھا
اس لئے کہ میجر اسٹوکس) نہ کوئی بینک تھے نہ ریل کی سڑک اور نہ کسی تحویلی یا تجارتی
اجارہ کی تعریف میں آ سکتے تھے گورنمنٹ ایران کا اپنی مرضی اور خوشی کے
ساتھ ان سے نوکری کی خواہش کرنا کسی طرح سے دولت برطانیہ کے اجارہ جات
کی تعریف میں نہیں آسکتا تھا اور اس میں ہرگز یہ معنی نہیں پہنائے جا سکتے
تھے کہ دولت برطانیہ اپنے لئے یا اپنی کسی رعایا کے لئے کوئی اجارہ چاہتی ہے

دوسرا مغالطہ اس معاملہ میں یہ ہے کہ دولت برطانیہ نے ابتدا تو میجر اسٹوکس
کے تقرر کو اس معاہدہ کے خلاف خیال نہیں کیا۔ بلکہ جب روس نے مخالفت
کی تو اس وقت دولت برطانیہ اس کی ہم زبان ہو گئی اس کا ثبوت میں اوپر بیان
کر چکا ہوں۔ دولت ایران کو یہ حق حاصل تھا کہ اس معاہدہ کی تعمیل یا [illegible] کو تسلیم
کئے بغیر یہ کہہ سکتی کہ جس حالت میں معاہدہ کی عبارت بالکل صاف اور واضح ہے
تو اس میں کسی قسم کے شرح یا استدلال کی گنجائش نہیں۔ سلطنتوں کو جانے
دیجئے اگر دو شخصوں میں ایسا معاملہ پیش آتا یا اس طرح کا برتاؤ کیا جاتا جو دولت
برطانیہ نے گورنمنٹ ایران یا [illegible] خزانہ کے ساتھ کیا تو اسے خلاف ورزی
اور بدمعاملگی سے تعبیر کرتے۔ سر ایڈورڈ گرے برٹش فارن سکرٹری
نے جب سے اب تک کئی دفعہ اس بات کو سمجھانے کی کوشش کی کہ میجر

اسٹوکس کی ملازمت کے بارہ میں جو وہ اپنے وعدہ کی پابندی نہ کرسکیگا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ مسٹر اسٹوکس کا تقرر اُن کی راے میں اصول معاہدہ کے خلاف تھا۔ معلوم نہیں "اصول" سے کیا مطلب ہے۔ کیا المعنی فی بطن الشاعر سمجھا جا سکے۔

عہدنامہ کی عبارت سے تو کچھ مترشح نہ تھا بس پر کوئی دوسرے معنی پہنا سکے جاتے۔ علاوہ بریں اگر مسٹر اسٹوکس کا تقرر معاہدہ کے اصول کے خلاف ہوتا تو دولت برطانیہ اول ہی اعتراض کرتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا دولت برطانیہ نے اُن کے تقرر کو اس شرط پر منظور کیا کہ وہ فوج ہندوستان سے مستعفی ہو جائیں۔ اصل یہ ہے کہ روس کا نیم سرکاری اخبار بالخصوص نوو ورمیا نے اس تقرر پر بہت کچھ شور مچانا شروع کیا تھا اور غالبًا اُس کا یہ فعل روسی فارن آفس کے اشارہ سے تھا۔ چونکہ اُس وقت مراکش کے معاملہ میں دول یورپ کا باہمی کھنچاؤ بہت بڑھ گیا تھا اس وجہ سے سر ایڈورڈ گرے کو مجبورًا مسٹر اسٹوکس کے تقرر کے متعلق اپنے اگلے وعدہ کو واپس لینے کے لئے کوئی بہانا ڈھونڈنا پڑا اسلئے کہ اُنہیں ڈر تھا کہ مبادا کوئی ایسی بات ہو جس سے گورنمنٹ روس ناخوش ہو جاے کیونکہ اُنہیں گورنمنٹ روس کی طرف سے کسی نہ کسی قسم کی مدد کی توقع تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر جرمنی کے ساتھ کوئی جھگڑا ایش آیا تو روس انگلینڈ کا طرفدار ہوگا۔ چنانچہ ان معاملات کی وجہ سے وہ عجیب و غریب الفاظ یعنی اصول

معاہدہ تراشے گئے جن کی رو سے روس یا برطانیہ ایران کے ہر معاملہ میں اس بہانہ
سے دخل دینے کی مجاز ٹھہری کہ وہ اُس کے یا اُن کے اغراض کے خلاف
ہوگا - یہ اغراض حسب ضرورت بیان کئے جاتے تھے مگر اُس مشہور عہد نامہ
میں کہیں صحت کے ساتھ اُن کا ذکر نہیں کیا گیا تھا -

۹ جولائی کو متلون المزاج سپہدار صاحب چپ چاپ طہران
واپس آئے اور خانہ نشینی اختیار کی - بجز خاص خاص رفقا کے اور کسی سے
ملتے نہ تھے اور یہ افواہ اڑائی کہ مجلس اور صدر المہام خزانہ سے انتقام لینے کی
فکر کر رہے ہیں کہ انہوں نے اختیارات کیوں سلب کر لئے - وہ اختیارات جو
۱۹۰۹ء میں بزور شمشیر انہوں نے حاصل کئے تھے - اس درمیان میں پرنس
سالار الدولہ برادر شاہ معزول بھی ایشیائی ٹرکی کی طرف سے ایران میں داخل
ہو گیا اور بغداد کے گرد و نواح میں کردی قبائل کو جمع کرنا شروع کیا کہ تخت ایران
حاصل کرنے کی دوبارہ کوشش کرے - سرکاری فوج جو ہمدان میں تعینات
تھی وہ اس قابل نہ تھی کہ اُسکا مقابلہ کرتی - اب حالت ایسی ابتر ہو چلی کہ آخر
مجبوراً میں نے نائب السلطنۃ سے عرض کیا کہ اگر اس کا فوراً تدارک نہ لیا گیا
تو نتیجہ بہت ہی برا ہوگا ؎

سر چشمہ باید گرفتن بہ بیل　　چو پر شد نہ شاید گرفتن بہ پیل

موسیو مارنارڈ جو کچھ مجھ سے کہہ گئے اب تک انہوں نے اُس کی تعمیل

ہوئین کی۔ آخر مین نے مجبوراً پہلی جولائی کو اُن کے نام اس مضمون کا تار دیا اور
ایک مراسلہ بھیجا کہ اگر آج چار بجے تک کل رقوم محصولخانہ جات جو بینکون مین
جمع ہین میرے نام منتقل نہ کی گئین تو مجبوراً مین اس خلاف ورزی کی اطلاع
مجلس کو دونگا مگر تار پہونچتے ہی انہون نے جواب دیا کہ کل رقومات محصولخانہ جات
جو بینک مین جمع ہین آپ اپنے قبضہ مین لے لیجیے اور اُن کے جوابی تار
کو تلیفتاً پیش کر دیجیے۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہین روسی بینک صدر المہام خزانہ
کی تحقیر کی غرض سے رقوم میرے نام منتقل نہ کرے اور روسی قرضہ کی بابت
جو قسط آج واجب الادا ہے وہ قسط بہ منہا پیچ سکے۔ مین سیدھا بینک کو گیا
وہان کے منیجر سے ملا اور اس امر کا اطمینان کر لیا کہ کل رقم بعد وضع رقم قسط میرے
نام بینک مین جمع کر دی گئی ہے۔

اسی عرصہ مین مین نے مجلس مین بعض تجاویز اور اہل امریکہ کو بلانے کے متعلق
پیش کئے اور مجلس نے سب کو منظور کیا اب مین اس فکر مین تھا کہ اچھے آدمی انتخاب
کر کے بلاؤن۔ اس درمیان مین سفیر برطانیہ نے مجھے کئی خط بھیجے کہ فوجی پولیس
کے لئے سوئیڈش افسر مقرر کر لیا جائے یا اگر میجر اسٹوکس ہی کو رکھنا منظور ہے
تو ایران کے جنوبی حصہ مین وہ تعینات کئے جائین۔ سفیر برطانیہ کی یہ دونون
تجویزین عملاً بے سود تھین۔ سوئیڈش افسر نہ فارسی زبان جانتا تھا اور نہ
ملک کی حالت سے واقف تھا۔ اب رہی دوسری تجویز اس کے متعلق

دولت ایران پہلے ہی سے قطعاً انکار کر چکی تھی کہ جو تقسیم ملک روس و برطانیہ نے
قرار دی ہے اور دوائرہ ہائے اثر قایم کئے ہیں انہیں ہرگز تسلیم نہ کرے گی
چنانچہ جس وقت میجر استوکس کا مسئلہ اثنا مجلس میں پیش ہوا تو اسوقت
مجلس نے یہ اعتراض کیا کہ ان کی تعیناتی کے متعلق حسب منشا دولت
برطانیہ عمل کرنا تو نہ ہوگا - اگر دولت برطانیہ یہ چاہتی ہو کہ جنوبی حصہ ملک میں وہ
تعینات کئے جائیں تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ ہم اس تقسیم کو منظور کرتے
ہیں جو یہ دونوں سلطنتیں خواہ مخواہ ہم سے تسلیم کرانا چاہتی ہیں —

۱۷ جولائی کو میں نے ایک تحریر دیکھی جو ایک ڈپلومیٹک افسر کے نام
سفیر برطانیہ نے بھیجی تھی اور جس میں ایک تار کا مضمون درج تھا جو برٹش فارن
آفس سے سفیر برطانیہ مقیمہ طہران کے نام آیا تھا - اس مضمون میں سفیر برطانیہ
کو ہدایت کی گئی تھی کہ متعدد لشکر ہائے جنگی کی نگرانی کے جھگڑے میں انکو
چاہیئے کہ روسی گورنمنٹ کا ساتھ دیں - اس کے بعد مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم
ہوا کہ سفیر برطانیہ کے پاس سر ایڈورڈ گرے کا ایک مراسلہ
بھی آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آج کل یورپین سلطنتوں کے باہمی تعلقات کی
عام حالت ایسی نازک ہو رہی ہے کہ مجبوراً گورنمنٹ برطانیہ کو بجز اس طرح
عمل کے اور کوئی چارہ نہیں - میں نے یہ بھی سنا کہ اس مراسلے کے آنے
سے سفیر برطانیہ بہت متردد ہوئے اور مجبوراً انہیں اس کے مضمون سے

اپنے ایک شریک کو اطلاع دینا پڑا۔

۱۸ ؍جولائی کو جب ہمیں سرکاری ذرائع آمدنی کا کچھ علم ہو چلا تو اس وقت دفعتاً ایک نیا متوحش واقعہ پیش آیا۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ اُسی دن شب کو ہمارے پاس اس مضمون کا ایک تار آیا کہ محمد علی شاہ معزول جو گورنمنٹ روس کی نگرانی میں بمقام اوڈیسہ سکونت پذیر تھا مع چند ہمراہیوں کے گمش تپہ میں آگیا ہے یہ مقام بحر کسپین کا ایک بندرگاہ روسی سرحد کے قریب تھا کہ ایران سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ خبر بہت ہی متوحش تھی۔ جب سے شاہ معزول کے بھائی

لہ اخبار لندن ٹائمس کے نامہ نگار نے جو خبر ۱۸ ؍جولائی کو بھیجی وہ یہ تھی۔

شاہ معزول محمد علی مع اپنے چھ سپاہیوں کے گمش تپہ میں آگیا ہے ان ہمراہیوں میں اس کا بھائی شعاع السلطنۃ اور بدمعاش امیر بہادر جنگ بھی شامل ہیں۔ محمد علی کا ارادہ ہے کہ جمعرات کو استرآباد پہونچے جہاں آج کل کوئی گورنر نہیں ہے۔

جب سے شاہ معزول آڈیسہ سے ویانا کو روانہ ہوا متواتر یہ افواہ گرم ہوئی کہ وہ عنقریب ایران واپس آتا ہے۔ گورنمنٹ ایران نے ان افواہ کی طرف روس کو توجہ دلائی اور یہ بیان کیا کہ شاہ کے ایجنٹ ارشد الدولہ کا ایران میں آنا بہت مشتبہ ہے افواہ ہے کہ ایک غلط پاسپورٹ (پروانہ راہداری) کے ذریعہ سے وہ ابھی حال میں بہت سی بندوقیں اور کارتوس لیکر باکو سے آیا ہے۔ گورنمنٹ روس نے ایران کو کسی قسم کی مدد دینے سے انکار کیا اور ارشد الدولہ اسی طرح ترکمانوں کو ساتھ بستی میں چلا گیا۔ قریباً یکسال سے ترکمانوں کے ساتھ شاہ معزول

سالارالدولہ نے مغربی ایران میں ایک ہنگامہ مچا رکھا تھا اس طرح کی افواہیں اکثر اڑا کرتی تھیں مگر طہران میں کسی کو یہ یقین نہ آتا تھا کہ روس جس نے برطانیہ اعظم کے ساتھ ابھی تھوڑے دن پہلے ایران سے معاہدہ کیا ہو اُس سے ایسی خلاف ورزی کریگا

سازش کر رہا تھا گورنمنٹ ایران نے اس طرف روس کو توجہ دلائی تھی اور یہ کہا تھا کہ شاہ معزول کی سالانہ پنشن جو واجب الادا ہے روک دی جائیگی۔ ۱۹۰۹ء کے عہدنامہ کے رو سے روس نے یہ بات اپنے ذمہ لی تھی کہ اس طرح کی کوئی سازش نہ ہونے دے گا اور اُس عہدنامہ میں یہ شرط بھی تھی کہ اگر کوئی سازش اس قسم کی ہوئی تو شاہ معزول کو اپنے وظیفہ سے باز آنا پڑیگا۔ اب شاہ معزول روسی جہاز میں بیٹھ کے ایران پہونچے تھے اور یہ بات کوئی پوشیدہ نہ تھی کہ ان کی نقل و حرکت کا علم عہدہ داران روس کو نہ ہوا ہو

دیسی لوگوں میں یہ بات علانیہ مشہور ہے کہ شاہ معزول کی واپسی اطمینان بخش ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ سارا ملک مجلس سے ناخوش ہے۔ شاہ معزول کے ایجنٹوں نے ترکمانوں اور شہسواروں کو اپنے ہموار کر لیا ہے اُسکا بھائی سالارالدولہ کردستان میں اُنکی طرف سے پہنچ جائے ہے سپہدار (جو طہران میں تشریف رکھتے ہیں) وہ بھی شاہ کے آنیکے خلاف نہیں ہیں بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اُنکا رشت تشریف لیجانا کچھ اسی سے متعلق تھا۔ ایسے وقت میں مجلس اور اخباران ملک نے جو اتحاد اور استقلال ظاہر کیا وہ بہت قابل تعریف ہے، گو دوسرے لوگ اُسے نظرانداز کریں۔ بارہ سو (۱۲۰۰) بختیاری جو طہران میں اسوقت موجود ہیں مجلس کو اُن کی وفاداری پر بھروسہ ہے اگر معاملہ طول کھینچا تو شاہ معزول کو اپنی کوشش میں کامیابی کی امید بہت کم ہے۔ یہ بہت مشکوک ہے کہ ترکمان اور شہسواران اپنی اپنی بستیوں کے باہر اُسکا ساتھ دیسکیں معلوم نہیں کہ شاہ معزول کو مالی مدد کہاں

محمد علی مرزا شاہ معزول تخت طہران حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس معاملہ میں روس کی چشم پوشی اور سازش۔ شاہ معزول اور اُس کے بھائی کے مقابلہ کے لئے فوجی تیاریاں۔ دستوری حکومت کی فتح۔ شاہ معزول کی شکست اور اسعد الدولہ کا قتل

محمد علی کے خاک ایران میں داخل ہونے کے متعلق جو پہلا مراسلہ آیا ہے اُسمیں یہ درج تھا کہ وہ دو دن بعد یعنی آیندہ پنجشنبہ کو قصبہ استر آباد میں داخل ہو جائیگا جب یہ خبر آئی تو دوسرے دن ۱۹ / جولائی کو جلدی سے کل پولیٹکل فریق طہران میں جمع ہوئے اور ایک ضروری کیبنٹ مقرر کرکے مجلس کی منظوری کے لئے پیش کی جسکو مجلس نے منظور کیا۔ یہ کیبنٹ حسب ذیل اصحاب سے مرکب تھی۔

سپہدار وزیر اعظم صمصام السلطنۃ وزیر جنگ وثوق الدولہ وزیر داخلہ۔ قوام السلطنۃ برادر وثوق الدولہ وزیر عدالت مشیر الدولہ وزیر پوسٹ و ٹیلیگراف۔ حاکم الملک وزیر تعلیمات عامہ معاون الدولہ وزیر مال۔ اور محتشم السلطنۃ وزیر امور خارجہ

اسی دن شام کو مجلس کے حکم سے مارشل لا جاری ہوا جسکی تعمیل کونسل وزرا

اور وزیر جنگ کے تفویض ہوئی۔

باوجود اس اظہار دلیری اور ہمت کے کل طہران میں ایک ہلچل مچی تھی دستوریوں کو یہ ڈر تھا کہ شاہ معزول روسیوں کی مدد سے پھر تخت پر بٹھا دیا جائیگا اور سارا شہر لوٹنے کے لئے ترکمانی قبائل کے حوالہ کر دیا جائیگا جو شاہ کے ہمراہ آرہے ہیں۔ شاہی ہوا خواہ الگ ترساں تھے اور اُنہیں یہ اندیشہ تھا کہ دستوری حکومت اُن سے انتقام لے گی اور عجب نہیں کہ اُنہیں گرفتار کر کے سزا دیگی۔

اس وقت ایران میں دراصل کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی اور جو کچھ تھی اُس کا وجود محض کاغذی تھا۔ فوجی پولیس جو پایہ تخت میں تعینات تھی اس کی تعداد اٹھارہ سو سے زیادہ نہ تھی اور وہ بھی اچھی طرح مسلح نہ تھے۔ اس کے علاوہ یہ فوجی پولیس طہران میں امن قایم رکھنے کے لئے ضرور تھی۔

اب خبریں آنا شروع ہوئیں کہ شمالی مشرقی سرحد کے ترکمانی قبائل شاہ معزول کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو رہے ہیں اور عجب نہیں کہ چند ہفتہ میں شاہ مع اُن لوگوں کے طہران کے پھاٹک پر آپہونچے۔

شاہ معزول کا بھائی سالار الدولہ ہمدان کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں اُس نے ہزارہا کردی قبائل جمع کر لئے تھے۔ ایسی حالت میں کونسل وزرا کو دوہرے خطرہ کا سامنا تھا اور مارے خوف کے سب کے اوسان خطا تھے۔

اس وقت تک تو گورنمنٹ نے کسی قدر مستعدی اور استقلال دکھایا تھا مگر جب خطرات بڑھنے لگے تو گورنمنٹ کا شیرازہ بکھر گیا اور چند روز میں یہ حالت ہوئی کہ کوئی گورنمنٹ ہی باقی نہ رہی بلکہ چند لوگ رہ گئے جو بڑی ہمت کے ساتھ سامنے آئے اور اُنہوں نے مصمم ارادہ کر لیا جو کچھ ہو دستوری حکومت کو ضرور بچا لینگے اور ان باغیوں کی سرکوبی کا پورا تدارک کریں گے۔

ان لوگوں میں یفرم خان افسر فوجی پولیس متعینہ طہران جسکا ذکر پہلے آچکا ہے سب سے آگے تھا۔ یفرم خان ایک ترکی ارمنی ہے جو چند سال قبل رشت میں آیا تھا اور وہاں کسی چھوٹی سی تجارت میں مشغول تھا۔ اُس کے اگلے حالات تو معلوم نہیں مگر عام اعتقاد یہ ہے کہ رشت سے جو مہم آئی تھی اُس کا روح روان یفرم خان تھا اور سپہدار صاحب محض ایک میر فرش تھے۔

۱۹۰۹ء میں جب طہران فتح ہو گیا اور دستوری حکومت کو تسلط نصیب ہوا تو یفرم خان شہر کا کوتوال مقرر ہوا اور یہ خدمت یہاں بمقابلہ دوسرے مہذب شہروں کے بہت اہمیت۔ ذمہ داری اور وقار رکھتی ہے۔

یفرم خان نے فوجی پولیس کو بہت ہی عمدہ طور سے قواعددان بنایا اور انہیں اچھے ہتھیاروں سے مسلح کیا۔ دستوری حکومت کو کبھی ایسی فوجی پولیس نصیب نہ ہوئی تھی اور یفرم خان نے تمام شہر نہایت اعلیٰ درجہ کا

امن قایم کیا۔ اُس مین ایک خاص صفت یہ تھی کہ لوگ اُس سے بہت رجوع ہوتے تھے اور اس کی وفاداری کا دم بھرتے تھے۔ گو وہ معمولی لیاقت کا آدمی تھا مگر اُس کے معلومات بہت وسیع تھے اور اُس مین خداداد فوجی قابلیت تھی اور بہا بہت جری اور دلیر تھا۔

ایسے نازک وقت مین یفرم خان اہل ایران کے آڑے آیا۔ گو وہ عیسائی تھا اور عیسائی ہونے کی وجہ سے مسلمان اُسے کافر سمجھتے تھے۔ مگر باوجود اس نقص کے اور باوجود اُس حسد کے جو اُس کے ذی اختیار ہونے کی وجہ سے لوگون کے دلون مین تھا سب نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اگر کوئی شخص شاہ معزول کی فوجون کا مقابلہ کر کے شہر کو بچا سکتا ہے یا دستوری حکومت کے وجود کو قایم رکھ سکتا ہے تو وہ یہی یفرم خان ہے

۱۹ر جولائی کو صمصام السلطنت مارشل لا کے اعلان کی رو سے بحیثیت وزیر جنگ طہران کے فوجی گورنر مقرر ہوئے اور انہین گویا اپنے کل اہل ملک کی جان و مال کا اختیار ہو گیا۔

پہلی تجویز یہ ہوئی کہ شاہ معزول کے کل ہوا خواہ اور سازشین جو شہر مین باقی رہ گئے ہین فوراً گرفتار کر لیئے جائین تاکہ وہ دستوری حکومت کے خلاف رعایا کو ورغلا نہ سکین چنانچہ تیس چالیس آدمیون کی ایک فہرست تیار کر کے نائب السلطنت کو دکھائی گئی بعد ازان اغرض تعمیل یفرم خان کے حوالہ کی گئی

۲۰ / جولائی کو نائب السلطنت نے مجھے بلا بھیجا اور دیر تک موجودہ حالت کی نسبت گفتگو کی۔ مین نے یہ راے دی کہ کچھ فوج شاہ کے مقابلہ کے لئے فی الفور طہران سے روانہ کی جاے اُس کا اخلاقی اثر اُن لوگون کے دلون پر جو یہ شبہ کر رہے ہین کہ دستوری گورنمنٹ شاہ معزول کا مقابلہ نہ کر سکے گی بہت اچھا ہوگا۔ نائب السلطنت نے میری اس راے کو پسند کیا اور صمصام السلطنت و یفرم خان کو میرے ساتھ مشورہ کرنے کی ہدایت کی۔ مین نے نائب السلطنت کو اور یہ راے دی کہ مجلس فوراً ایک قانون پاس کرے جسکی روسے شاہ معزول اور اُس کے دونون بھائی جنھون نے گورنمنٹ کے خلاف تلوار اُٹھائی ہے باغی قرار دے جائین اور اُن کی گرفتاری یا قتل کے لئے انعام مقرر کیا جاے۔ نائب السلطنت نے اس تجویز کو بہت پسند کیا اور وعدہ کیا کہ کبنٹ وزرا اور مجلس کو مجبور کر کے ایسا حکم جاری کرائین گے۔ نائب السلطنت نے یہ بھی بیان کیا کہ بہت سے اور مشہور بدمعاش جو شاہ کے ہوا خواہ ہین ایک آدہ دن مین یفرم خان کے ہاتھون سے گرفتار ہو جائین گے۔ مین نے کہا کہ اُن کی گرفتاری فی الفور ہونی چاہیے اس معاملہ مین جتنی تاخیر ہوگی عامہ خلائق کی گھبراہٹ خوف اور شبہ زیادہ ہوگا۔

اُسی دن صبح کو ایک معتبر ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ برطانیہ کی

طرف سے سفیر برطانیہ متعینہ طہران کے نام اس مضمون کا ایک مراسلہ آیا ہے
کہ دولت برطانیہ کی طرف سے شاہ معزول کی واپسی کے متعلق مخالفت کرے
اور یہ کہے کہ شاہ کا پھر تخت پر پہنچنا نہ صرف خود اس کے عہد و پیمان کے خلاف
ہے۔ بلکہ اُس معاہدہ کی رو سے جس پر ۱۹۰۷ء میں گورنمنٹ روس و گورنمنٹ برطانیہ
نے دستخط کئے ہیں سخت قابل اعتراض ہے میں نے فوراً نائب السلطنت کو
اس امر سے آگاہ کیا کہ دولت برطانیہ بھی محمد علی کی اس حرکت کو ہرگز گوارا
نہ کرے گی۔ اور عنقریب ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی ناراضگی کسی نہ کسی صورت
میں ظاہر ہو۔ بیشک نائب السلطنت کی ہمت اور بڑھ گئی۔

اسی دن شام کو سپہدار کے پاس محمد علی کا ایک تار آیا جس کا
مضمون یہ تھا کہ تم میرے آنے تک طہران کی حکومت اپنے ہاتھ میں لو اور
امن قایم رکھو۔ سپہدار نے مشہور کیا کہ انہوں نے شاہ معزول کو اس تار
کا جواب یہ دیا ہے کہ لوگ آپکے ظلم اور تعدی کو کبھی برداشت نہ کریں گے۔
آیا در اصل سپہدار نے ایسا تار دیا یا نہیں۔ یہ امر مشکوک ہے اب یہ بات صاف
صاف ظاہر ہو گئی کہ بعض اراکین کیبنٹ جن میں سپہدار، محتشم السلطنہ
اور معاون الدولہ بھی شامل تھے قاتلوں کی تیاریوں میں زیادہ دلچسپی
نہیں لیتے۔ سپہدار تو طہران کے باہر اپنے بہارستانی نزہت گاہ میں جا بیٹھے
جو شمیران میں واقع تھا اور اُس حکم کو روز مرہ ٹالتے گئے۔ جو یفرم خاں

کو بعض بدمعاشوں کی گرفتاری کے لئے دیا گیا تھا۔ اب طہران کے لوگ سپہدار کی وفاداری کی نسبت بہت بدگمان ہوگئے اور کیبنٹ وزرا کا عملاً کوئی وجود ہی نہ رہا۔

۲۱ جولائی کو صمصام السلطنت سے مجھ سے گفتگو ہوئی اور انہوں نے بیان کیا کہ ۵۰۰ ہزار بختیاریوں کو حکم دیا گیا ہے کہ فی الفور اصفہان میں جمع ہوں اور طہران کی طرف کوچ کریں۔ اس کوچ کے لئے دس روز درکار ہونگے میں نے فوراً بذریعہ تار بختیاری سردار کے پاس روپیہ بھیجا جو اصفہان کا گورنر تھا اور یہ ہدایت کی کہ اُس سے ابتدائی اخراجات ادا کئے جائیں۔ صمصام السلطنت نے یہ وعدہ کیا کہ کونسل وزرا اور مجلس کو اس بات پر مجبور کرینگے کہ اس مضمون کا ایک عام اعلان دیا جائے کہ جو کوئی محمد علی کا سر لائے گا اُسے ایک لاکھ تومان دئے جائیں گے۔ اور جو کوئی سالار الدولہ اور شعاع السلطنت کے سر لائیں گے ہر ایک کو پچیس پچیس ہزار تومان انعام دیا جائے گا۔ وزیر جنگ کو اس تجویز سے ایسا جوش تھا کہ اُنھوں نے یہ آمادگی ظاہر کی کہ اگر مجلس رقم انعام کے بارے میں کچھ پس و پیش کریگی تو وہ خود اپنی ذاتی جاگیر سے اس قدر روپیہ کا بندوبست کر دیں گے۔

صمصام السلطنت ساٹھ برس کے بوڑھے تھے لیاقت معمولی رکھتے تھے مگر خاندانی تفاخر بہت تھا۔ دل کے صاف اور سیدھے تھے اسی وجہ

بلکہ اپنے بھائیوں کی سازش سے متاثر ہو جاتے تھے۔ اس وقت
ں ذمہ داری اُنکے سر پڑی وہ چاہتے تھے کہ نیک نامی کے ساتھ
م دیں۔ اُن کے بھائی سردار اسد چند ہفتے ہوئے یورپ
ہو چکے تھے چنانچہ اب ایران میں بختیاری قبائل کی سرداری صرف
صمصام السلطنۃ کے سر تھی۔

اثناے گفتگو میں اُنہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں دستوری حکومت کا
ہا دلدادہ ہوں کہ آج ہی صبح کو میں نے نائب السلطنۃ سے کہا کہ آپ
ایک ایلچی کی حیثیت سے محمد علی کے پاس جائیے اور اس سے ملکر ایک پستول
سے اُس کا کام تمام کر دیجئے میں اگرچہ بوڑھا ہوں مگر اُس ظالم کو اپنے ملک سے
فنا کرنے کے لئے جان فروشی پر تیار ہوں۔ افسوس ہے کہ نائب السلطنۃ
نے میری اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ بعد ازاں صمصام السلطنۃ نے مجھ سے
دریافت کیا کہ آیا بحیثیت منسٹری گورنر وہ حفاظت ملک کے لئے اخراجات کا
حکم دینے کے مجاز ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا کہ قانون کے رو سے بیشک آپ
مجاز ہو سکتے ہیں تب اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ محمد علی اور اُس کے بھائیوں
کو قتل کرنے کے لئے کسی کو روانہ کرو اور اس معاملہ میں اگر ایک لاکھ تومان
تک صرف ہوں تو صرف کئے جائیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ میری رائے
میں یہ کام اہل فوج اور اہل پولیس کے ذریعہ سے لیا جائے۔ بعد ازاں انہوں

نے سپہدار محتشم السلطنہ اور معاون الدولہ
کی نسبت اپنی بے اعتباری ظاہر کی اور یہ کہا کہ آیندہ سے میں فوج کی تنخواہ
فوج کے معاینہ کے بعد دیا کرونگا اور بعض دفتر جنگ سے برآوردات پیش
ہونے پر ادا نہ ہوا کریگی اسکے یہ معنی تھے کہ بالفرض چالیس ہزار تومان جو صرف
ہوتے تھے وہ تخفیف ہوکر بارہ ہزار تومان رہجائینگے۔

اس عرصہ میں بہت سے شاہ کے ہوا خواہوں نے جو بھاگ کے زرگندہ
میں پناہ لی جہاں روسی سفارتخانہ تھا۔ اور وہاں سے ان بدمعاشوں نے
دستوری حکومت کے خلاف سازش کرنا شروع کیا۔

اس وقت طہران میں چھ سو قزاقوں کی ایک مختصر سی فوج تھی۔ یہ فوج
گو [illegible] سرداروں کے [illegible] احکام کے لیے رہتی تھی مگر اسکی تنخواہ اور
[illegible] تھی۔ یہ لوگ شاہ کے مقابلہ میں جانے کے لیے آمادہ ہوسکے۔

یفرم خان نے بالکل راز میں شاہ معزول کے مقابلہ میں ایک مہم بھیجنے
کا منصوبہ سپہدار سے بیان کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ کہا کہ ہرگز کسی وزیر کو اسکی
خبر نہ ہو ورنہ معاملہ بگڑ جائیگا۔ اسلئے کہ ان میں کوئی اعتبار کے قابل نہیں ہے۔
اس نے کہا کہ اسکے سپاہی اسنائیڈر توپوں میں کارتوس بھرنے کی مشق کر
رہے ہیں اور یہ کام خاص معتبر سپاہیوں کے حوالہ کیا ہے اسلئے کہ قزاقی بریگیڈ سے جو
توپیں ہاتھ آئی ہیں جب تک ان توپوں کی نسبت اپنا پورا اطمینان نہ ہولے

فوج کے ساتھ نہین بھیج سکتا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ سپہسالار اس قابل ہے
کہ اُسے پھانسی دیجاے یا گولی سے مارا جاے اور اُسے اس بات پر بہت
ہی غصہ آتا ہے کہ مجلس نے اب تک میجر ھاسی کے لئے ایک قلیل
رقم پنشن منظور نہین کی۔ میجر ھاسی ایک جرمن ہین جو میگزین توپ اور
بندوقون کی تعلیم مین بڑے ماہر خیال کیئے جاتے ہین اور ایک سال قبل جب
وہ میرے زیر حکم جنگ مین مشغول تھے تو اُس وقت زخمی بھی ہوے اس مہم
کے لئے جو استرآباد جارہی ہے میجر ھاسی کی بہت ضرورت ہے
مگر اُن کے ساتھ اب تک جو سلوک ہوا وہ بہت قابل افسوس ہے چونکہ وہ یہان
صرف توپ خانے کے معلم ہین لڑائی مین اُن کا شریک ہونا یا نہونا خود اُن کی
اختیاری چیز ہے مین نے یفرم خان سے کہا کہ مین اُن کی پنشن کا انتظام
کردیتا ہون۔ چنانچہ وہ یفرم خان کے ساتھ جانے پر راضی ہوگئے میری
راے مین اسوقت ایران کے محبان وطن مین جو شخص سب سے زیادہ قابل
تعریف ہے وہ نواب حسین قلیخان ہین۔ وہ محض اپنی اعلی قابلیت
اور عمدہ خصائل کی بدولت اعلے مرتبہ کو پہونچے تھے اور ایران ہی پر کیا مخصوص
ہے ایسا شخص ہر جگہ اور ہر حالت مین اس رتبہ کو پہونچ سکتا۔ وہ وزیر امور خارجہ
تھے مگر سنہ ۱۹۱۰ع مین برطانیہ اور روس کے ہتک آمیز برتاو کی وجہ سے اُنھون
نے اپنی خدمت سے علیحدگی اختیار کی اور اُس وقت سے برابر ہر پولیٹکل

HUSAYN KULI KHAN, NAWWAB
Ex-Minister of Foreign Affairs, and leader of the Constitutionalists in Persia

خدمت کو منظور کرنے سے انکار کرتے رہے مگر اس کے ساتھ ہی وزارت
اپنے ملک کی ترقی کی کوششوں میں مشغول تھے اُن کا سن تقریباً پچپن برس
کا ہوگا۔ صورت نہایت وجیہ اور رعب دار تھی اور یورپ کے تعلیم یافتہ تھے۔
انگریزی۔ فارسی۔ اور فرنچ بلاتکلف بولتے تھے۔ اور سب سے زیادہ جو
بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اپنے خانگی اور سرکاری معاملات میں نہایت
ایماندار اور راست باز مشہور تھے۔ پولٹیکل معاملات میں اُن کے خیالات
جمہوری تھے۔ چنانچہ ایران میں جمہوری گروہ کے وہ رہنما کہلاتے تھے۔ گو
مجلس کے اکثر دوسرے اراکین بھی بڑے ڈماکریٹ (جمہوریت پسند) مشہور تھے
جب تک میں طہران میں رہا میں نے ہمیشہ اُن کو ایک عالی خیال محب قوم پایا
اور وہ اپنے ملک کی بہبودی کے لئے دل وجان سے کوشاں رہتے تھے۔

نواب حسین قلی خان کے مکان میں گفتگو ہوئی اور ابراہیم خان
نے مجھ سے بیان کیا کہ آج ہی صبح کو کونسل وزرا کے پاس سے بعض شاہی ہواخواہان
اور سازشیوں کی گرفتاری کے لئے حکم آیا ہے جس کی بنا پر میں چاہتا تھا کہ اُن
لوگوں کو گرفتار کروں کہ اتنے میں سپہدار نے (جو اتابک برائے نام
وزیر اعظم ہیں) مجھ سے ٹیلیفون میں کہا کہ اس حکم کی تعمیل ابھی ملتوی رہے
ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ابراہیم خان کے ایک افسر ماتحت نے یہ
اطلاع دی کہ پولیس نے ایک شخص مسمی نظام السلطنة کو مع اور شاہی ہواخواہان

کے گرفتار کیا ہے مگر وہ لوگ یہ کہتے ہین کہ سپہدار کے حکم سے وہ مجاہدین کی ایک فوج تیار کر رہے ہین۔ یفرم خان نے کہا کہ غالباً سپہدار کے پاس سے ابھی حکم آتا ہوگا کہ اُن لوگون کو رہا کردو اگر مین نے رہا نہ کیا اور سپہدار کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ بعض ملاؤن سے کہہ کر میرے لئے کفر کا فتوی جاری کراوین گے۔ اور اس طرح بعض مسلمانون کی نظر مین ایک بڑے شجاع بن بیٹھین گے۔ یفرم خان کی راے یہ تھی کہ سپہدار فوراً گرفتار کر لئے جائین مگر وہ انہین وجوہ سے اُن کی گرفتاری مین پس و پیش کرتا تھا۔

اُس کے بعد میری یہ تجویز پیش ہوئی کہ فوجی پولیس خزانہ پر قایم ہو اور اسپر بحث کی گئی۔ یفرم خان نے اصل واقعات کے لاعلمی کی وجہ سے اس تجویز سے اپنی بدگمانی ظاہر کی اور یہ کہا کہ اُسکے عمل مین لانے سے ملک ایران کی تقسیم جو روس اور انگلستان نے قرار دی ہے تسلیم کرنا ہوگا بالخصوص اگر میجر اسٹوکس مقرر ہوئے۔

اسموقع پر یہ انتظام کیا گیا کہ مجاہدین کا ایک مخصوص رسالہ بنایا جاے اور وہ یفرم خان کے زیر حکم رہے۔

دوسرے دن صبح یعنی بتاریخ ۲۳ جولائی صمصام السلطنۃ اور ارباب کیبنٹ اتابک پارک مین ان معاملات پر بحث کرنے کے لئے
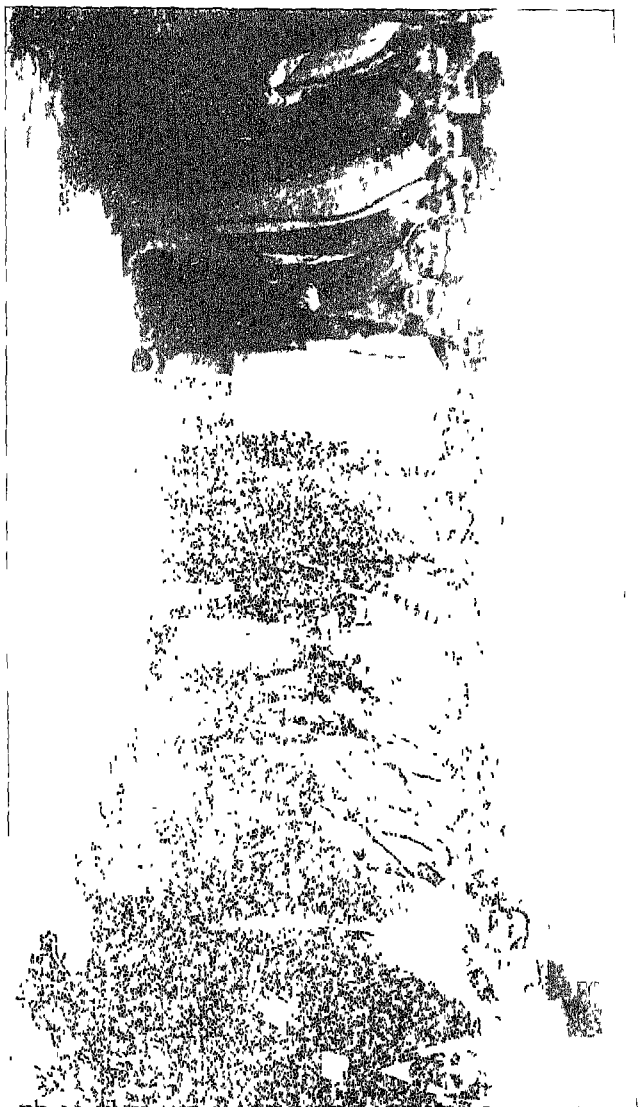
میرے پاس آئے۔ صمصام السلطنت نے سپہدار کی بہت شکایت کی اور یہ کہا کہ وہ بڑا دغا باز نمک حرام ہے اور نائب السلطنت کی نسبت یہ رائے ظاہر کی کہ وہ بڑے کمزور اور متلون المزاج ہیں۔ صمصام السلطنت نے کہا کہ میں نے یہ تجویز کیبنٹ وزرا کے سامنے پیش کی تھی کہ شاہ معزول اور اس کے بھائیوں کی گرفتاری کے لئے انعامات مقرر کئے جائیں مگر کیبنٹ وزرا نے مارے ڈر کے اُسے مجلس میں بھیجنے سے پس و پیش کیا اور یہ کہا کہ تجویز بالکل انوکھی اور غیر معمولی ہے اسکے بعد صمصام السلطنت نے بیان کیا کہ انہوں نے اصفہان کو نارو یکہ تین ہزار اور بختیاری طہران کو بلائے ہیں۔ کیبنٹ وزرا میری مجوزہ تجویز بھی مجلس میں پیش کرنا نہیں چاہتے تھے وہ تجویز یہ تھی کہ جب میجر اسٹوکس کی مدت ملازمت ختم ہو تو انہیں پنشن دیجائے اس لئے کہ ہندوستانی فوج کی افسری سے مستعفی ہونے کی وجہ سے وہاں کی پنشن سے وہ محروم رہیں گے۔

اب طہران کی حالت روز بروز بہتر ہونے لگی بعض لوگوں میں شاہ معزول کی طرفداری کے خیالات بڑھنے لگے۔ نئی کیبنٹ وزرا جس سے بہت کچھ عملی امداد کی توقع تھی۔ اُسکے ممبروں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ سپہدار محتشم السلطنت اور معاون الدولہ علانیہ دوسرے چار اراکین سے خفا ہو گئے۔ بعض مشہور دغا باز معاش کھلم کھلا دستوری حکومت کے

خلاف سازشیں کرنے لگے اور وہ گرفتار نہ ہو سکے اسطرح یہ ہوا کہ سپہسالار جسکے زیر اثر مجلس کے بہت سے اراکین تھے اس کے خلاف بھی کوئی قطعی تجویز عمل میں نہ آسکی۔

میں حکم دے چکا تھا کہ فی الفور پانسو سپاہی فوجی پولیس خزانہ کے لئے فراہم کئے جائیں چنانچہ بعد کے دو دن اُن کے لئے وردی اور دوسرے سامان کی تیاری میں صرف ہوئے۔ اس عرصہ میں میں مجلس کے دونوں گروہ سے وقتاً فوقتاً ملتا رہا اور اُن سے بحث و مشورہ کرتا رہا۔ اب انہوں نے بھی اس بات کو محسوس کیا کہ موجودہ حالت کے لئے ضرور ہے کہ کوئی قطعی امر اختیار کیا جائے۔

آخر کار ۲۵ رجولائی کو اراکین مجلس نے بغلبہ آرا یہ طے کیا کہ سپہسالار اور محتشم السلطنہ موقوف کئے جائیں اور فوراً نائب السلطنہ کے پاس چند اراکین کو بھیجا کہ وہ ان دونوں وزرا کا استعفا منظور کرلیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب وزرا میدان صاف ہوا اور دستوری حکومت کی تائید میں ایک نئی کشمکش اندر رہ ہوئی۔

مجد الدولہ جسکو یفرم خان کے آدمیوں نے دو دن پہلے گرفتار کیا تھا۔ اور فوجی قانون کے حکم سے اُسکو پھانسی دینا قرار پایا تھا ایسا اور یہ طے ہو چکا تھا کہ بجیسویں کو اُسے پھانسی دیجائے گی کہ اتنے میں اسی حالت میں بارہ بجے سفیر برطانیہ نے گورنمنٹ ایران کو لکھا کہ اس

شخص کے معاملہ مین باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیئے اور اشارتاً یہ ذکر کیا کہ اُسکا قتل دولت برطانیہ کو ناگوار ہوگا۔ اسکے وجوہ یہ بیان کیے گئے کہ مجد الدولہ شل سفیر برطانیہ سی۔ ایم۔ جی کا خطاب یافتہ تھے۔

اس دخل دہی کا بہت بُرا اثر ہوا اور اس کی وجہ سے بہت سے بزدل لوگون کو یہ یقین ہو گیا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور گورنمنٹ روس خفیتہً شاہ معزول کے طرفدار ہین۔ یہان تک کہ یفرم خان نے بھی اس بات کو مان لیا مجد الدولہ کی گرفتاری مین ایک پولیس اور دو نوکر جن مین ایک عورت بھی تھی مارے گئے

۲۶ جولائی کو ایک نئی کیبنٹ مقرر ہوئی جو حسب ذیل وزرا سے مرکب تھی۔ صمصام السلطنۃ وزیر اعظم وزیر جنگ۔ وثوق الدولہ وزیر امور خارجہ۔ حاکم الملک وزیر مال۔ مستشیر الدولہ وزیر عدالت۔ علاء السلطنۃ وزیر تعلیمات۔ قوام السلطنۃ وزیر داخلہ۔ دبیر الملک وزیر پوسٹ و ٹیلیگراف۔

دوسرے دن یہ خبر آئی کہ محمد علی کی فوج کا ہراول شاہ رود کے قریب پہونچ گیا ہے۔ یہ مقام طہران کے شمال و مشرق قریب ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ میرا ٹامس کا کلکٹر جو وہان تعینات تھا اُس نے بھی مجھے اس مضمون کا تار دیا کہ اُس کے نام پرنس شعاع السلطنۃ کے پاس سے حکم آیا ہے کہ بہت جلد ٹیکس تحصیل کرکے نئے گورنر کے حوالے کیجیے جو شاہ معزول

نے مقرر کیا ہے اگر اس کے خلاف عمل ہوگا تو سزائے موت دی جائے گی۔
اس وفادار شخص نے جو دستوری حکومت کا حامی ہے تنہا خود اپنے ہاتھ سے
یہ تار دیا اور مجھ سے التجا کی کہ میں اس کا کچھ جواب نہ بھیجوں اس لئے کہ اگر میرے
پاس سے اس کے نام کوئی تار جائیگا تو وہ اس کی موت کا باعث ہوگا۔ دوسرے
دن اس نے پھر تار دیا کہ چار سو ترکمان سوار دفعتاً شاہ رود میں آگئے اور کل
سرکاری دفاتر اور پھر اسکے گھر کو بھی گھیر لیا اس نے بمشکل اپنے اہل و عیال
کے بھاگ کر ایک ارمنی دوست کے گھر میں پناہ لی۔

۲۸ جولائی کو کل وزراء نے بھی اس کے ایک عہد نامہ پر دستخط کئے اور میں نے
پھر الیکشن کمیشن کے ممبروں کا انتخاب اس طرح کیا کہ اس کے لئے امیدوار
[illegible]

اسی دن تحاریر کے ایک مکرر صاحب آئے اور ایرانی فدائی کو میرے پاس
لائے جسکا نام [illegible] کرنے کی ضرورت نہیں اور مجھے اطلاع دی کہ اس شخص
نے ابھی ابھی آن سے یہ بیان کیا کہ وہ ایک روسی وائس کونسل متعینہ طہران
کے پاس سے آرہا ہے جس نے اسے اس بات کی ترغیب دلا کر آمادہ کیا ہے
کہ اگر وہ مسٹر شوسٹر کو زہر دیدے یا گولی سے مار ڈالے تو روس اسکی حمایت کریگا۔
اور بچا لیگا۔ روس میرے قتل کا درپے اس لئے ہوا ہے کہ میں ایران میں اس کے
منصوبے نہیں چلنے دیتا۔ اصل غرض جس کے لئے روسی کونسل جنرل نے اس

شخص کو باریابی کا موقع دیا یہ تھی کہ یہ شخص محمد علی کے پاس ایک خفیہ پیام لیجاے
اس واقعہ کا سچ ہونا کوئی غیر ممکن امر نہ تھا مگر مین نے اُسکو دبا دیا اس لیے کہ اُس کے
انکشاف سے میرے کام مین اور خلل پڑجاتا ۔

اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد ایک اور ایرانی نے جس کا نام فراج اللہ
خان تھا دربار مین اپنے بعض احباب سے یہ ذکر کیا کہ مین اُس گروہ کا ایک رکن
ہون جو صنیع الدولہ کیطرح مسٹر سوسٹر کو مارنے کے لئے
مقرر ہوا ہے ۔ بعض لوگون نے اس گفتگو کو سن لیا اور یفرم خان کی
پولیس کو اس کی خبر کردی ۔ پولیس نے فراج اللہ خان کو گرفتار کرکے
پا بہ زنجیر کیا اور خوب تازیانہ لگائے ۔

۲۹ر جولائی کو مجلس سے حسب ذیل اعلان جاری ہوا کہ جو کوئی محمد علی
کا سر لائے گا ایک لاکھ تومان انعام پائے گا اور جو کوئی اُس کے دونون بھائیون
کے سر لائے گا ہر ایک پچیس ہزار تومان انعام پائے گا ۔ چنانچہ اس اعلان کی
نقل ذیل مین درج ہے ۔

شہر شعبان ۱۳۲۹ھ

برحسب رأی مجلس مقدس اعلان میشود۔ کسانیکہ محمد علی میرزا را اعدام یا دستگیر نمایند یکصد ہزار تومان بانہا دادہ میشود۔

کسانیکہ شعاع السلطنہ را اعدام یا دستگیر نمایند بیست و پنجہزار تومان بانہا دادہ میشود۔

و نیز اخطار میشود کہ اگر داوطلبان خدمات مزبورہ بعد از انجام خدمت کشتہ شدند مبلغ ہای فوق الذکر بہمان نسبت بورثہ انہا دادہ خواہد شد و این مبلغ در خزانہ دولت موجود است و بعد از انجام خدمت نقد بانہا پرداختہ میشود۔

محل امضاء حضرت رئیس الوزراء

میجر اسٹوکس کی پنشن بھی مجلس سے منظور ہوگئی اور اسی شام کو سفیر روس

وزیر خارجہ کے دفتر پر آئے اور یہ کہا کہ میجر اسٹوکس کے معاہدہ پر دستخط نہ کئے جائیں
اگر ایسا ہوگا تو گورنمنٹ روس کی طرف سے ایک بڑے معاوضہ کا مطالبہ ہوگا۔
وزیر امور خارجہ بیچارے ایسا ڈر گئے کہ اُنھوں نے مجھے اس مضمون کا خط لکھا کہ
تجویز اُس وقت تک واجب التعمیل نہیں ہے جبتک کہ اُس پر نائب السلطنۃ
کے دستخط نہ ہوں۔ حالانکہ یہ بات بالکل لغو تھی۔ ایران میں دفتری رعب و داب
جمانے کے لئے اس طرح کی ظاہری کارروائیاں اکثر ہوا کرتی ہیں۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ پہلے جو بندوقیں اور کارتوس سپہدار نے گورنمنٹ
روس کے ذریعہ سے منگائے تھے انزلی پہونچ گئے اور وہ رشت کے
راستہ سے طہران میں لائے جا رہے تھے۔ یہ ہتھیار ایسے وقت میں بھیجے گئے تھے
کہ اُن کے تلف ہونے کا بہت احتمال تھا اسلئے کہ شاہ معزول کے جاسوس تمام
پھیلے ہوئے تھے۔ مگر یا رسے بہتر ہوئی کہ اُن کے ہاتھ نہ لگے اور بہت سے صندوق
جن میں سات ہزار بندوقیں اور چالیس ہزار کارتوس تھے بحفاظت قزوین پہونچ
گئے۔ ان کے آنے سے طہران میں جو سامان جنگ موجود تھا اُسمیں ایک معقول اضافہ
ہوگیا۔ اگر یہ سامان نہ آتا تو دستوری حکومت کو بڑی دقت پیش آتی۔ میں نے اُس
میں سے پندرہ سو بندوقیں اور چھ ہزار کارتوس لیکر اپنے اتابک پارک میں رکھ لیے
تاکہ جب خزانہ کی پولیس کو ضرورت ہو تو اُنھیں دیدیے جائیں۔ ایران میں ہتھیار
کچھ عجیب طرح پر غائب ہو جاتے ہیں۔ گو اُن کے لئے کتنی ہی حفاظت کیجا ے

سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُنہین پیش نظر رکھے۔

اب تک اس بارے مین کچھ ذکر نہین کیا گیا کہ گورنمنٹ روس محمد علی کو تخت ایران پر بٹھانے کی کیا کوشش کر رہی تھی۔ روسی عہدہ دار اس معاملہ مین نہ غافل تھے اور نہ اُنھین احتراز تھا۔

گورنمنٹ روس نے باتفاق گورنمنٹ برطانیہ دو سال پہلے اس بات کی ذمہ داری لی تھی کہ شاہ معزول کو اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رکھین گے اور اُسے دستوری حکومت کے خلاف کسی قسم کی سازش کرنے کا موقع نہ دین گے۔ یہ گویا اُس معاہدے کی دفعہ (۱۱) کا مضمون تھا۔ جس پر ۹ ستمبر ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ روس و برطانیہ نے دستخط کئے تھے۔ ایسی حالت مین محمد علی کا اڈیسہ سے نکل کے روسی ملک مین ہوکر روسی جہاز پر سوار ہو کے بحر کیسپین سے عبور کرنا اور سرحد ایران مین داخل ہونا کہان تک واجبی تھا۔ گورنمنٹ روس نے نہ اس کا کچھ تدارک کیا اور نہ اُسے دستوری حکومت کے خلاف سازش کرنے یا حملہ آور ہونے مین کچھ مزاحم ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ مع اپنے ہمراہین کے ایک مصنوعی ڈاڑھی لگا کے روسی پروانہ راہداری کے ساتھ ملک روس مین سے ہو کے گزرا اور سامان حرب یعنی بندوقین اور زود فیر توپین بھی ہمراہ لایا جن کے صندوقوں پر یہ لکھا تھا کہ اس مین سوڈا لیمنیڈ وغیرہ ہے۔ اس کے پروانہ راہ داری مین یہ درج تھا کہ وہ بغداد کا ایک سوداگر ہے اور خلیل

اُس کا نام ہے - اس فریب دہی سے روسی عہدہ دار جو پروانہ راہداری کے معائنہ
کے لئے مقرر تھے دہوکے مین آ گئے اور اُسے چھوڑ دیا - غالباً گورنمنٹ روس
دنیا کو یہ یقین کرانا چاہے گی کہ اُس کا فرض یہ نہ تھا کہ ہر وقت محمد علی کے نقل
وحرکت کو بغور دیکھتی رہتی - وہ اوڈیسہ سے اول وینا گیا اور وہان کچھ عرصہ تک قیام کرکے
اس مہم کے لئے ہتیار خریدے اور تیاریان کین - بعض واقعات جو وہان گزرے وہ
بعد کو اُس کے جنرل ارشد الدولہ کے بیان سے ظاہر ہو گئے - ارشد الدولہ
اُس کے ہمراہ ایران آیا تھا اور یفرم خان کی فوج کے ہاتھون گرفتار ہوکے
گولی سے مارا گیا - اُس نے مرنے کے وقت جو کچھ کہا وہ کل واقعات پر عجیب روشنی
ڈالتا ہے -

مسٹر مور نامہ نگار اخبار لندن ٹائمز متعینہ طہران جو ارشد الدولہ کے
مارے جانے کے وقت موجود تھے بلکہ اُس فوجی کونسل مین بھی شریک تھے جو
ارشد الدولہ کو سزاے موت دینے کے لئے منعقد ہوئی تھی - مسٹر مور ارشد الدولہ
کے بیانات حسب ذیل قلمبند کرتے ہین -

مین محمد علی سے وئینا مین ملا - روسی سفیر بھی ہم سے ملنے آئے اور ہم نے
اُن سے مدد چاہی - انہون نے کہا کہ روس ہم کو مدد نہین دے سکتا - روس اور
انگلستان نے اسکے متعلق معاہدہ کیا ہے اُسکے خلاف نہین کرسکتے - دونون سلطنتون
نے اقرار کیا ہے کہ ایران کے اندرونی معاملات مین دخل نہ دین گے - ہم آپ

لوگون کو کچھ مدد نہین دے سکتے تو ہم آپ کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہ کرینگے
اب آپ بجاے خود اس بات کا فیصلہ کیجیے کہ آپ کو کامیابی کے کیا توقعات
ہین اگر آپ سمجھتے ہین کہ ایران کے تخت تک پہونچ سکینگے تو بسم اللہ جایئے
مگر یہ یاد رکھئے کہ ہم آپکو کچھ مدد نہین دے سکتے اور اگر آپ نے شکست کھائی
تو ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔ ہم نے اسکا یہ جواب دیا کہ آپ ہمارے لئے اتنا تو ضرور
کرسکتے ہین کہ ہمین کچھ روپیہ قرض دلادین اُس نے جواب دیا کہ یہ بھی ممکن نہین
گو ہم نے بہت منت سماجت کی اور دو مرتبہ اُس سے ملے مگر ہماری درخواست
کو اس نے نامنظور کیا البتہ اُس نے یہ مشورہ دیا کہ اگر محمد علی کے بعض جواہرات
جو روسی بنک طہران مین رکھے ہین اُن کی رسید موجود ہو تو اُس کی کفالت پر قرض
کا انتظام ہوسکتا ہے۔ مگر چونکہ محمد علی کے پاس کوئی رسید نہ تھی۔ اس لئے کچھ نہ ہوسکا
مسٹر مور اچھی طرح فارسی سمجھتے ہین لہذا جو کچھ شاہ معزول کے جنرل نے
بیان کیا اُسکی صحت مین کچھ کلام نہین۔ جب مین نے لنڈن ٹائمز مورخہ ۱۳ اکتوبر
مین اپنا ایک کھلا ہوا خط چھپوایا اور اُس مین اس واقعہ کا ذکر کیا تو گورنمنٹ روس
نے سرکاری طور پر اس بات سے انکار کیا کہ روسی سفیر نے ویئنا مین شاہ معزول
سے یہ باتین کین اور اس واقعہ کی تغلیط کی کوشش کی۔ کچھ عرصہ بعد جب پارلیمنٹ
برطانیہ مین یہ مسئلہ پیش ہوا تو روس کے انکار پر بہت ہی مضحکہ اڑایا گیا۔ مجھے بعد کو
معلوم ہوا کہ روسی انکار ایک حد تک صحیح تھا۔ دراصل روسی سفیر نے ویئنا مین

شاہ معزول اور اُس کے جنرل سے یہ باتین نہین کین بلکہ سفارت روس کے ایک وکیل کے ساتھ اس طرح کی گفتگو آئی تھی چونکہ ارشد الدولہ نے جو کچھ مسٹر مور کے سامنے بیان کیا وہ فارسی زبان مین تھا اور فارسی مین لفظ سفیر ہر طرح کے سیاسی عہدہ دارون کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے مسٹر مور اور نیز دوسرے لوگون نے جو وہان موجود تھے خیال کیا کہ ارشد الدولہ کی مراد روسی سفیر سے ہے۔ مگر پھر بعد یہ معلوم ہوا کہ روسی وکیل سفارت جس کے ساتھ یہ گفتگو ہوئی تھی وہ موسیو ڈی ہارٹ وگ تھے جو اول طہران مین سفیر رہ چکے تھے اور محمد علی کو تخت طہران پر قبضہ رکھنے مین بہت مدد دی تھی یہ حضرت اب بلگریڈ مین روسی سفیر مقرر تھے۔ اور وہان سے کئی دفعہ شاہ معزول اور ارشد الدولہ سے ملنے کی غرض سے ویَنا مین آئے تھے۔ یہ واقعات مجھے اُس وقت معلوم ہوئے جب مین گزشتہ جنوری مین ایران سے واپس آرہا تھا اور وائینا مین کچھ دیر ٹھہرا تھا۔ چنانچہ شاہ معزول مع ہمراہین و سامان جنگ روسی جہاز مین سوار ہوکے ایک روسی لنگر گاہ سے جو باکو کے شمال مین واقع ہے روانہ ہوا اور بحر کسپین کو عبور کرکے گمیش ٹپہ مین جہاز سے اُترا۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ یہ سارے واقعات غلط ہین اور شاہ معزول کا اس طور پہ آڈیسہ سے نکل کے یہان آجانا محض ایک اتفاقی امر تھا اور یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ سفیر روس متعینہ بلگریڈ یا وائینا نے محمد علی کے

اس ارادے کی اطلاع روسی وزراے کیبنٹ کو نہین دی مگر اس بات کا کیا
جواب ہے کہ متعدد و شہادتین اس کے خلاف موجود ہین جن سے یہ صاف ظاہر
ہوتا ہے کہ گورنمنٹ روس کے اعلے عہدہ دارونکو شاہ معزول کی نقل وحرکت
اور تخت ایران حاصل کرنے کی کوشش کا حال بخوبی معلوم تھا۔ محمد علی کے
وارد ہونے سے دس روز پہلے طہران مین ایک ڈنر ہوا تھا جہان بہت سے
لوگ مدعو تھے اس ڈنر کے موقع پر روسی سفیر نے یہ بیان کیا کہ چند ہفتہ مین ایران
کی دستوری حکومت کا خاتمہ ہوجائے گا۔ گو اُس وقت سفیر کے اس بیان پہ
بہت ہی تعجب معلوم ہوا مگر جب ۱۸ رجولائی کو یہ خبر آئی کہ محمد علی ایران مین
وارد ہوا ہے تو اُس وقت اس بیان کی حقیقت کھلی۔ شاہ معزول کے آنے
سے تمام ملک ایران مین روسی سفرا کو جو خوشی ہوئی وہ اظہر من الشمس تھی۔
اُنھون نے اس خوشی کو چھپانے کی کوشش بھی نہین کی بلکہ منفقہ و متحدہ
مختلف صورتون مین شاہ معزول کے ہوا خواہون کو اس بات مین پوری مدد دی
کہ دستوری حکومت کا استیصال کرین۔ روسی عہدہ دار تو ایران مین اپنے اغراض
پیدا ہونیکے لئے محمد علی کو ایک بہترین ذریعہ سمجھتے تھے اُنہون نے دیکھا کہ جب تک دستوری حکومت
قایم ہے اُنکی دال نہ گلیگی بہتر ہے کہ اس گدھے محمد علی کو تخت پر بٹھائین اور اُسکی کان پکڑ کے جیسا چاہین کام لین۔
۲۳ رجولائی کو گورنمنٹ ایران نے طہران مین کل سفارت خانون کو مارشل لا نافذ
ہونے کی اطلاع دی۔ اکثر سفارت خانون نے تو معمولی طور سے یہ جواب دیا کہ

عہدنامہ ترک مانچی کے بعض شرائط کا لحاظ کرنا چاہیے۔ مگر روسی سفیر نے ابتدا ہی سے ایک مختلف اور مشاقانہ لہجہ اختیار کیا اور منجملہ اور باتوں کے یہ لکھا کہ روسی سفارت خانہ کو اختیار ہے کہ جسکو روسی رعایا سمجھے اور یہ دیکھے کہ وہ ملک کے موجودہ ہنگامے میں شریک ہونا چاہتا ہے اوسے فوراً گرفتار کرلے۔ اس کی اصل غرض یہ تھی کہ کل ملک ایران میں روسی سفرا کو ایک بہانہ ملجائے جسکی بنا پر وہ جس ایرانی کو چاہیں گرفتار کرلیں اور اُسے دستوری حکومت کی طرف سے محمد علی کے مقابلہ میں جانے کا موقع نہ دیں۔ اگر اتفاقاً اس دہمکی کی پوری تعمیل کیجاتی تو سب سے پہلے بہت سے روسی سفیر اور سفارت خانہ کے ملازمین گرفتار ہونے کے قابل تھے۔

دمشت میں روسی سفیر نے یہان تک کہا کہ گورنمنٹ ایران کو اس بات کی اطلاع دی کہ وہ جسکو چاہیگا محض روسی رعایا ہونے کے شبہ پر گرفتار کرلے گا اور اسکی تحقیقات پھر بعد کو ہوتی رہیگی جب ہنگامہ فرو ہوجائیگا۔

ابھی محمد علی کو یہان آئے ہوئے کچھ دن بھی نہ گزرے تھے اور ملک گیری کے لئے اس کے قدم بھی نہ جمنے پائے تھے کہ ۳۱ جولائی کو برطانیہ اور روس کی طرف سے شاہ معزول کے حملہ آوری کے متعلق گورنمنٹ ایران کے نام اس مضمون کا ایک مراسلہ پہنچا۔

چونکہ شاہ معزول بخلاف اُس مشورہ کے جو گورنمنٹ برطانیہ و گورنمنٹ روس کی طرف سے وقتاً فوقتاً اُسے دیا گیا کہ وہ ایران کے خلاف کسی قسم کی سازش

کرنے سے باز رہے اب ایران مین داخل ہو گیا ہے لہذا ہر دو دول اس امر کا اعلان کرتی ہین کہ شاہ معزول کو اب کوئی حق اس پنشن پانے کا باقی نہین رہا جو عہدنامہ کے رو سے گورمنٹ ایران نے اس کے لئے مقرر کی تھی۔ لیکن بخلاف اسکے گورنمنٹ روس و برطانیہ کا یہ خیال ہے کہ چونکہ شاہ معزول اب ملک طہران مین آگیا ہے لہذا گورمنٹ روس و برطانیہ کو اس مین دخل نہ دینا چاہیئے۔ پس گورنمنٹ روس و برطانیہ اس امر کا اظہار کرتی ہین کہ اس لڑائی مین جو بدقسمتی سے ایران مین اُٹھ کھڑی ہوئی ہے وہ کسی طرح پر دخل نہ دینگی۔

چنانچہ ایران کی دستوری حکومت کم از کم ایک سلطنت کی مجرمانہ غفلت اور بدعہدی کی وجہ سے خانہ جنگی مین مبتلا ہوئی۔ جب اصل واقعہ معلوم ہو گیا اور دونون سلطنتون سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ کسی کی طرفداری نہ کرینگی اس حالت مین بھی گورمنٹ ایران اپنے تئین ان دقتون سے بچا سکتی تھی۔ اگر وہ دونون سلطنتین ایمانداری کے ساتھ اپنے قول پر قایم رہتین۔ روسی عہدہ دارون نے باوجود اس امر کے کہ گورنمنٹ روس نے صاف صاف اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ وہ کسی کی طرفداری نہ کرے گی۔ ایران مین جو برتاؤ کیا۔ وہ حسب ذیل واقعات سے ظاہر ہوگا۔

۲۹ جولائی کو مسٹر م سفیر روس متعینہ اصفہان نے وزیر امور خارجہ ایران کو حسب ذیل مراسلہ بھیجا۔

"اس سفارت کو یہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اصفہان مجتہدین، امراء تجار اور معائدین شہر کا ایک بڑا جلسہ کرنے والی ہے تاکہ ایک تار اس مضمون کا مختلف سفرائے دول خارجہ کے پاس بھیجا جائے کہ یہاں کی رعایا محمد علی کا آنا پسند نہیں کرتی اور ایرانی اس کے آنے سے سخت ناراض ہیں۔ لہذا میں قبل از قبل آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس معاملہ میں جن لوگوں کو لکھنا چاہیئے لکھ بھیجئے یہ معاملہ ایران اور اہل ایران سے تعلق رکھتا ہے اس بابت میں شاہی سفارتخانہ روس کو تکلیف دینا بیکار ہے" بعد ازاں اس نے پھر یہ تحریر بھیجی۔

"محمد علی شاہ کے معاملہ میں آپ بیکار روسی سفیر کو زحمت نہ دیں یہ وزیر امور خارجہ ایران اور اس کے قائم مقاموں کا فرض ہے کہ اپنی گورنمنٹ کو اس طرف متوجہ کرے اور اس طرح کے معاملات سے باز رکھے اور اسکا پورا تدارک کرے" ایک شخص رشید الملک نامی جو اہل ایران سے تھا اور سابق میں صوبہ اردبیل کا گورنر تھا سرکاری فوج کا افسر مقرر ہوا۔ وہ دغابازی کے ساتھ ایک بہت ہی تھوڑے سے شہسوانیوں کے مقابلہ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ شہسوانی قبائل ہمیشہ سے معزول شاہ کے طرفدار تھے۔ اسپر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور گرفتار ہو کے تبریز میں قید کر دیا گیا۔

۲۷ جولائی کو روسی سفیر کبیر متعینہ تہران نے گورنر تبریز سے اسکی رہائی چاہی

گورنر نے یہ کہلا بھیجا کہ رشید الملک حسب الحکم دستوری حکومت قید کیا گیا ہے اس پر روسی سفیر نے تین سو مسلح سپاہی گورنر کے مکان پر بھیجے۔ جنھوں نے ایرانی پہرہ والوں کو مار کے ہٹا دیا گورنر کی ہتک کی اور رشید الملک کو رہا کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ چند روز بعد رشید الملک شجاع الدولہ کی باغی فوج سے جا ملا جو تبریز پر حملہ آور ہونے والی تھی۔

(گورنمنٹ ایران نے اس واقعہ کے متعلق ایک باقاعدہ اعتراض نامہ سفیر روس کے پاس بھیجا جسکے جواب میں اس نے اس واقعہ کو تسلیم کیا اور اس کے ساتھ یہ لکھا کہ رشید الملک کو ایک سخت سزا سے بچانا مقصود تھا جو اُسکے لئے تجویز ہوئی تھی۔ اس طرح کا برتاؤ اگر دو مساوی الدرجہ سلطنتوں کے ساتھ کیا جاتا تو فوراً جنگ چھڑ جاتی روسی سفیر نے یہ لکھا کہ گورنمنٹ روس کے بعض عہدہ داروں نے رشید الملک کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اسلیئے روسی فوج جاکر اُسے چھڑا لائی۔ یہ محض بے بنیاد بات تھی اس لئے کہ رشید الملک کے نسبت کسی قسم کی سزا کا حکم ہی نہیں ہوا تھا اور بالفرض اگر سزا کا حکم بھی دیا گیا ہوتا تو سفیر روس اسطرح کی دخل دہی کے ہرگز مجاز نہ تھے۔ یہ شجاع الدولہ کا خطاب رحیم خان لٹیرے نے اختیار کیا تھا جسکا ذکر اس کتاب کی تمہیدی باب میں آچکا ہے۔ تبریز کے نواح میں روسی فوج اُسے برابر مدد دے رہی تھی۔ اور روسی افسر اُس کے پشت پناہ تھے۔ روس کو آذربائیجان میں

اپنی فوج تعینات کرنے کے لئے یہ ایک عمدہ بہانا لگیا تھا)
اسکے علاوہ اور بیسیون واقعے اسی طرح کے پیش ہوسکتے ہین جنمین
روسی عہدہ دارون نے ایران کے معاملات مین مخالفانہ دست اندازی کی۔
حالانکہ ایران ایک خود مختار سلطنت تھی جسکے ساتھ روس دوستانہ برتاؤ کا دعی
تھا۔ اس طرح کی دست اندازی اگر دو مساوی القوت سلطنتون مین کیجاتی تو
فوراً جنگ کا اعلان دیدیا جاتا۔ اس طرحکا جو واقعہ پیش آیا گورنمنٹ ایران نے
فوراً اس کے متعلق سفیر روس متعینہ طہران کو آگاہ کرکے سیاسی اعتراض
کیا۔ اور اسی طرح کے اعتراضات سفارت ایران کی طرف سے لنڈن اور
سینٹ پیٹرسبرگ مین بھی کیے گئے مگر گورنمنٹ روس نے مطلق نہ اسکا
اعتنا کیا اور نہ کسی روسی افسر کو سزا دی۔
تئیس جولائی کی سہ پہر کو ایک ایرانی فوجی افسر جو بظاہر بہت مشین معلوم
ہوتے تھے مجھ سے ملنے آئے اور یہ کہا کہ گورنمنٹ نے انکو اس مہم پر مقرر
کیا ہے جو شاہ معزول کے مقابلہ مین جارہی ہے۔ ان صاحب کا نام سردار
محی تھا۔ گو پہلے یہ معز السلطان کے لقب سے مشہور تھے۔ سنہ ۱۹۰۹ء مین
جو قومی فوجین بماتحتی سپہدار طہران پر حملہ آور ہوئین تھین اُن مین یہ بھی
شریک تھے اور کچھ بہادری بھی دکھائی تھی۔ جب وہ میرے دفتر مین آئے
تو اوپچی بنے ہوئے تھے۔ کئی پستول کمر مین آویزان تھے اور بہت سے

کارتوسون کے بار گاڑیین ڈالے تھے - جن کی تعداد تین سو سے کم ہوگی
آدمی بہت جسیم تھے اور زرد لمبی بوٹ پہنے ہوے تھے - اُنہون نے مجاہدین
کا ایک رسالہ ترکمانون کے مقابلہ مین لیجانے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ
اُسکے ابتدائی اخراجات کے لیے وزیر جنگ کا دستخطی خط پیش کیا جس مین
یہ لکھا تھا کہ چھبیس [٢٦] ہزار تومان انکو دلائے جائین - اس رقم سے خود ان کی
ذاتی ماہوار بحیثیت کمانڈر فوج ڈگوزراستر آباد (جہان انکے جانے کی بہت کم
امید تھی) دلائی گئی تھی - اور اس کے علاوہ دوسرے مصارف کا ذکر تھا
جوآئندہ پیش آنے والے تھے - ان صاحب کو ابھی حال مین گورنمنٹ
نے چھ ہزار تومان دلائے تھے اور یہ کہا گیا تھا کہ وہ ضلع کرمان کے گورنر
مقرر ہوئے ہین لہذا یہ ان کی تنخواہ ہے حالانکہ وہ کبھی کرمان نہین گئے -
مین نے اس بارے مین کیبنٹ کے ساتھ بہت حجت کی اور یہ رقم دینے سے
انکار کیا مگر پھر مجبوری دینا پڑا - اُس وقت سے میری روانگی طہران تک جو
پانچ مہینے کے بعد ظہور مین آئی برابر اس قسم کے احکامات کیبنٹ کیطرف
سے سرکاری خزانہ پر آتے رہے - کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے کسی
نہ کسی بہانے سے کیبنٹ یا وزیر جنگ کی منظوری حاصل کرکے خزانہ سے
رقم کا مطالبہ نہ کیا ہو - یہ سلسلہ جو شروع ہوا تو پھر ختم نہ ہوا - اصل یہ ہے کہ
شاہ معزول کو شکست دینے کے لیے کیبنٹ اپنے ہوا خواہون کو روپیہ

سے خوش کرنا چاہتے تھے۔

اب جنوب سے طہران میں بختیاروں کی آمد شروع ہوئی اور ان لوگوں نے روپیہ کے لئے ایسے مطالبات پیش کئے جو بالکل بیجا تھے۔ مین نے کئی دفعہ کیبنٹ کو اطلاع دی کہ اگر اس طرح خزانہ کی لوٹ جاری رہے گی تو مین اپنی خدمت سے استعفا دیدونگا۔ حاکم الملک وزیر فینانس نے بھی بختیاریوں کی اس حرکت پر اظہار تاسف کیا اور یہ کہا کہ اگر کیبنٹ ان کے مطالبات کو منظور کرتی رہیگی تو وہ بھی اپنی خدمت سے مستعفی ہو جاینگے۔ بختیاریوں کا پہلا جرگہ جو طہران پہنچا اسکا سردار ایک نوجوان معین ہمایون تھا جس نے اس مہم مین بڑی بہادری اور حقیقی حب الوطنی دکھائی۔

تیسری اگست کو سالار الدولہ کرمان شاہ پہنچ گیا اور وہان تاجروں کو حکم دیا کہ چنگی کا محصول گورنمنٹ کو دینا موقوف کرین۔ اور ان سے پچاس ہزار تومان قرض کا طالب ہوا۔ اسی طرح کی درخواست اس نے وہان کے بینک سے بھی کی۔ مگر بینک نے صاف انکار کر دیا۔

اب کیبنٹ نے بشمول وزیر اعظم صمصام السلطنہ میرے ساتھ بھی مخالفت شروع کردی اسلئے کہ مین اس سرکاری لوٹ کے خلاف تھا اور وزیر اعظم نے صاف انکار کردیا کہ وہ مجھے حسب وعدہ خزانہ کے لئے فوجی پولیس مرتب کرنے مین مدد نہ دینگے۔ اور جو بارک اور دوسرا سامان حسب

وزیر جنگ کے قبضہ مین تھا مجھے نہ دلائین گے۔

اس وقت سرکاری فوج مین بہت سے بیقاعدہ بختیاری تھے جو اصفہان اور طہران کے شاہراہ پر پھیلے ہوئے تھے اور خاص طہران مین بارہ سو پولس اور پانسو فوجی پولیس کے سپاہی تھے۔ اس کے علاوہ یفرم خان کا ایک لفٹنٹ جو قزوین مین تعینات تھا اس کے پاس پانسو فوجی پولس کے سپاہی اور دو سو ارمنی مجاہدین موجود تھے جو سپاہی پیشہ کہلاتے تھے۔

آٹھوین اگسٹ کو یہ خبر آئی کہ ارشد الدولہ نے سرکاری فوج کو جو طہران کے شمال و مشرق کی طرف دامغان مین تعینات تھی مار کے بھگا دیا سرکاری فوج کے بہت سے سپاہی شاہ معزول کی فوج سے جا ملے جس زمانہ مین سپہدار وزیر جنگ تھے انھون نے یہ فوج معہ دو توپون کے وہان تعینات کی تھی۔ یہ توپین معہ اور سامان حرب شاہ معزول کی فوج کے ہاتھ لگین۔ اکثر لوگون کو اس بات کا یقین تھا کہ اس معاملہ مین سپہدار کی سازش ہے اسلئے کہ دستوری حکومت کے ساتھ اُسکی مخالفت اب کوئی چھپی ہوئی بات نہ تھی۔

اگسٹ کے مہینہ مین قومی فدائیون کی اکثر فوجین شاہ کے مقابلہ مین بھیجی گئین۔ پہلی فتح جو دستوری حکومت کی فوج کو حاصل ہوئی وہ طہران کے شمال و مشرق کی پہاڑیون مین بمقام فیروزہ کوہ تھی۔ وہان ایک تنگ

گھاٹی مین اس نوجوان بختیاری سردار معین ہمایون نے رشید السلطان کی فوج کو شکست دی اور اُسے گرفتار کرلیا - اس معرکہ مین رشید السلطان کے ساٹھ آدمی مارے گئے -

پندرہ اگست کی شب کو سالار الدولہ کے آٹھ سو سوارون نے شہر ہمدان پر قبضہ کرلیا اور وہان جو باقاعدہ سرکاری فوج تعینات تھی اس نے کچھ مزاحمت نہ کی

خود شاہ معزول کی نقل و حرکت کا کچھ پتہ نہ معلوم تھا - بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ اس واقعہ سے بہت خائف ہوگیا ہے کہ اس کا سر لانے کے لئے ایک لاکھ تومان مقرر ہوے ہین اور بھاگ کے اُس جہاز مین جا چھپا ہے جو اس کے لئے لنگر انداز تھا بلکہ بعض افواہ یہ بھی کہ وہ وہان سے روانہ ہوگیا ہے - اس عرصہ مین یفرم خان چند سپاہیون کی تھوڑی تھوڑی فوج ان پہاڑی درون کی حفاظت کے لئے بھیجتا رہا جو طہران آنے کی راہ مین حایل تھے اور اس کا یہ خیال تھا کہ اگر فوج محمد علی کے عقب مین پھیکر دریا کا راستہ اس کے لئے مسدود کردے چونکہ طہران کی حالت بہت نازک تھی اس لئے یفرم خان نے شاہ معزول کے مقابلہ مین اپنا طہران چھوڑنا مناسب نہ سمجھا - وہ اس انتظار مین تھا کہ شاہ معزول کی فوج پایہ تخت کے قریب آئے تو خود حملہ آور ہو -

گیارہ اگست کو مین ایک دعوت مین گیا جو کرنل بیڈوز نے گلہک مین دی تھی - کرنل بیڈوز لندن کی ایک کمپنی موسومہ مسرس سلگمن براورس

کے ایجنٹ تھے۔ اس دعوت مین اور مہمان جو وہان آئے تھے ان مین مسٹر جارج بارکلے سفیر برطانیہ اور ان کے دوست موسیو پوکلیوسکی کوزیل سفیر روس اور مسٹر مور نامہ نگار اخبار لندن ٹائمس بھی تھے۔ ایران کی موجودہ حالت پر خوب بحث رہی اور روسی سفیر نے اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ شاہ معزول عنقریب فتحیاب ہو کے قابض ہوجائے گا۔

میجر اسٹوکس کے تقرر کے مسئلہ مین بھی بہت دیر تک گفتگو رہی۔ ڈنر کے بعد ہم نے برج کے کئی ربر کھیلے اور مین خوب بازی جیتا۔ میری جیتنا سے روسی سفیر کے دل پر اہل امریکہ کے مالی قابلیت کا بہت اثر ہوا۔

اتنے مین سفیر روس اور مین وہان سے اٹھ کر مکان کے بالاخانہ پر ٹہلنے لگے۔ سفیر روس موسیو پوکلیوسکی کوزیل ایک بہت ہی پرمذاق آدمی تھے۔ باتون باتون مین انہون نے پھر دستوری حکومت کی نااہلی کا ذکر کیا اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ اگر محمد علی پھر بادشاہ ہوجائے تو کیا مین اس کی حکومت مین صدر المہام خزانہ یا وزیر با اختیار بننا پسند کرونگا۔

انھون نے مجھے یقین دلایا کہ اگر مین اسے منظور کرلون تو گورنمنٹ روس میری پوری حمایت کرے گی اور معاوضہ خدمت بھی بہت معقول ملیگا اب مجھے جو کچھ کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جب تک یہ تغیر واقع ہو مین چپ چاپ رہون اور کچھ نہ کرون۔ یہ مشورہ گو دبی زبان مین دیا گیا مگر اس کا مطلب

صاحب تھا۔ سفیر روس نے اپنے نزدیک ایک بہت معقول تجویز میرے لیے پیش کی۔ اس سے مجھے ذلت دینا اُن کا مقصود نہ تھا۔

المختصر اُن کی لچھے دار گفتگو سے اگر سیاسی پہلو اور نشست الفاظ کی صورت بدل دی جائے تو اُن کا صاف صاف مطلب یہ نکلتا تھا کہ مین موجودہ دستوری حکومت کو مدد دینے سے باز آؤن اور اُسے دیوالیہ ہوکے برباد ہونے دون اور اُس ظالم شیطان محمد علی کی ملازمت قبول کرون جو وزراے روس کا غلام ہوکے رہیگا۔ مین نے وزیر روس سے صاف صاف کہدیا کہ مین دستوری حکومت سے عہد کرچکا ہون کہ حتی الوسع اپنے فرایض بہت خوبی اور ایمانداری کے ساتھہ انجام دونگا۔ اس ہنگامہ کا نتیجہ کچھہ ہی ہو مین محمد علی کی ملازمت کا خیال دل مین نہین لا سکتا۔

مجھے پھر معلوم ہوا کہ سفراے روس متعینہ طہران اور ویٔنا نے شاہ معزول کی کامیابی مین بہت کوشش کی گورنمنٹ برطانیہ روسی سفرا کی لاعلمی اور نیک نیتی کا راگ ہی گاتی رہی۔ سفراے روس نے ۱۹۰۷ء کے معاہدہ کی خلاف ورزی کرکے شاہ معزول کی طرفداری مین پورا حصہ لیا۔

۵ ار اگست کو نائب السلطنت کے ساتھہ مجھہ سے دیر تک گفتگو رہی اور انھون نے ایران کی حالت کی ایک بہت ہی مایوسانہ تصویر کھینچی گو انھون نے اس امر کے متعلق اپنا اطمینان ظاہر کیا کہ ایران کے مالی معاملات

کا انتظام کچھ اچھا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ کہا کہ ایران میں ہمیشہ ہر قسم کی شکایتیں بلند ہوتی ہیں۔ جب کبھی مالی انتظام کی طرف توجہ کی جاتی ہے تین سو برٹش افسر جو گورنمنٹ ایران نے پولیس کی تعلیم کے لیے نوکر رکھے تھے طہران آ گئے۔

کیبنٹ وزرا کے ساتھ بہت مباحثوں کے بعد یہ طے ہوا کہ آیندہ سے فوج کی تنخواہ بجائے وزیر جنگ کی وساطت کے میرے ذریعے سے دلائی جائے اس سے مجھے بہت کچھ اصلاح کا موقعہ ملا۔

۲۰ اگست کو یہ خبر آئی کہ سالار الدولہ مع دس ہزار فوج کے ہمدان پہونچ گیا ہے اور طہران کی طرف بڑھنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس وقت پایہ تخت یا اس کے اطراف میں دستوری فوج کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اس خبر کے آنے سے اور ہل چل بڑھ گئی۔

۲۴ اگست کو کمسن شاہ کی چودھویں سالگرہ کا دن تھا جس کی خوشی میں طہران سے باہر شاہی قصر میں ایک دربار عام منعقد ہوا۔ میں تو وہاں جا نہ سکا مگر میرے مددگار مسٹر کیرسن تشریف لے گئے اور ایک نہایت عمدہ شاخ نرہوال[1] جو امیر البحر پیری اپنے قطب شمال کی مہم سے

---

[1] - بحر شمال میں وہیل مچھلی کی جنس کی طرح ایک بہت بڑی مچھلی ہوتی ہے جسکے پیشانی پر شل گینڈے کے ہاتھی دانت کا سا ایک بڑا سینگ رہتا ہے۔

ساتھ لائے تھے اعلیحضرت کو نذر دی۔ اُس پر اڈمیرل پیری کے دستخط بھی کندہ تھے۔ اور یہ تحفہ شاہ کے لئے سفارت ایران متعینہ واشنگٹن کے ذریعہ سے بھیجا گیا تھا اور مسٹر کیرسن کے تفویض ہوا تھا کہ وہ پیش کریں۔

سلطان احمد شاہ نے کبھی اس سے پہلے مسٹر کیرسن کو نہ دیکھا تھا اور مترجمین کی بعض غلط بیانی سے وہ کچھ عرصہ تک اس دہوکے مین رہے کہ مسٹر کیرسن وہی شخص ہین جو قطب شمالی کی مہم پر گئے تھے اور وہ خود اُس شاخ کو نذر دینے لائے ہین مگر آخرکار اس غلط فہمی کی تصحیح کر دی گئی جس سے مسٹر کیرسن کو اطمینان ہوا۔

اس وقت طہران مین رہنا خوشگوار نہ تھا اس لئے کہ موسم گرما کی شدت تھی اور اس کے علاوہ خاک اس قدر اُڑتی تھی کہ دن بھر بلکہ رات گئے تک گرد و غبار چھایا رہتا تھا۔ خوش قسمتی سے قصر اتابک مین جہان مین ٹھیرا تھا ایک عمدہ سرداب بھی تھا۔ ایران مین عموماً کل بڑے بڑے مکانون مین سرداب ہوتے ہین اور اس سرداب سے ہم کو بہت آرام ملا۔ دن کو سرداب بہت خنک رہتا تھا اور مین نے وہین اپنا آفس بنا لیا تھا۔ موسم گرما مین (یعنی وسط جون سے آخر ستمبر تک) کل سفرائے دول خارجہ اور یورپین باشندگان طہران اور بہت سے ایرانی اُمرا اور دولتمند لوگ شہر چھوڑ کے پہاڑ پر چلے گئے تھے جو شہر سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور جہان اُن لوگون

کے لئے بہارستانی تفرج گاہ میں رہتے تھے۔ چونکہ میں نے خزانہ کی اصلاح کا کام ابھی ابھی شروع کیا تھا اسلئے میرے واسطے ضرور تھا کہ شہر میں رہوں جہاں اور سرکاری دفاتر تھے۔

اگست کے آخر مہینے میں بختیاروں نے طہران میں روپیہ کے لئے ایسے مطالبات پیش کئے کہ مجبوراً مجھے انکار کرنا پڑا اور میں نے صاف کہدیا کہ جب تک کوئی فوجی مہم قطعی طور سے تیار ہوکے مقابلہ کے لئے نہ بھیجی جاوے گی اُس وقت تک میں ایک حبہ نہ دونگا۔ وہ جانتے تھے کہ گورنمنٹ کی باقاعدہ فوج بالکل بے مصرف ہے اس لئے ایسی حالت میں جو کچھ وہ طلب کرینگے دلایا جاوے گا۔ اُن کی خود غرضی اور لالچ ایسی صاف نمایاں تھی کہ اہل طہران بھی اُن کی اس حرکت سے سخت ناراض ہوئے۔

سفیر روس اور سفیر برطانیہ جب مجھ سے ملنے آئے تو میں نے چالیس لاکھ پونڈ قرض کے معاملہ کا ذکر کیا جو میں لندن کے تجار سِس سلگمین برادرس کے ایجنٹ کے ذریعہ سے طے کر رہا تھا۔ اثنائے گفتگو میں سر جارج بارکلے نے ملک کے جنوبی تجارتی راستوں کا ذکر کیا کہ اُن کی حالت بہت مخدوش ہو رہی ہے جسکی وجہ سے گورنمنٹ برطانیہ کو تشویش ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ کیا ان راستوں کی حفاظت کا

کوئی معقول انتظام نہین ہو سکتا۔ مین نے یہ جواب دیا کہ شاہ معزول کی حملہ آوری کی وجہ سے دستوری حکومت کو اُس کے مقابلہ فوج بھیجنے کی ضرورت پیش آئی ہے اُس لئے اُس سمت کے اضلاع سے بختیاری قبائل طہران بلا لے گئے ہین اور اُن کے چلے آنے سے اکثر تجارتی راستے غیر محفوظ ہو گئے ہین مگر آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس مین گورنمنٹ ایران کا کیا قصور ہے۔ سر جارج بارکلے نے تب یہ تجویز پیش کی کہ مین ان راستون کی حفاظت کے لئے پولیس مقرر کرون یا کم از کم اپنی نئی پولیس خزانہ مین سے کچھ سپاہی وہان بھیج دون۔

انھون نے کہا کہ اگر مین اس کا انتظام کر دون تو وہ اپنی گورنمنٹ کو بذریعہ تار اطلاع دینگے جس سے دولت برطانیہ کی تشویش رفع ہو جاوے گی۔ کیونکہ پارلیمنٹ مین برٹش فارن سکرٹری سے باربار یہ جواب طلب ہوتا ہے کہ ایران کے اُس حصہ ملک کی حالت خراب ہونے سے برطانیہ کے تجارتی اغراض کو جو نقصان پہونچ رہا ہے اُس کا گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے کیا انتظام ہوا ہے۔ مین نے جواب دیا کہ اگر دولت برطانیہ خزانہ کے لئے فوجی پولیس جلد مرتب کرنے مین مجھے مدد دے گی تو مین بمنظوری پرشین کیبنٹ وزراء بخوشی اس کام کو اپنے ذمہ لونگا مگر اس فوجی پولیس کی تیاری زیادہ تر میجر اسٹوکس کے تقرر پر منحصر ہے اور جب

تک اُن کے تقرر سے انکار ہوتا رہے گا میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح اس مشکل ذمہ داری کو اپنے سر لے سکوں گا گو دولت برطانیہ کیسے ہی خواہشمند کیوں نہ ہو۔

اثنا گفتگو میں میں نے یہ بھی کہا کہ میری راے میں دولت برطانیہ نے میجر اسٹوکس کے معاملہ میں جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ سراسر وعدہ کے خلاف ہے اور کھلم کھلا روس کی طرفداری کی ہے جو ایران کے معمولی شاہی حقوق میں خواہ مخواہ دخل دینے کی کوشش کرتا ہے۔ میں نے ہنسی ہنسی میں یہ بھی کہدیا کہ چونکہ ان دونوں سلطنتوں کا برتاؤ ایران کے ساتھ منافقانہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ جرمنی کو بعض اجارے دلائے جائیں اس لئے کہ کچھ عرصہ سے جرمنی ایران کے مغربی حصہ میں آنا چاہتا ہے۔ میں نے یہ بات بالکل ہنسی میں کہی تھی مگر سفیر برطانیہ اسے سنکر ایسے خائف ہوے کہ میں نے جلدی سے دوسرا ذکر چھیڑ دیا۔

اسوقت بختیاری قبائل کی ایک فوج بہ سرکردگی امیر مفخم ہمدان کے قریب اس لئے ٹھہرے ہوئی تھی کہ اگر سالارالدولہ کی فوج آگے بڑھے تو اس کا مقابلہ کرے۔ اس فوج کے بختیاریوں کو حق الخدمت مل چکا تھا مگر اُن کے سردار جو طہران میں موجود تھے بالخصوص صمصام السلطنت کے ایک بھائی سردار جنگ تقاضا کر رہے تھے

کہ ساٹھ ہزار تومان اور دلائے جائین اور جب تک یہ رقم وصول نہ ہوگی اُسپر
سفیر کو میدان جنگ مین پیش قدمی کا حکم نہ دیا جائے گا۔ بیچارہ دیوالیہ
گورنمنٹ ایران سے اس طرح کی زرکشی مجھے ایسی ناگوار ہوئی کہ مین نے مجبوراً
وہان کے اخبارون کو اس کی اطلاع کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارے طہران
مین اس بات کی خبر ہوگئی اور بختیاری سردارون کو اپنی کوشش مین ناکام
ہونا پڑا۔

۲۸ اگست کو بہت سے ترکمان جو بہ سرکردگی ارشد الدولہ طہران کی طرف
بڑھے آرہے تھے اور قصبۂ ایوان کیف تک پہونچگئے تھے اُن سے وہان
کچھہ سرکاری بے قاعدہ فوج سے مقابلہ ہوا اور سرکاری فوج نے شکست
کھائی۔ یہ واقعہ پائے تخت سے ۶۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہوا کچھہ اور فوج
صمصام السلطنۃ کے چھوٹے بھائی امیر مجاہد کی سرکردگی مین فوراً روانہ
کی گئی۔

چوتھی ستمبر کو یہ خبر آئی کہ ارشد الدولہ طہران کی طرف بڑھہ رہا ہے
اور قصبۂ امام زادہ جعفر کے قریب پہونچ گیا ہے اور طہران سے چالیس
میل کا فاصلہ رہگیا ہے یفرم خان ساڑھے تین سو چیندہ کار آزمودہ
سپاہیون کو لیکر فی الفور طہران سے روانہ ہوا۔ میجر حسن جرمن
معلم توپ خانہ بھی اُسکے ساتھہ تھے اور ایک میکزیم توپ مع تین اسٹاف

زود فیر توپون کے بیچ جمعی کے چار بجے ختم ہوگئی - پیچھے یہ خبر آئی کہ بختیاریون
کی فوج نے جو امیر مجاہد کی سرکردگی مین بھیجی گئی تھی شکست
کھائی - اخبار لنڈن ٹائمس کے نامہ نگار اور رائٹر کے ایجنٹ مسٹر
مسٹر میرل امریکن مددگار جو ابھی حال مین طہران آئے تھے اور خزانہ
کے پولیس کے افسر مقرر ہوئے تھے اس مہم کے ساتھ روانہ ہوئے تاکہ
جنگ کا معائنہ کرین -

پانچوین ستمبر کو ۱۱ بجے دن کے اس فوج نے بسرکردگی یفرم خان
شاہ معزول کی فوج پر حملہ کردیا - شاہ معزول کی فوج مین دو ہزار ترکمانی
اور ایرانی تھے اور ارشد الدولہ اُن کا افسر تھا اس فوج مین چودہ سو
سوار بھی تھے - سرکاری فوج مین پانسو بختیاری اور ایک سو اسی ارمنی
مجاہدین اور پولیس - تین اسٹانڈرڈ توپین اور ایک میکزین توپ
تھی - بختیاریون کا رسالہ سردار بہادر اور سردار محتشم
کے ماتحت تھا - دوسری سرکاری فوج امیر مجاہد کی ماتحتی مین امامزادہ
جعفر کے جنوب مین دو میل کے فاصلہ پر ارشد الدولہ سے مقابلہ کررہی
تھی - اس فوج مین چار سو بختیاری اور چند فوجی پولیس کے سپاہی
تھے دوپہر سے دو گھنٹہ پہلے ارشد الدولہ ایک پہاڑی پر جا ٹھہرا
جو تقریباً ڈیڑھ میل مربع ہوگی اور وہان چار توپین اپنی حفاظت کے

لیے لگا دین اُس نے تین سو ترکمانی سوار ضلع ورامین مین اس لیے بھیج دیے تھے کہ وہان ہنگامہ برپا کرین۔ جب یقوم خان اپنی فوج لیے ہوئے اُسکی نواح مین پہونچا تو اُسے بندوقون کی آواز سنائی دی جس سے معلوم ہوا کہ امیر مجاہد ترکمانون سے لڑ رہا ہے۔

یقوم خان نے میجر سمتھ کو میگزیم توپ دیکر اور سردار بہادر کو رسالے کے ساتھ کر کے روانہ کیا کہ اُس پہاڑی پر قبضہ کر لین جو ارشد الدولہ کی فوج کے داہنے جانب واقع تھی چنانچہ وہ چپ چاپ پہاڑی پر پہونچ گئے اور وہان سے میگزم توپ سے ترکمانون پر گولہ باری شروع کر دی۔ ارشد الدولہ جو گرفتار ہو کے آیا ہے تو اُس نے یہ بیان کیا کہ میگزم توپ کی آواز سے ترکمان ایسے خائف ہوئے کہ گھبرا کے منتشر ہو گئے۔ اُن کے افسرون نے ہرچند چاہا کہ سپاہیون کو روکین اور مرتب کرین۔ اتنے مین سردار بہادر نے اپنے بختیاری رسالے سے اُن پر حملہ کر دیا پھر کیا تھا سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ ارشد الدولہ کے پاؤن مین زخم لگا جس کی وجہ سے وہ بھاگ نہ سکا اور بختیاریون کے ایک گروہ نے اُسے گرفتار کر لیا۔

ترکمانیون کے ساٹھ ستر آدمی مارے گئے اور تین چار سو گرفتار ہوئے جن مین بعض زخمی بھی تھے۔ باقی سب بہت بدحواسی کے ساتھ

جنوب کی طرف بھاگ گئے تاکہ مشہد کی سڑک سے اپنے ملک کا راستہ لیں۔ منگل کے دن ایک بجے تک یہ لڑائی ختم ہوگئی بختیاریوں نے اس وجہ سے دشمن کا تعاقب نہیں کیا کہ وہ بہت تھکے ہوئے تھے شبانہ روز کوچ کرکے وہاں تک پہونچے تھے۔

ارشد الدولہ کو منگل کے دن بارہ بجے شب کو یفرم خان کے خیمہ میں لائے یہاں سرکاری فوج کے افسر بہت خلق کے ساتھ اُس سے پیش آئے۔ اُسے ہر طرح کا آرام دیا گیا۔ پاؤں کے زخم کا علاج ہوا۔ کھانا پینا۔ سگریٹ غرضکہ کل مایحتاج اُس کے لئے مہیا کئے گئے یفرم خان میجر حسی۔ مسٹر مور۔ مسٹر ملونی۔ مسٹر مریل اور بختیاری سرداروں کے ساتھ آرام سے وہ وہاں بیٹھا اور باتیں کرنے لگا۔

ارشد الدولہ سے شاہ معزول کی نقل وحرکت کی بابت دریافت کیا کہ وہ ویانا میں کب تک رہا اور اسکے بعد پھر کہاں کہاں گیا اُس نے بیان کیا کہ وینا میں محمد علی میرزا اور وہ دونوں دو دفعہ سفیر روس سے ملے تھے اور سفیر روس نے محمد علی میرزا سے یہ کہا تھا کہ روس یا برطانیہ اندرونی جھگڑے میں جو محمد علی میرزا کے تخت ایران حاصل کرنے کی وجہ سے ایران میں واقع ہوگا دخل نہیں دے سکتے لیکن اگر محمد علی میرزا

خود وہان جا سکتا ہے تو جا سکے راستہ صاف ہے - پھر ارشد الدولہ
نے کہا کہ محمد علی میرزا نے روسی سفیر سے فوج ہتھیار اور روپیہ کی درخواست
کی مگر اُس نے انکار کیا - بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روسی سفیر نے اُسے
کچھ مدد ضرور دی ورنہ وہ تین آسٹریا توپین صندوقون مین بند کر کے
وئینا سے ملک روس ہو کر بہ آسانی باکو تک نہ لا سکتا - کسی نے اُس کے
پروانۂ راہداری پر بھی اعتراض نہ کیا اور نہ اُس کے اسباب کے متعلق
کچھ پوچھا - جب ارشد الدولہ سے یہ دریافت کیا گیا کہ سامان اسلحہ کے
ایسے بھاری صندوق ملک روس مین سے کیسے گزر سکے تو اُس نے جواب
دیا کہ صندوقون پر سوئنگ مشین وغیرہ لکھا تھا - اُس نے یہ بھی کہا کہ محمد علی
نے ایک جعلی پروانۂ راہداری کے ذریعہ سے یہ سفر طے کیا - اُس پروانہ راہداری
مین درج تھا کہ وہ بغداد کا ایک تاجر ہے اور خلیل اس کا نام ہے - ارشد
الدولہ کے پاس بہت سا سامان جنگ تھا اُس کے سپاہی عمدہ قسم کے آسٹریا کی
قرابینون سے مسلح تھے اور اس کے ایک صندوق مین سکۂ ایران کا بہت سا
نقد روپیہ تھا -

بختیاری سردارون سے جو باتین ہوئین تو اُس نے اثناء گفتگو مین
اپنی جان کی امان چاہی اور جب وہ اُسکے جانے لگے تو بڑی منت و خوشامد
کے ساتھ التجا کرنے لگا کہ اُس کا خیال رکھین - اُنھون نے کہا کہ جاؤ رات کو

آرام سے سوؤ صبح کے لئے تیار رہو۔

دوسرے دن صبح کو فوجی پولیس کے تین سپاہی جن کی آنکھوں پر پٹی باندھے) ایک دیوار کے قریب لیگئے اور وہان کھڑا کر کے اس پر باڑھ ماری۔ وہ ہاتھ اُٹھا کے منہ کے بل گرا گر پھر معلوم ہوا کہ ابھی زندہ ہے صرف ایک گولی لگی ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ زمین پر پڑا رہا اسنے مین ارمنی مجاہدین کے چند سپاہی وہان پہنچ گئے۔ ایرانی سپاہیون کی نشانہ اندازی بہت خراب بلکہ مشکوک ثابت ہوئی۔ اسنے مین ایک گدھا کہین سے اُدھر آ گیا اور ارشدالدولہ اور دیوار کے درمیان حائل ہو گیا۔ لوگ اُسے ہٹا کے لئے دوڑے تب ارشدالدولہ نیم قدم اُٹھا اور فارسی مین بہ آواز بلند یہ کہا "زندہ باد شاہ محمد علی شاہ" جب اُس پر دوسری دفعہ باڑھ چلی تو کئی جگہ زخمی ہوا اور مر گیا۔

اُس کے قتل کے وقت نہ یفرم خان تھے اور نہ دوسرے سردار البتہ مسٹر مور۔ مسٹر ملون اور مسٹر مریل موجود تھے۔

ارشدالدولہ نے مرتے وقت کسی قسم کا اظہار رنج یا خوف نہین کیا۔ البتہ یہ وصیت کی کہ اُس کی لاش اُس کی بیگم کے پاس طہران بھیجدی جاے۔ اور طلائی تعویذ جو گلے مین پہنے تھا اُس کے ساتھ دفن کر دیا جاے

۱۷ ستمبر کو اُس کی لاش طہران آئی اور دوسرے دن میدان مین عام نظارے

کے لئے رکھدی گئی ایک معمولی گاڑی کے سواریوں سے وہ رکھدی گئی تھی اور
تماشائیوں کا ہجوم اُس کے گرد و پیش تھا۔ اس غیر معمولی کاروائی کی اصل
غرض یہ تھی کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ شاہ مردول کا قصہ ہو چکا اور آگیا
ہے اور اُس کی ترکمانی فوج نے شکست کھائی ہے یفرم خان نے
بعد کو مجھ سے بیان کیا کہ اُس کے قتل میں جلدی اس لئے کی گئی کہ اگر وہ زندہ
طہران لایا جاتا تو روسی سفیر ضرور اُس کی رہائی میں ساعی ہوتے اور کچھ نہ کچھ
بہانہ ڈھونڈتے۔ اس شکست سے شاہ معزول کی بازی بالکل ہی خاک میں
مل گئی۔ ارشد الدولہ اُس کا بڑا بہادر اور ہوشیار جنرل تھا اور بڑی
دلیری کے ساتھ دارالسلطنت کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اگر یفرم خان
کی فوج سے برابر ہو کے اُسے شکست نہ دیتی تو طہران فتح ہو جاتا اور سارا
شہر ترکمانوں کے ہاتھوں تاخت و تاراج ہوتا۔ کئی ہزار وحشی ترکمان جب شہر
میں در آتے اور انھیں لوٹ مار کی اجازت مل جاتی تو وہ قیامت ہی ڈھا دیتے
بہت سے ترکمانی قیدی طہران لائے گئے جن میں اکثر سخت مجروح ہو گئے
تھے اور اُن کے ساتھ چار توپیں اور بہت سی بندوقیں جو گرفتار ہوئی تھیں
ہمراہ آئیں۔ ترکمانوں کا باقی گروہ جو میدان جنگ سے بھاگا تھا اُس نے
سرحد مشرق کی سڑک کا راستہ لیا۔ انھیں یہ ڈر تھا کہ مبادا بختیاری سوار
اُن کا تعاقب کریں گو ایک بختیاری سوار بھی اُن کے پیچھے نہیں گیا۔

وہ بھاگا بھاگ چلے گئے یہان تک کہ ان کے گھوڑے تھک تھک کے
گر پڑے۔ مشہد کی سڑک پر بہت سے تار آفس کی چوکیان ہین جو انڈو
یورپین ٹیلیگراف کمپنی سے تعلق رکھتی ہین۔ جب طہران ہیڈ برٹش [illegible] دار
ٹیلیگراف کو ترکمانون کے شکست کی خبر ہوئی تو اُس نے فوراً تمام چوکیون
پر تار دیدیا کہ ترکمانون سے کہا جائے کہ بختیاری اُن کے پیچھے آ رہے ہین۔
اس چال سے یہ غرض تھی کہ باغیون کو ملیٹے بھاگنے کی فکر رہے اور بیچارے
غریب دیہاتیون کی جانین بچین اور مواضعات جو راہ مین واقع ہون لوٹ
سے محفوظ رہین ورنہ وہ سب کو خاک سیاہ کر دیتے جیسا کہ اکثر موقعون پر
کیا تھا۔

اب یہ خبر آئی کہ شجاع الدولہ سواہون کی ایک بڑی فوج لئے
تبریز پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ ارشد الدولہ کی شکست سے شاہ معزول
کی آس ٹوٹ گئی اور اب اُسے صرف ہمدان مین اپنے بھائی سالار الدولہ
کی کوششون پر سہارا رہ گیا تھا۔

پانچوان باب

سالار الدولہ کے مقابلہ کیلیے فوجی تیاریان سرکاری فوج کا اسکا شکست کھانا شعاع السلطنہ
کی جائداد ضبط کرتے وقت ایک واقعہ کا پیش آنا - الٹیمیٹم لندن ٹائمس

ماہ ستمبر کی ابتدا مین سرکاری فوج جو بہ سرکردگی بختیاری سردار امیر مفخم
سالار الدولہ کے مقابلہ کے لیے بھیجی گئی تھی اس نے قصبہ ملایر کے قریب
شکست کھائی اور دو سو بختیاری کام آئے - کچھہ تو گرفتار ہوگئے اور باقی مارے
گئے اور بہت سا سامان جنگ بندوقین توپ اور کارتوس دشمن کے ہاتھہ لگا
اور اس دغاباز سردار نے یہ بھی کہا کہ پندرہ ہزار تومان جو ابھی حال مین اُسے
شاہی بینک ہمدان سے دلائے گئے تھے وہ بھی ضایع ہوے - ایک اور سرکاری
جنرل امیر نظام نے بھی اپنے تئین بہت مشکوک حالت مین سالار الدولہ
کے حوالہ کردیا اور کئی بڑی توپین جو سرکار نے اُسے ہمدان کی حفاظت کیلیے
دی تھین سالار الدولہ کے ہاتھہ لگین -

۱۱ ستمبر کو بمقام سفید کوہ سرکاری فوج سے جو معین ہمایون کے ماتحت
تھی شاہ معزول اور اس کے بھائی شعاع السلطنت کی فوجون سے
مقابلہ ہوا - شاہ معزول کی فوج نے شکست فاش کھائی اور وہ مع اپنے

بھائی کو بڑی دقت سے گھیرے کھر کی بدولت بھاگ کے نکل گیا اور یہہ خبر آئی کہ
صرف سات آدمی اُس کے ہمراہ تھے اور وہ بھاگ کے گیلش پہنچ گیا ہے۔

۸ ستمبر کو سالار الدولہ نے ہمدان سے طہران کیطرف بڑھنا شروع کیا
اور بظاہر سرکاری فوج اُس کی پیش قدمی مین کچھہ مزاحم نہ ہوئی اُس نے رعایا
کے نام جو اعلان شائع کیا اُس مین اپنے تئین بادشاہ کے لقب سے مخاطب
کیا اور ایک مقام سے مجلس و کونسل وزرا کے نام تار بھیجا جس مین اپنی مجلس
اور اپنے وزرا درج کیا۔ ۲۷ ستمبر کو یفرم خان مع اپنے مجاہدین اور توپخانہ
کے بختیاریوں کی سرکاری فوج سے جا ملا اور سالار الدولہ کی فوج کو یہہ مقام باغ
شاہ جو طہران کے جنوب و شمال کیطرف نوے میل کے فاصلہ پر قصبۂ قم اور
تہران کے درمیان واقع تھا شکست دی۔ یفرم خان کے ساتھہ بختیاری
افسر سردار بہادر سردار محتشم اور سردار جنگ بھی شریک تھے۔ سالار الدولہ
کے ساتھہ چھہ ہزار فوج تھی جس مین سے پانسو سپاہی مارے گئے اور کچھہ زخمی
ہوئے اور دو سو سپاہی گرفتار ہو گئے سرکاری فوج کی تعداد دو ہزار سپاہیون
سے کم تھی سرکاری فوج مین بہت کم نقصان ہوا صرف دو مارے گئے اور
کچھہ زخمی ہوئے۔ غنیم کی دو توپین اور بہت سا سامان جنگ ہاتھہ آیا۔ سالار الدولہ
جنوب و مغرب کیطرف بھاگ گیا اور اُس کی ساری امیدین طہران فتح کر کے
اور تخت پر بیٹھنے کی ہوا ہو گئین۔ اگر سرکاری فوج مستعدی کیساتھہ اُس کا

تعقب کرتی تو غالباً وہ گرفتار ہو جاتا اس لیے کہ وہ صرف چند میل آگے تھا۔
چنانچہ شروع اکتوبر تک سرکاری فوج دو معرکون مین کامیاب رہی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ شاہ معزول اور اُس کے بھائی بھاگ گئے اور اُن کی فوجین بالکل منتشر ہو گیئن۔ سرکاری فوج کو ان دو موقعون پر جو فتح حاصل ہوئی وہ محض یفرم خان کی دلیری مستعدی اور ہوشیاری کی بدولت تھی۔ جب یفرم خان طہران کو واپس آیا تو مجلس نے اوسے ایک مرصع تلوار عنایت کی اور ماہانہ تین سو تومان اُس کی پنشن مقرر کی اور وہ شمالی فوج کا افسر قرار پایا۔
شاہ معزول کے ساتھیون مین استراباد کے قریب ابھی کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے جن کے مقابلہ کے لئے ۸ اکتوبر کو معین ہمایون مع پانسو سپاہیونکے بھیجے گئے۔
طہران کے جنوب مین قم اور اصفہان کے درمیان کاشان واقع ہے وہان ایک مشہور لٹیرا نائب حسین رعایا کو ستا رہا تھا جس کی وجہ سے گورنمنٹ کو تشویش تھی۔ چنانچہ میرے حسب تجویز گورنمنٹ نے قزاق بریگیڈ کے اڑھائی سو سپاہی مع چند روسی افسرون کے اودھر روانہ کئے تاکہ تین سو بختیاری سپاہیون سے ملکر جو اصفہان سے آرہے ہین اُس لٹیرے کی سرکوبی کرین مگر یہہ لوگ بغیر کسی عمدہ عملی نتیجہ کے طہران واپس آئے۔
۲۔ اکتوبر کو کونسل وزرا نے میرے پاس ایک علم بھیجا کہ شعاع السلطنہ

اور سالار الدولہ کی جائداد پر قبضہ کرکے ضبط کرلون اور مجھے یہہ ہدایت ہوئی کہ
مین بحیثیت صدرالمہام خزانہ اس حکم کی تعمیل کرون اور جائداد مذکور کو خزانہ
مین شامل کرلون۔

یہہ حکم بالکل بجا اور قانوناً باقاعدہ تھا اس لیے کہ وہ تینون شخص جن کے
خلاف یہہ حکم صادر ہوا تھا اُنھون نے نہ صرف دستوری حکومت کیساتھ اپنے
معاہدے کی خلاف ورزی کی بلکہ علانیہ بغاوت اختیار کی اور مسلح فوج سے
گورنمنٹ پر حملہ آور ہوئے۔

جسوقت گورنمنٹ ایران نے یہہ حکم جاری کرنا چاہا تو محض اخلاقانہ برتاؤ
کے خیال سے وزیر امور خارجہ کے ایک عہدہ دار کو سفیر برطانیہ اور سفیر روس
کے پاس بھیجکر اس کی اطلاع کی اور یہہ کہلا بھیجا کہ "دول خارجہ کے حقوق پر جو
ان جائدادون سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہون اس حکم سے اگر کچھ اثر پڑیگا تو گورنمنٹ
اُن حقوق کی ضامن اور ذمہ دار ہے۔ سفیر برطانیہ اور سفیر روس نے اس پر کچھ
اعتراض نہین کیا۔ ضبطی کے احکام مین بھی اسی مضمون کا ایک جملہ شامل تھا۔

۹۔ اکتوبر دوشنبہ کے دن مین نے اس حکم کی تعمیل کے لئے ضروری
ہدایات جاری کئے کیونکہ ان جائدادون کے ضبط کرنے مین مجھے کسی قسم کی
مخالفت یا دقت کا گمان ہی نہ تھا اس لئے مین نے کل چھہ پارٹیان روانہ کین
ہر ایک پارٹی مین خزانہ کا ایک سول عہدہ دار خزانہ کی پولیس کا ایک افسر اور

پانچ پولیس کے جوان شامل تھے مین نے اُن کو حکم دیا کہ جو کچھ جایداد خاص شہر طہران یا اس کے نواح مین واقع ہو اُس پر سرکار کیطرف سے قبضہ کرلین۔

شہر مین شعاع السلطنت کی جایداد مین ایک پارک اور قصر تھا جو اتابک پارک سے کچھ دور واقع نہ تھا۔ یہہ ایک بڑی شیشین عمارت تھی جو مختلف قسم کے نایاب قیمتی فرنیچر پردون اور قالینون وغیرہ سے آراستہ تھی اُس کے گرد ایک بہت بڑا باغ تھا جو ایک مضبوط دیوار سے محصور تھا اس عمارت مین شعاع السلطنت کی چند بیگمات بچے اور اُن کی مان رہتی تھین۔

ہمارے لوگ جب اس مکان پر قبضہ کرنے کے لیے وہان پہنچے تو اسوقت جو کچھ پیش آیا وہ اُس سرکاری رپورٹ کے ترجمہ سے بخوبی ظاہر ہوگا جو مین نے ۱۰-اکتوبر کو کونسل وزرا کے سامنے پیش کی - وہ رپورٹ فرنچ مین تھی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

طہران - ۱۰-اکتوبر ۱۹۱۱ء

بخدمت عالیجناب کونسل وزرا

کونسل وزرا نے جو حکم ضبطی مورخہ ۴-اکتوبر ۱۹۱۱ء بغرض تعمیل میرے پاس بھیجا اور جس کی بنا پر مین نے شاہی گورنمنٹ کیطرف سے شعاع السلطنت اور سالار الدولہ بھائیون کی کل جایداد پر قبضہ کرنا چاہا مگر جو واقعات پیش آئے وہ عرض کیے جاتے ہین۔

جسوقت مین نے بغرض تعمیل حکم فوجی پولیس کے چھ دستہ جن مین ایک ایک سول افسر، ایک افسر پولیس اور پانچ جوان شامل تھے روانہ کیئے اور اُن کو یہہ ہدایت کی کہ ان دونون باغیون کی جو جائدادین جہان جہان واقع ہین وہان جاکے اُن پر قبضہ کرلین۔

شعاع السلطنت کی چار جائدادین تھین جن مین ایک باغ طہران مین واقع تھا۔ ایک باغ موسومہ چیزہ گلہک کے قریب اور دو جائدادین طہران کے باہر تھین جنکا نام دولت آباد اور منصور آباد تھا اسیطرح سالار الدولہ کی دو جائدادین تھین ایک ضلع شہریار مین واقع تھی اور دوسری مرد آباد کہلاتی تھی۔

مین نے اپنے لوگون کو یہہ ہدایت کی تھی کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ان جائدادون پر صلح کے ساتھ قبضہ کرلین اور جو لوگ وہان موجود ہون انھین حکم ضبطی کے شرائط سنا دین اور اس امر کی نسبت مین نے اُنھین خاص توجہ دلائی کہ اگر غیر ملک کی رعایا کیساتھ کسی قسم کا معاہدہ ان جائداد کے متعلق ہوگا تو گورنمنٹ اُس کا پورا لحاظ رکھے گی یا اگر کسی غیر ملکی کے ساتھ کرایہ کا معاہدہ ہوگا تو اُس صورت مین کرایہ واجب الوصول حسب معاہدہ تا ختم مدت کرایہ نامہ سرکاری صدر دفتر خزانہ پر بھیجا جائیگا۔

مین نے اپنے لوگون کو یہہ تاکید کی کہ اگر ان جائدادون پر قبضہ کرینگی

حالت مین کوئی غیر متوقع واقعہ پیش آئے تو وہ بہت تحمل اور استقلال سے کام لین اور جب تک مجھ سے پھر اس کی بابت مزید حکم حاصل نہ کر لین کسی قسم کا جبر نہ کرین۔

کل ۹۔ اکتوبر کو ۱۰ بجے صبح ایک پارٹی جس مین ایک سولین افسر و ایجنٹ ایک افسر پولیس اور چار سپاہی تھے۔ شعاع السلطنت کی جائداد پر (جو طہران مین واقع ہے) قبضہ کرنیکے روانہ ہوئے۔

اُن لوگون نے اُسی دن جو رپورٹ میرے پاس بھیجی اُس کا ترجمہ منسلک کرتا ہون اس رپورٹ پر علی اصغر افسر پولیس اور محمد ناظر سولین افسر کے دستخط ثبت ہین۔

بعالیجناب مسٹر شوستر صدر المہام خزانہ ایران

۱۵۔ شوال کو ۱۰ بجے صبح جب مین بہمراہی میرزا علی اصغر خان دو ایجنٹ قدسترا اور چار جوانان پولیس شعاع السلطنت کے پارک کو روانہ ہوا اور جب پھاٹک پر پہونچا تو وہان بعض ایرانی قزاقون نے ہمین اندر جانے سے روکا۔ جب ہم نے اونھین سرکاری ضبطی کا حکم دکھایا۔ تب ہم باغ مین داخل ہوئے ہم نے پھاٹک پر ایک جوان تعینات کر دیا بعد ازان عمارت مین داخل ہوئے اور کمرون کو کھولکر وہان کے سامان کی فہرست مرتب کرنے لگے۔ اس عرصہ مین ایک قزاق نے ٹیلیفون کے ذریعہ سے قزاق بریگیڈ کو اس کی خبر کر دی اتنے مین

ہم نے دیکھا کہ دو روسی افسر اندر داخل ہوئے اور بہت غصہ سے ہم سے کہنے لگے کہ ہمین پارک مین داخل ہونے کا کوئی حق نہ تھا اور بہتر ہے کہ ہم فی الفور یہان سے چلے جائین - میرزا علی اصغر خان نے روسی زبان مین اُن سے کہا کہ ہم سرکاری حکم کی تعمیل کرنے آئے ہین - مگر اُنھون نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور ہمکو دھمکایا کہ اگر فوراً نہ چلے جائین گے تو قزاقون کے ہاتھون سے خوب پٹوائینگے چنانچہ اُنھون نے بارہ روسی قزاق جو باہر حکم کے منتظر کھڑے تھے انھین بلایا اور حکم دیا کہ ہم پر حملہ کرین - میرزا علی اصغر نے ہرچند ٹیلیفون دینا چاہا مگر وہ ویسکے چونکہ ہمین حکم نہ تھا کہ ہم اس سے زیادہ کچھ کرین ہم نے اپنے لوگون کو بلایا اور باغ سے روانہ ہوگئے اس پر بھی روسی افسر اور قزاق سڑک کے آخر تک ہمارے پیچھے پیچھے آئے اور ہمکو دھمکاتے رہے کہ اگر ہم فوراً نہ چلے گئے تو ہمپر حملہ کیا جائیگا -

دستخط

محمد ناظر و علی اصغر

بعد ازان دونون افسرون نے مجھ سے تفصیلی واقعات زبانی بیان کیے جس سے یہہ معلوم ہوا کہ اُن دونون روسی افسرون نے جو روسی سفارت خانہ سے آئے تھے اور اپنی پوری وردی پہنے ہوئے تھے اور مسلح روسی قزاق جو اُن کے زیر حکم تھے ہمارے آدمیون کو مار ڈالنے کی دہمکی دی تھی -

جب ایرانی افسر باغ سے میرے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو مین نے
ساڑھے دس بجے دن کے سفیر کبیر روس مسٹر پوکلیوسکی کوزیس کے نام
انگریزی مین حسب ذیل تار دیا

بخدمت عالیجناب اس۔ پوکلیوسکی کوزیل وزیر سفارت خانہ دولت روس
مقام زرگندہ

مین بہت افسوس کیساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ آج صبح کے نو بجے
مین نے حسب تعمیل حکم ضبطی مصدرہ گورنمنٹ ایران شعاع السلطنۃ کی جائداد پر
قبضہ کرنے کے لیے اپنے لوگون کو بھیجا تھا جب میرے آدمی قابض ہو گئے
اور اساس البیت کی فہرست بنانے مین مصروف ہوئے تو آپ کے سفارتخانہ سے
دو روسی افسر مع دس روسی قزاقون کے وہان گئے اور ہمارے لوگون کو حکم
دیا کہ فی الفور چلے جائین اور اگر پھر اسطرف نظر آئین گے تو اُن پر فیر کی جائیگی
ہمارے آدمیون کو لڑنا منظور نہ تھا اس لیے وہ چپ چاپ وہان سے چلے آئے
مین یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے افسرون کی اس کارروائی کو بالکل ناجائز اور
بے قاعدہ تسلیم کرینگے لہذا مین مستدعی ہون کہ براہ کرم اپنے سفارت خانہ مین یہ
حکم صادر فرمایئے کہ جو فوج وہان بھیجی گئی ہے فوراً واپس بلا لی جائے اور مجھے
اس کی اطلاع دیجیے۔

دستخط

ڈبلیو مارگین شوسٹر صدر المہام خزانہ

یہہ تار بھیج کے مین نے موسیو پوکلیوسکی کو ذیل کے نام ایک خط بھی
لکھا جس مین اپنے تار کا حوالہ دیکر حسب ذیل فقرہ اور بڑھایا۔
کونسل وزرا نے جو حکم میرے پاس بھیجا ہے وہ صاف اور قطعی ہے لہذا
مین اس کی فوری تعمیل کرنے پر مجبور ہون۔ اطلاعاً عرض کرتا ہون کہ کل دس بجے
اس جائداد پر قبضہ کرنے کے لیے اپنے آدمی بھیج روانہ کرونگا مجھے امید ہے کہ جناب
نے ضروری احکام جاری کر دیئے ہون گے تاکہ کوئی بدنما واقعہ نہ پیش آئے اگر
اس معاملہ مین کچھ غلط فہمی ہوئی ہو تو مین اس کی معذرت چاہتا ہون۔
دستخط
ڈبلیو۔ مارگن شوسٹر صدر المہام خزانہ
اسی دن شب کو ۱۱ بجے موسیو پوکلیوسکی کے پاس سے میرے تار کا
جواب آیا جو ذیل مین درج ہے۔ (پرائیوٹ)
بخدمت مسٹر مارگن شوسٹر۔ طہران
آپ کا تار اور آپ کا خط وصول ہوا۔ دولت آباد ایک ایسی جائداد ہے جو
دو روسی رعایا کے پاس کرایہ پر ہے لہذا قبل اس کے کہ اس کی نسبت کوئی کارروائی
کیجاتی اول سفیر کبیر روس کو اس کی اطلاع دینا اور اس امر کا اطمینان دلانا ضرور
تھا کہ رعایائے روس کے کل حقوق محفوظ رہین گے اور اون کے ساتھ جو معاہدہ
ہوا ہے وہ بدستور قایم رہیگا اس شرط سے البتہ گورنمنٹ ایران شعاع السلطنت کی

جائداد پر قبضہ کر سکتی ہے اور اس صورت میں سفارت روس کی طرف سے
کوئی دست اندازی نہ کی جائیگی اگر اس کے علاوہ کوئی اور دعوی رعایائے
روس کا شعاع السلطنت پر ہوگا تو گورنمنٹ ایران اوسکی ذمہ دار رہیگی۔

شرح دستخط

پوکلیوسکی

مین کونسل وزراکی خاص توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہون
کہ سفیر روس نے میری درخواست کا کچھ جواب نہین دیا ہے مین نے اُن کو یہہ
تار دیا تھا کہ جو روسی فوج شعاع السلطنت کے باغ کو بھیجی گئی ہے واپس بلالیجائے
مگر اُنھون نے اپنے جواب مین ایک دوسری جائداد دولت آباد کا ذکر کیا ہے
جو شہر کے باہر واقع ہے اور جسکا مین نے اپنے تار مین کچھ ذکر ہی نہ کیا تھا۔
چونکہ مین سفیر روس کو اس امر کی اطلاع دے چکا تھا کہ آج مین دس بجے
اپنے آدمی بھیجون گا کہ شعاع السلطنت کے باغ اور مکان پر جو طہران مین
واقع ہے قبضہ کرلین اور چونکہ سفیر روس نے اس بارے مین کچھ جواب ہی
نہ دیا لہذا اب بجز اس کے اور کیا چارہ تھا کہ مین اپنے ارادہ کو پورا کرون۔
چنانچہ آج صبح کو دس بجے مین نے اپنے مددگار مسٹر کیرنس کو معہ پچاس
فوجی پولیس کے سپاہیون پانچ ایرانی افسرون اور پچاس شہر کے پولیس کے
سپاہیون اور تین افسرون کے روانہ کیا۔ یہہ کل فوج میری مددگار مسٹر کیرنس کے

زیر حکم روانہ ہوئی۔

مین نے مسٹر ہیرپل اور دوسرے افسرون کو یہہ تاکید کی کہ شعاع السلطنت کی جائداد پر حتی الامکان امن کے ساتھہ قبضہ کرین اگر طرف مخالف کی طرف سے کوئی مزاحمت ہو تو اس صورت مین بھی اول روسیون کو گولی چلانے دین خود سبقت نہ کرین۔ بہر صورت سرکاری حکم کی تعمیل اور اس جائداد پر قبضہ کرنا ضرور تھا۔

جب مسٹر کیرنس اور ہیرپل مع اس فوج کے باغ کے قریب پہونچے تو بنظر احتیاط اول روسی سفارت خانہ مین گئے جو قریب ہی واقع تھا اور فوجی پولیس کے ایک افسر کو جو روسی زبان جانتا تھا ساتھہ لیتے گئے روسی سفیر موسیو پوخی تانوف سے ملا کر مسٹر کیرنس نے اپنے آنے کا اصل مقصد بیان کیا اور ضبطی کا حکم پڑھ کے سنایا اور جو کچھہ مین نے ہدایت کی تھی وہ بھی بیان کی اور انھین اس بات کا یقین دلایا کہ غیر ملکیون کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا جائیگا۔ بعد ازان مسٹر کیرنس نے روسی سفیر سے یہہ درخواست کی کہ جو فوج باغ مین تعینات ہے وہان سے بلائی جائے۔

کچھہ بحث کے چند روسی سفیر نے وہان سے فوج ہٹانے سے انکار کیا۔ اس موقع پر یہہ بیان کر دینا ضرور ہے کہ دوران گفتگو مین روسی سفیر برابر مسٹر کیرنس اور مسٹر ہیرپل سے یہہ کہتا رہا کہ جو فوج باغ مین تعینات کیگئی ہے

وہ اُن کے حکم سے ہے اور مین پھر اس بات کو دُہراتا ہون کہ روسی سفیر نے
فوج ہٹانے سے قطعی انکار کیا - تب مسٹر کیرنس نے اطلاعاً اُس سے کہا کہ اب
جبراً باغ پر قبضہ کیا جائیگا -

چنانچہ اُنھون نے اپنی فوج کو ضروری احکام دیئے اور سرکاری فوج کے
سپاہی باغ کی آہنی پھاٹک پر پہنچے - انھون نے دیکھا کہ چھ سات ایرانی قزاق
بندوقون سے مسلح اندر ٹہل رہے ہین - اُن سے کہا گیا کہ پھاٹک کھولدین اور
اگر نہ کھولین گے تو سرکاری فوج بزور باغ مین داخل ہوگی - ایرانی قزاقون نے
یہہ جواب دیا کہ اُن کے پاس کنجی نہین ہے تب فوجی سپاہی بلا انتظار ایک
دوسرے پھاٹک کیطرف گئے جو قریب ہی واقع تھا اور اس طرف سے باغ
مین داخل ہوئے انھون نے ایرانی قزاقون سے ہتھیار لے لیئے اور اُن سے
کہا کہ چپ چاپ وہان سے چلے جائین - چنانچہ ایرانی قزاق اپنے ہتھیار حوالہ
کرکے وہان سے روانہ ہوگئے اور باغ مین سرکاری فوج کا پورا قبضہ ہوگیا -

اسباب وغیرہ کی فہرست تیار کرنے کے متعلق مین نے یہہ تاکیدی حکم
دیدیا تھا کہ جو مستورات مکان کے زنانے حصہ مین رہتی ہون اُنھین کسی قسم کی
تکلیف نہ دیجائے اُن کا جی چاہے تو بدستور وہین رہین یا بہ آرام و
اطمینان دوسری جگہ چلے جائین اس کے علاوہ مین نے یہہ بھی کہدیا تھا کہ
اُن کے عزیزون مین سے جو کوئی مرد وہان موجود ہو اُسے اندر پہنچ سکے یہہ

معذرت کی جائے کہ سرکاری حکم کی تعمیل سے ہم معذور ہین۔ مگر آپ مطمئن رہئیے کہ آپ کو کسی قسم کی زحمت نہ دی جائے گی۔ اور آپ کو یہان سے اوٹھنے کے لیئے کافی وقت دیا جائیگا۔

اسی دن سہ پہر کو اڑھائی بجے ایرانی افسر نے جو باغ کی حفاظت کیلئے تعینات کیا گیا تھا مجھے ٹیلیفون دیا کہ تھوڑی دیر ہوئی تین افسر وردیان پہنے ہتھیار لگائے وہان آئے جن مین دو روسی سفارت خانہ کے معلوم ہوتے تھے اور تیسرا ایوب خان قزاق بریگیڈ کا سرہنگ تھا۔ جب یہہ لوگ پھاٹک کے قریب پہنچے تو سنتریون نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اندر جانیکی ممانعت ہے ایوب خان گاڑی سے اُترا اور روسی افسرون نے اُس سے یہہ کہنا شروع کیا کہ دیکھو قریب نہ جاؤ۔ سنتری تم پر بندوق چلائین گے۔ اُس نے کہا نہین اور سنتریون نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم فیر نہ کرین گے۔ بعد ازان روسی افسرون نے سرکاری پولیس کے سپاہیوں اور افسرون کیساتھ بدکلامی شروع کی اور اُنھین دھمکیان دینے لگے کچھ دیر تک یہی ہوتا رہا بعد ازان وہ لوگ چلے گئے پھر کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔

کل شام کو چھ بجے اُن افسرون اور عہدہ دارون کے پاس سے جو دولت آباد اور منصور آباد پر قبضہ کرنے کیلیئے بھیجے گئے تھے یہہ خبر آئی۔

جب یہہ لوگ مع اپنے ہمراہیون کے ان دونون مقامات پر قبضہ کرنیکے واسطے پہنچے اور وہان کے لوگون کو ضبطی کا حکم پڑھ کے سُنایا اور دونون مقامات

قبضہ کرلیا اور دو افسر جہانگون پر سنتری بٹھا کے مکان مین داخل ہوئے تو
تھوڑی دیر بعد روسی سفارت خانہ کے دو افسر وہان پہنچے چودہ پندرہ سپاہیونکو
ساتھ لیے دفعتاً وہان آئے اور مکان مین داخل ہوئے - ایک روسی افسر نے
سرکاری پولیس کے افسر کا بازو پکڑا اور ایک روسی قزاق نے دوسرے افسر کو
ساتھ ہی پکڑ لیا بعد ازان اُن سے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ ہتھیار تو نہین ہین۔
اس کے بعد روسیون نے سرکاری پولیس کے افسرون کو یکے بعد دیگرے گرفتار کرلیا
اور اُن کے ہتھیار چھین لیئے - بعد ازان اُنھین ایک کوٹھری مین بند کر کے تین روسی
قزاق پہرے پر تعینات کر دیئے تب یہہ لوگ دولت آباد سے منصور آباد گئے
اور وہان بھی یہی کیا اس کے بعد روسی افسرون نے ان قیدی افسرون کو اپنے
ساتھ گاڑی مین سوار کیا اور پولیس کے جوانون کو گھوڑون پر سوار کر کے سب کو
قیدی بنا کے روسی سفارت خانہ لے گئے ۔

وہان روسی سفیر نے اُنھین متنبہ کیا کہ شعاع السلطنت اور سالار الدولہ کی
جائداد کے متعلق پھر ایسا عمل نہ کرین اس لیے کہ وہ دونون روسی رعایا ہین اسکے
بعد اُن کے ہتھیار واپس کر دیئے اور اُنھین رہا کر دیا۔

تیسری پارٹی جو گلہک کے قریب چینرہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی
اُس نے بلا کسی دقت کے وہان قبضہ کر لیا اور اسطرح کا کوئی واقعہ پیش نہین آیا۔ سالار الدولہ کی جائداد کے متعلق ابھی تک ہمارے پاس کوئی خبر نہین آئی ہے

اس لیے کہ وہ کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔

مین اپنی اس رپورٹ کو بغیر اس یقین کے ختم نہین کر سکتا کہ اس معاملہ مین روسی سفیر اور اس کے افسرون نے نہایت ناواجبی برتاؤ کیا جو گورنمنٹ ایران کے شاہی حقوق اور قانون ملک کے سراسر خلاف ہے میرے آدمیون نے باوجود ان دشواریون کے بہت انسانیت اور باقاعدگی برتی۔

اس واقعہ کے بعد اخبار مین روسیون نے یہہ چھپوایا کہ مسٹر کیرنس نے اثنائے ملاقات مین روسی سفیر سے قطع کلام کیا یا گفتگو ہو رہی تھی کہ انھون نے جائداد پر قبضہ کر لیا۔ ملاقات یا مباحثہ کا ذکر ہی سراسر غلط ہے اس لیے کہ مسٹر کیرنس محض اخلاقاً مسیو پوخچی تانوف سے ملنے گئے تھے کوئی میٹنگ یا مباحثہ پہلے سے نہ ٹھہرا تھا اور وہان جانے سے اُن کی غرض صرف یہہ تھی کہ کوئی بدنما واقعہ نہ پیش آئے جب اُنھون نے دیکھا کہ روسی سفیر کسی طرح نہین مانتے تب مسٹر کیرنس وہان سے چلے آئے اور اُنھین یہہ اُمید تھی کہ جب قبضہ ہو جائیگا تب یہہ جھگڑے مٹ جائین گے۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب سرکاری عہدہ دارون نے امن کے ساتھ جائداد پر قبضہ کر لیا تب دو گھنٹے کے بعد مسٹر پیٹروف اور مسٹر ھلٹ مع برانڈ بھاٹک پر آئے اور ایرانی سنتریون کو نکال دینا شروع کیا اور اُن سے کہا کہ وہ مار ڈالے جائین گے۔ یہہ سپاہی کا دروائی صرف

اس لیے کی گئی کہ یہہ نا واقف سپاہی غصہ مین آکر اُن پر حملہ کرین اور تب انھین یہہ بہانہ مل جائے کہ ایرانی افسرون نے روسی گورنمنٹ کی ہتک کی۔ یہ دونون وہی روسی نائب سفیر ہین جو ایک دن پہلے ہمارے لوگون پر حملہ آور ہوئے تھے المختصر جب اونھون نے دیکھا کہ اس کوشش مین ناکام رہے اور ہمارا اوپر بھی قبضہ نہ ہو سکا تب ان دونون نے خواہ مخواہ گورنمنٹ روس کو اس جھگڑے مین پھنسانا چاہا۔

مین نے اپنے لوگون کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ اس فریب مین نہ آئین چنانچہ سب نے بہت تحمل کیا اور گو یہہ نائب سفیر ہر طرح پر اُنھین برا بھلا کہتے رہے مگر انھون نے کچھ اعتنا نہ کیا تب وہ مجبور ہو کے وہان سے چلے گئے اور افترا پردازی کی کہ اُن کے ساتھ بڑی ذلت کا برتاو کیا گیا۔ حالانکہ وہ خود یہان بیٹھے بٹھائے جھگڑا مول لینے آئے تھے۔

موسیو لوپخی تانوف نے بلا اطلاع سفیر کبیر سینٹ پٹرس برگ کو یہہ غلط بیانات لکھ بھیجے اور مجھے معلوم ہوا کہ یہہ ساری کارروائی سفیر کبیر کو ناگوار ہوئی مگر گورنمنٹ روس نے اس معاملہ مین جو طرز عمل اختیار کیا وہ قابل دید ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روس کی وزارت خارجہ کے معاملات کیسے معقول ہین جہان افسری اور ماتحتی کا کچھ لحاظ نہین کیا جاتا اور ماتحت کی عدول حکمی پر چشم پوشی کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ روس کو چاہیئے تھا کہ اس معاملہ مین

تحقیقات کرتی اور جس فریق کی زیادتی ثابت ہوتی اُسے سزا دیتی مگر یہہ کچھہ نہوا
اور سچائی و انصاف کا خون کیا گیا۔ وجہ یہہ تھی کہ موسیو کو وصاف کے تقرر سے
گورنمنٹ روس کی کیبنٹ وزراء مین اصول پیش قدمی کے موئدین کو غلبہ ہو گیا
تھا چنانچہ کیبنٹ نے ایک ماتحت کے بیان کو افسر بالا دست کی رائے کے
خلاف صحیح تسلیم کر لیا محض اس لیے کہ پوخی تانوف کی غلط بیانی اُن کے
حسب منشا تھی۔

موسیو پوخی تانوف کو خود روسی سفیر کبیر اور نیز سفیر برطانیہ جس ذلت و
حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے طہران مین ایک مشہور بات تھی۔ سرجارج
بارکلے نے اُن کو اپنے وہان دعوت مین بُلانا موقوف کر دیا اور شجاع السلطنہ
کے معاملہ مین اُن کی اس کارروائی کو ایک مجنونانہ حرکت سے تعبیر کیا۔ بالآخر
پوخی تانوف اور موسیو پوکلیوسکی کوزیل کے باہمی تعلقات مین ایسا
تناؤ ہو گیا کہ سالانہ سرکاری بال مین جو ۱۹۔ دسمبر کو روسی سفارت خانہ مین دیا
گیا تھا پوخی تانوف بلائے گئے نہ اُن کے اسٹاف کے لوگ اور نہ اُن کی بیوی
اور سب یورپین لوگ وہان موجود تھے۔ جسدن پوخی تانوف کے روسی سپاہیون
نے ہمارے آدمیون کو شعاع السلطنت کے باغ سے نکال دیا اُسی روز
سہ پہر کو موسیو پوکلیوسکی کوزیل نے جو اسوقت زرگندہ مین اپنے بہارستانی
مکان مین تھے جو شہر سے چند میل فاصلہ پر واقع ہے روسی سفیر پوخی تانوف کو

ٹیلیفون کے پاس بلایا اور اُن سے پوچھا کہ اس معاملہ مین کیون دخل دیتی گئی
دونون مین سخت[1] کلامی کی نوبت پہنچی۔ اور آخر مین سفیر کبیر موسیو پوکلیوسکی
کوزیل نے پوخی تانوف سے یہہ کہا کہ تم ہرگز اسطرح کی کارروائی کرنیکے مجاز نہ تھے
پوخی تانوف نے جواب دیا کہ میرے پاس کافی وجوہ موجود ہین۔ جس پر پوکلیوسکی نے
کہا کہ اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو تم کو چاہئیے کہ جلد کوئی تلاش کرو اس لیئے مین تمھاری
شکایت کا تار دیچکا ہون۔ تب پوخی تانوف نے یہہ عرض کیا کہ مین آپ کے ملاحظہ
مین کچھ کاغذات بھیجون گا اور اس کے ساتھ ہی پوخی تانوف نے فوراً ایک آدمی
بنک کو روانہ کیا کہ بعض جعلی دستاویزات جو شعاع السلطنت نے کئی برس
پہلے بنک کے نام لکھے تھے لے آئے۔ یہہ دستاویزات اوسوقت کرلیے
گئے تھے جب محمد علی کو تخت سے آتارنیکا مسئلہ پیش تھا۔ شعاع السلطنت
نے اس امید مین یہہ مصنوعی دستاویز روسی بنک کے نام روس کے مشورہ سے
لکھدی تھی کہ بنک دو لاکھ پچیس ہزار تومان اُس کے لیے دستوری حکومت سے
اس بنا پر وصول کرلیگا کہ شعاع السلطنت برادر شاہ معزول اتنی رقم کا قرضدار
ہے جو بنک کو ملنا چاہیئے۔ حالانکہ یہہ سب جھوٹ تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ
بنک کا قرضدار ہو۔ خود بنک اس کا دینا رکھتا جیسا کہ اس کے مصدقہ وصیت
نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہہ وصیت نامہ اُس نے ایران چھوڑتے وقت لکھا تھا۔

---

[1] یہ ساری گفتگو اسیدن شام کو ٹیلیفون کے ایک ایرانی ملازم نے جو روسی زبان اچھی جانتا تھا اور جس نے یہ گفتگو سنی تھی مجھ سے بیان کی۔

اس معاملہ مین روسی بینک کی دغابازی ایسی صریح و صاف تھی کہ سفیر برطانیہ کو ناگوار ہوا اور وہ ایرانیون کے طرفدار ہو گئے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ روسی بینک کے فریب وہی ناکامیاب رہی چنانچہ وہ بہی جعلی کاغذ تھا جو پوخی تانوف نے بینک سے منگا بھیجا تھا اُسے یقین تھا کہ اس کاغذ کی رُو سے وہ ثابت کر دیگا کہ شعاع السلطنت کا باغ بینک کے پاس رہن ہے لہذا اُسے دخل دہی کا پورا حق حاصل ہے مگر ایک معتبر ذریعہ سے مجھے فی الفور اطلاع ہو گئی کہ شعاع السلطنت کا کیا نہ جو بینک سے ہے اس کی اصل حالت کیا ہے اور اُس کے ساتھ مجھے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ پوخی تانوف نے وہی جعلی دستاویز بینک سے منگا بھیجی ہے - گورنمنٹ روس اس معاملہ مین ذرا بھی شہادت پیش نہ کر سکی کہ بینک کو شعاع السلطنت کی جائداد پر کسی قسم کا دعویٰ یا حق حاصل ہے -

آٹھوین اگست یعنی جس تاریخ سے گورنمنٹ برطانیہ اور گورنمنٹ روس نے گورنمنٹ ایران کو ڈرانا شروع کیا تھا کہ فوجی پولیس کی اصلاح کے لیے میجر اسٹوکس کی ملازمت سے باز رہے مین موسیو پوکلیوسکی کوزیل - اور سر جارج بارکلے کے ساتھ دوستانہ مشورہ کر رہا تھا کہ وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کو راضی کرین کہ اس اعتراض کو اٹھا لین - مین نے اُن سے بیان کیا کہ میجر اسٹوکس کے تقرر سے فوجی پولیس درست ہو جائے گی جس سے دونون سلطنتون کو فائدہ پہنچیگا - اس کے علاوہ اگر انصافاً دیکھا جائے تو یہہ اعتراض

کسقدر بیجا ہے ۔ مین سمجھتا ہون کہ مین نے ان دونون صاحبون کو اس بات پر راضی کر لیا تھا اور انھین بالکل یقین ہوگیا تھا کہ میری درخواست واجبی ہے اور میرا مقصد محض اصلاح ملک ہے جسکے لیئے ایک لائق ہوشیار افسر کی ضرورت ہے ۔ مگر سینٹ پٹرس برگ مین کیبنٹ کا خیال تو کچھ اور ہی تھا ۔ وہ کب چاہتی تھی کہ ایران کی مالی حالت اس قدر جلد درست ہو جائے ۔ گورنمنٹ روس کو اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ ہم لوگ (اہل امریکہ) اُن لکیرون پر نہ چلینگے جو بلجین عہدہ داران جنگی نے روس کیلئے پہلے سے ڈال رکھی ہین ۔

۱۵ - اکٹوبر کو موسیو پوکلیوسکی کوزیل نے مجھے لکھا کہ گورنمنٹ روس کسی طرح میجر اسٹوکس کے تقرر کو منظور نہین کرتی ۔ اُن کی یہہ تحریر اور پھر اُس کے ساتھ شعاع السلطنت کے معاملہ مین روس کے ناجائز برتاؤ اور اُس کے علاوہ چالیس لاکھ پونڈ قرض جو مین ایران کے لیئے لندن مین ٹھہرا رہا تھا اس مین روس کی پیش دستی ۔ غرضکہ ان سب باتون نے مجھے اور اراکین مجلس کو یقین کرادیا کہ روس یورپ کی موجودہ مخدوش حالت سے پورا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے اور گورنمنٹ برطانیہ ایران کے معاملات مین روس کیساتھ بہت کمزوری ظاہر کر رہی ہے ۔

ادھر میجر اسٹوکس کے آنے کی کوئی توقع نہ رہی اُدھر چالیس لاکھ پونڈ قرض کا معاملہ بھی نہ طے ہوا ان دونون باتون کے نہ ہونے سے اب مجھے بالکل یاس ہوگئی کہ مین ایران کی مالی حالت کو درست کرسکون گا ۔ مین نے خیال کیا کہ

ان باتون کو پوشیدہ رکھنا بیکار ہے لہذا ۱۷- اکتوبر کو مین نے لندن ٹائمس
کے نامہ نگار اور ریوٹر کے ایجنٹ سے جو مجھ سے ملنے آئے تھے صاف صاف
بیان کر دیا کہ گورنمنٹ روس کا میجر اسٹوکس کے معاملہ مین گورنمنٹ ایران کو
دھمکانا اور میجر اسٹوکس کے تقرر پر اعتراض کرنا بالکل غیر واجبی اور ناجائز ہے اور
اس معاملہ مین دولت برطانیہ کا روس کی طرفداری کرنا اس بات پر دال ہے کہ
یہہ دونون سلطنتین نہین چاہتین کہ ایران کچھ ترقی کرے اور یہان کی مالی حالت
درست ہو - گو مین نے یہہ واقعات بہت نرم الفاظ مین بیان کیے - اور وہ
لوگ خود بھی ان معاملات سے بخوبی واقف تھے مگر لنڈن ٹائمس فی ۱۹- اکتوبر
کے پرچہ مین میرے بیانات کی تردید کی اور یہہ لکھا کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ غلط
اور بے بنیاد ہے - چونکہ یہہ مشہور اخبار عموماً برٹش فارن آفس کا نیم سرکاری اخبار
کہلاتا ہے اس لیے مین مجبور ہوا کہ مجھپر جو حملہ کیا گیا ہے اُسکی تردید کرون اور برٹش
عامہ خلائق کو حقیقی واقعات سے آگاہ کرون تاکہ گورنمنٹ برطانیہ کو وہان کی رعایا
انصاف پر مجبور کرے اور ایران کی خود مختاری اور شاہانہ اختیارات جن کے
تحفظ کا دونون سلطنتون نے اقرار واثق کیا ہے قایم رہین

چنانچہ مین نے ایک مضمون تیار کیا اور بعض ایرانی مشاہیر صاحب الرائے
سے بھی مشورہ لیا - بعد ازان کیبنٹ سے خانگی طور پر اجازت لیکر ۲۱- اکتوبر کو مین نے
وہ مضمون شایع ہونے کیلئے لنڈن ٹائمس کو بھیجدیا -

میرا مضمون دسوین - گیارھوین نومبر کے ٹائمز مین دو دفعہ کرکے چھاپا گیا -
جب لندن سے ۱۰ - نومبر کی ڈاک آئی اور سفیر برطانیہ کو اس مضمون کی اطلاع ہوئی
تو اُنھون نے میرے پاس سے اُسکی نقل منگا بھیجی - انگلستان کے کل اخبارون نے
اس مضمون کی نسبت اپنی مختلف رائین ظاہر کین اور اسکی بنا پر پارلیمنٹ مین
فارن سکرٹری سے بہت کچھ سوالات کیے گئے -

چھٹا باب

گورنمنٹ ایران کے پاس روس کا پہلا الٹیمیٹم آنا - گورنمنٹ برطانیہ کا گورنمنٹ ایران کو الٹیمیٹم قبول کرنے کی صلاح دینا - گورنمنٹ ایران کا معذرت کرنا - دوسرا الٹیمیٹم نازل ہونا

اکتوبر کے آخر مین گورنمنٹ روس نے اپنی فوجین انزلی مین اُتارنا شروع کیا
اور ایک بڑی فوج باکو مین جمع ہونے لگی اسوقت انگلستان نے گورنمنٹ ایران
کو اسکی اطلاع دی کہ وہ بھی ہندوستانی سوارون کے دو غول بوشہر کو بھیج رہا ہے
جہان سے وہ شیراز جائین گے اور سفارت خانہ برطانیہ کی حفاظت کرینگے
سردار محی وہ فوجی حضرت جو کچھ دن پہلے زرد بوٹ پہنے ہوے میرے

پاس تشریف لائے تھے - اور فوج کے اخراجات کیلئے روپیہ کے طالب ہوئے تھے - اُنہون نے بندرچینرین ترکمانون سے شکست کھائی - اس معرکہ مین روسی جنگی جہاز اور روسی سفیر نے برابر باغیون کی مدد کی -

دوسری نومبر کو موسیو پوکلیوسکی کوزیل سفیر کبیر روس وزیر امور خارجہ ایران کے دفتر پر تشریف لائے اور اپنی گورنمنٹ کیطرف سے زبانی یہ مطالبہ پیش کیا کہ خزانہ کی فوجی پولیس کا پہرہ شعاع السلطنت کے باغ سے فوراً اٹھا دیا جائے اور اس جگہ قزاق بریگیڈ سے کچھ ایرانی قزاق اس جائداد کی نگرانی کیلئے وہان بھیج دیئے جائین - اس کے علاوہ یہہ کہا کہ روسی عہدہ داران سفارت کو جو دھمکی دی گئی ہے اوسکی معافی مانگی جائے - وزیر امور خارجہ ہرچند اس بات پر اڑے رہے کہ ہمارے اندرونی معاملات مین کیون دخل دیا جاتا ہے اور ہمارے شاہی حقوق کیون پامال کیے جاتے ہین - مگر اُس نے ایک نہ سُنی بلکہ گورنمنٹ ایران کی طرف سے اس بارہ مین جو تحریری شکایت بھیجی گئی تھی اُسے بھی اُسنے واپس کر دیا -

سفیر کبیر نے یہہ بیان کیا کہ مجھے یہہ ہدایت ہوئی ہے کہ ایران کی مجلس وزرا سے اس بارہ مین فی الفور ہان یا نہین جواب طلب کرون -

وزیر امور خارجہ ایران نے یہہ کہا کہ ایسے اہم معاملہ مین بغیر مشورہ دوسرے وزرا کے کوئی کارروائی نہین کیجا سکتی - چنانچہ دو دن تک اس مسئلہ پر بحث

ہوتی رہی۔ بعدازان مجھ سے رائے پوچھی گئی۔ مین نے یہہ کہا کہ ایسے پولٹیکل
معاملہ مین مین دخل دینا نہین چاہتا تاہم میری رائے یہہ ہے کہ روس کا
مطالبہ بالکل ناجائز اور خلاف قاعدہ ہے۔ اور اگر کیبنٹ وزرا ایران کے
حقوق محفوظ رکھنا چاہتی ہے تو اس سے بہتر موقعہ نہین ہو سکتا اس لیئے
کہ حق ایران کے طرف ہے۔

جسدن یہہ زبانی الٹیمٹم دیا گیا اسی دن ایک اور واقعہ پیش آیا۔
طہران کے بعض دولتمند امرا سے کسیطرح ٹکس وصول نہوتا تھا ہر
چند کوشش کی گئی مگر بے سود ہوئی۔ تب مین نے خزانہ کی فوجی پولیس کے چند سپاہی
بھیجے کہ بزور ٹکس وصول کرین۔ اور یہہ طریقہ ایران مین کوئی نیا نہ تھا۔ بلکہ ہمیشہ
سے ایسا ہی ہوتا آیا تھا۔ ان امرا مین سب سے زیادہ نادہند پرنس
علاءالدولہ خاندان شاہی کا ایک رکن تھا جو سابق مین شیراز کا گورنر
بھی رہ چکا تہا۔

جب اس نے کئی دفعہ ٹکس کلکٹر کو گالیان دیکر اپنے گھر سے نکال دیا
تب مین ٹیکس کلکٹر کو مع پانچ جوانون کے اس کے مکان پر بھیجا یہہ لوگ
وہان جاکر پھاٹک پر بیٹھ گئے اور علاءالدولہ کو اطلاع دی کہ جب تک
سرکاری دیون ادا نہ کرین گے اسوقت تک انکی جایداد پر سرکاری قبضہ رہیگا۔
علاءالدولہ دوسرے دروازہ سے نکلکر صمصام السلطنت وزیراعظم کے

وہاں پہونچا جن کا گھر قریب تھا۔ اور آنکھوں مین آنسو بھر کر یہہ بیان کیا کہ خزانہ کے عہدہ داروں نے اس کی بڑی بیعزتی کی اسیطرح اور باتین بنا کے اپنے دوست وزیر اعظم کو ایسا برہم کر دیا کہ انھوں نے اپنے بھائی **امیر مجاہد** ایک بختیاری سردار کو اس لئے بھیجا کہ خزانہ کی فوجی پولیس کو علاء الدولہ کے مکان سے نکال دین **امیر مجاہد** تو میرے دشمن تھے ہی اس لئے کہ مین نے کئی دفعہ ان کو روپیہ دینے سے انکار کیا تھا وہ علاء الدولہ کے فرزند کو جو فوج کا کرنل تھا ساتھ لے کر مع چند بختیاری جوانوں کے علاء الدولہ کے مکان پر آئے اور خزانہ کے جوانوں پر حملہ آور ہو کر انھین لکڑی سے خوب پیٹا اور ان کی بندوقین چھین لیں یہہ واقعہ سر شام پیش آیا۔

دوسرے صبح کو وزیر اعظم نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی مین نے فی الفور انھین لکھا کہ اس معاملہ مین آپ کو تحریراً معافی مانگنی چاہیئے اور ان لوگوں کو سزا دینی چاہیئے جو اس جرم کے مرتکب ہوئے ہین اور فی الفور کل رقم ٹیکس داخل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ دوسرے دن وزیر اعظم نے بڑی انسانیت کے ساتھ کونسل مین معافی مانگی اور ایک تحریری معذرت نامہ بھی مجھے بھیجا اور یہہ کہا کہ بڑھاپے کی وجہ سے انھین بہت جلد غصہ آجاتا ہے جب ایسا عالی مرتبہ شخص جیسے کہ پرنس علاء الدولہ آنکھوں مین آنسو بھرے دوڑتا ہوا میرے پاس آیا تو اُس وقت مجھے اپنی طبیعت پر ضبط نہ رہا۔

وزیر اعظم کے فوجی ایڈیکانگ نے معذرت کے ساتھ جوانوں کی بندوقین واپس کین اور کل رقم ٹیکس آنہ پائی ادا کر دی گئی۔ اس واقعہ کا اثر بہت اچھا ہوا اس سے خزانہ کی وقعت بہت بڑھ گئی اور بہت سے دوسرے امراء و شہزادے جو اب تک ٹیکس دینے سے انکار کر رہے تھے سب نے اپنا اپنا ٹیکس ادا کر دیا۔ اگر مین اوس ہتک کی جو خزانہ کے جوانون کو ملی تھی کچھ پروا نہ کرتا تو مجھے اپنا دفتر ہی بند کر دینا ہوتا۔ ایسے ایسے خفیف واقعے ایران مین بہت اہمیت رکھتے ہین جہان وقعت کا بڑا خیال کیا جاتا ہے اس مین خواہ کوئی معمولی آدمی ہو یا گورنمنٹ۔

چند روز کے مباحثہ کے بعد کبنٹ وزرائے چھٹی نومبر کو وزارت خارجہ کے ایک عہدہ دار کی زبانی روسی الٹی میٹم کا جواب کہلا بھیجا۔ جواب بہت مؤثر تھا جس سے گورنمنٹ ایران کی وقعت قائم رہتی تھی۔ اور جس کا منشا یہہ تھا کہ۔

شعاع السلطنت کے واقعہ کی بلا رو رعایت پوری تحقیقات کی جائے جو کچھہ اس تحقیقات کا نتیجہ ہوگا گورنمنٹ ایران اس کی پابندی کریگی۔

اس عرصہ مین اخبارون مین یہہ چھپا کہ روس شمالی ایران مین صوبہ گیلان اور ضلع تالیج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ روس کو ایران کے استقلال اور انداز جواب پر بہت ہی تعجب ہوا تھا۔

ساتوین نومبر کو سفیر برطانیہ سر جارج بارکلے نے مجھہ لکھا کہ ۹٫۳ بجے مجھسے

سنانا چاہتے ہین اور ایک تار کا مضمون مجھے پڑھکے سنانا چاہتے ہین جو اُن کی
گورنمنٹ کے پاس سے آیا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن وہ تشریف لائے وہ تار
سر ایڈورڈ گرے کے پاس سے آیا تھا اور سر جارج بارکلے کو یہہ ہدایت
کی گئی تھی کہ مجھسے ملکر بیان کرین کہ مین نے مسٹر لیکافے ایک
رعایائے برطانیہ کو تبریز مین جو وہان کے مالی معاملات کے معائنہ کے
لئے مقرر کیا ہے۔ روس کی طرف سے اس پر اعتراض ہوگا اور یہہ کہا جائیگا
کہ وہان ان کے تقرر سے روسی اغراض پر اثر پڑیگا اور یہہ اندیشہ ہے کہ
کہین روس ایران کے شمالی حصہ ملک پر قبضہ نہ کرلے۔ سفیر برطانیہ
کے طرز بیان سے یہہ صاف مترشح تھا کہ روس کے اشارہ سے یہہ تار بھیجا
گیا ہے اس مین شک نہین کہ چند ہفتہ پہلے مین نے یہہ ارادہ کیا تھا کہ۔
مسٹر لیکافے کو دس لاکھ تومان محاصل ٹیکس کے تغلب کی تحقیقات کرنے
کے لئے تبریز بھیجون۔ میرے چند یوروپین مددگارون مین جو فارسی زبان
بول سکتے تھے اُن مین ایک مسٹر لیکافے بھی تھے علاوہ زبان
دانی کے وہ ایرانی طریقہ ٹیکس کی پیچیدگیون کو خوب سمجھتے تھے اور پہلے
تبریز مین رہچکے تھے اور وہان کی حالت سے خوب واقف تھے مجھے یہ
سن کے بہت تعجب ہوا کہ روس کو اس بارے مین کیا اعتراض ہے
مسٹر لیکافے فینانس مین تقریباً دو سال سے ملازم تھے اور طہران مین

وہ ایک بڑی اور معزز خدمت پر تعینات تھے - چونکہ طہران مثل تبریز کے
اُس حصۂ ملک مین واقع ہے جسے یہ لوگ روس کے زیر اثر کہتے ہین - لہذا
ایسی صورت مین مسٹر لیکافرے کو ایک خاص کام پر تبریز بھیجنا محض ایک
جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا تھا -

مین نے سر جارج بارکلے کو یہ جواب دیا کہ مین ہمیشہ اور اس وقت
بھی روس اور دوسری سلطنتون کے جائز حقوق کی جو ایران مین انکو حاصل
ہین پوری نگرانی کرنے کو تیار ہون لیکن مین اس معاملہ مین یا میجر اسٹوکس
کے مسئلہ مین بیرونی دائرہ اثر کو تسلیم نہین کرسکتا یہ ایک ایسی چیز ہے
جسکو گورنمنٹ ایران نے سرکاری طور پر تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے
اور مجھے بھی کئی دفعہ ہدایت کی ہے کہ مین اسکو تسلیم نہ کرون - اس کے بعد مین
نے یہ کہا کہ اگر گورنمنٹ روس میرے کام کے ساتھ جو مین نے ایران مین
شروع کیا ہے ذرا بھی مخلصانہ برتاو کرے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ اس کا پورا
معاوضہ کر دون گا - سر جارج بارکلے نے پیغام رسانی کا فرض اس طرح ادا کیا جیسے
کوئی شخص بیہودہ دوا پیتا ہے اور اُٹھ کر چلے گئے میری بات کا کچھ جواب نہ دیا -

۱۱ - نومبر کو مجلس نے ایک قانون پاس کیا جس کے رو سے مجھے اختیار
دیا گیا کہ روس اور اہل امریکہ کو مالی کام مین مدد دینے کیلیے مین بلاؤن -
اوسیدن دوپہر کو سفارت خانہ روس کے مشرقی سکرٹری موسیو پوڈی کیتی مجھ

وہی مطالبہ تحریر مین پیش کیا جو گورنمنٹ روس کیطرف سے زبانی ہوا تھا
موسیو ڈی گیرز نے بیان کیا کہ اگر ۴۸ گھنٹے مین اس کی تعمیل نہ کیجاے گی
تو دونون گورنمٹون کے سیاسی تعلقات منقطع ہو جائین گے۔

اخبار لندن ٹائمس نے میرے مضمون پر قدح کی اور ایک مضمون چھاپا
جس مین مجھپر یہ الزام لگایا کہ مین ایرانی فدائیون کیساتھ شریک ہو گیا ہون میری
سمجھ مین نہین آتا کہ اس سے اخبار لندن ٹائمس کا کیا مطلب تھا جس حالت
مین کہ مین نے ایران مین دستوری حکومت کی ملازمت ہی اختیار کی تو
شرکت کا کیا ذکر ہے۔ اس وقت میرا مضمون جو لندن ٹائمس مین
چھپ چکا تھا فارسی مین اُس کا ترجمہ ایک چھوٹی سی کتاب کی صورت مین چھاپا گیا
اور تمام ملک مین کثرت سے تقسیم ہوا جب مجھپر یہ الزام لگایا گیا کہ مین نے
اس کا ترجمہ کر کے شایع کرایا ہے حالانکہ مجھے اس کا علم بھی نہ تھا تو اسوقت
ایک مقامی اخبار نے مدن نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس نے یہ مضمون فارسی
مین چھاپ کے تقسیم کیا ہے۔

۱۱- نومبر کو ایرانی کیبنٹ وزرا روس کی فوجی تیاریون سے جو وہ شمالی
حصۂ ملک پر قبضہ کرنے کے لیے کر رہا تھا بہت خائف ہوئی اور دولت
برطانیہ سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ سر ایڈورڈ گرے نے فوراً بذریعہ
تار کے یہہ صلاح دی کہ روسی الٹیمیٹم منظور کر لیا جاے اور معافی مانگی جاے

صمصام السلطنت وزیر اعظم نے مجھے لکھا کہ اپنے کل جوان شعاع السلطنت کے باغ سے اٹھا لون۔ یہ بیوقوف بڈھا کئی روز سے کسی سخت روسی سازش مین پھنسا ہوا تھا بلکہ مجلس کے بعض ارکین اوسکی سچی وفاداری پر شک کرنیلگے تھے۔ جب میرے پاس صمصام السلطنت کا یہ حکم پہونچا تو مین نے دیکھا کہ اُس پر بجائے کل وزراے کونسل کے صرف انہین کے دستخط ثبت ہین۔ چونکہ پہلا حکم ضبطی جو میرے پاس آیا تھا اُس پر کل وزرا کے دستخط تھے لہذا مین نے لکھا کہ کونسل کا حکم کونسل ہی منسوخ کرسکتی ہے اور مین نے اس بات پر زور دیا کہ یا تو میرے ایجنٹ ان جایدادون پر نگران رہین یا اُن کی نگرانی بالکل مجھ سے علیحدہ کرلیجائے مین اُن کا ذمہ دار نہین ہوسکتا۔

اب پھر حسب معمول کبنٹ وزرا تنزلزل مین آئی ایک دن تو وزیر یال یہہ کہتے تھے کہ اُنھون نے استعفا دیدیا ہے اور دوسرے دن پھر کونسل چیمبر مین موجود ہوتے تھے۔

۱۸۔ نومبر کو سفارت خانہ روس نے گورنمنٹ ایران کو یہ اطلاع دی کہ چونکہ الٹیمیٹم منظور نہین ہوا لہذا سیاسی تعلقات منقطع سمجھے جا رہین مگر تجارتی معاملات سفارت روس کے ہاتھون سے ہوتے رہینگے۔ اس کے بعد یہہ خبر آئی کہ چار ہزار روسی فوج کوہ قاف سے ایران کی طرف آرہی ہے اب

کیبنٹ نے سر ایڈورڈ گرے کے مشورہ پر غور کیا اور بالآخر یہ طے پایا کہ اُنکے حسب راے عمل کرنا چاہیے چنانچہ میرے نام ایک تحریری حکم بھیجا کہ شعاع السلطنت کی جائداد حوالہ کردون اور اپنے جوانون کو بلا لون مین نے اس حکم کی تعمیل کردی اور ہر ایک چیز جس پر قبضہ کیا تھا واپس دیکر اُس کی رسید لے لی۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ برٹش فارن آفس روس کی فوجی تیاریون سے بہت خائف ہوئی اور ایران کو جو مشورہ دیا گیا وہ محض اس لئے تھا کہ روسی فوج کی پیش قدمی رُک جائے ورنہ اندیشہ یہہ تھا کہ پارلیمنٹ مین اس کی نسبت سخت اعتراض ہوگا کہ روس معاہدہ ۱۹۰۷ء کی خلاف ورزی کیون کر رہا ہے اس درمیان مین ایک نئی کیبنٹ وزرا قائم ہوئی جس نے یہ رائے دی کہ روس سے معافی مانگی جائے ۔

چنانچہ ۲۴ نومبر کو وثوق الدولہ وزیر امور خارجہ بڑے ٹھاٹھ سے روسی سفارت خانہ مین پہونچے اور سفیر کبیر روس سے ہاتھ ملا کے یہہ کہنے لگے کہ مین اپنی گورنمنٹ کیطرف سے معافی مانگنے آیا ہون اور جو ہتک سفارت خانہ کے عہدہ دارون کو شعاع السلطنت کے معاملہ مین ہوئی اس کی معذرت چاہتا ہون ۔ اس کے عوض مین سفیر کبیر صاحب نے اُنکے ساتھ ایسا بد نما سیاسی مذاق کیا جو ایک روسی کیبنٹ ہی بلا لحاظ انصاف و انسانیت کرسکتی ہے

وزراے ایران بظاہر یہہ سمجھے کہ اگر اپنی ذلت گوارا کرکے شعاع السلطنت
کی جائداد واپس کردین گے تو اس سے روس کا غصہ فرو ہوجائیگا اور کل معاملہ
طے ہوجائیگا - انھین روس کی چال بازیون کی خبر نہ تھی - روس یہہ کب چاہتا
تھا کہ ایران اس کے مطالبات منظور کرے - اگر اوسکا اپنے سفارتخانہ کے
ماتحت عہدہ دارون کی شان و شوکت قایم رکھنا مقصود ہوتا تو البتہ وثوق الدولہ
کی معذرت معاملہ کو طے کردیتی مگر روس تو دراصل شمالی حصہ ایران پر قبضہ کرنے
کیلئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا - سر ایڈورڈ گرے نے بذریعہ سفیر برطانیہ متعینہ طہران
کبنٹ وزرا کو یہہ یقین دلایا کہ اگر روس سے معافی چاہی جائیگی تو روسی
فوج جو عنقریب ایران مین داخل ہوا چاہتی ہے اوس کی پیشقدمی رک جائیگی
چنانچہ سر ایڈورڈ گرے کے اسطرح یقین دلانے پر گورنمنٹ ایران نے روسی
مطالبات کو منظور کیا -

جب وثوق الدولہ نے سفیر کبیر روس سے معافی چاہی ہے تو اسوقت سفیر
صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ایران نے پہلے الٹیمٹم کے مطالبات تو منظور کرلیے مگر
ایک اور الٹیمیٹم تیار ہورہا ہے جسکی اطلاع مین آپکو دیتا ہون اوس وقت
وثوق الدولہ کی صورت دیکھنے کے قابل تھی ان کے منھ پر ہوائیان اڑرہی تھین
اور اوسان خطا تھے - یہہ ملاقات سفیر برطانیہ نے ٹھہرائی تھی - خیر اس درمیان
مین کوئی نئی بات تو نہ ہوئی جس سے دوسرے الٹیمیٹم کی بنا پڑی مگر یہہ صاف ظاہر تھا

کہ روس چاہتا ہے اپنی فوجین شمالی حصہ ملک مین بھر دے۔ گو دولت
برطانیہ یا گورنمنٹ ایران کچھ بھی کہے یا کرے۔ روس جس موقعہ کے انتظار مین
تھا وہ آخر آہی گیا۔ دراصل اسکا یہ ارادہ ہے کہ ہندوستان کیطرف اپنی
فوجین بڑھائے اور خلیج فارس کا کونہ دبالے۔ یہ آرزو دل پوری ہونیکے دن آگئے
مراکش کا جھگڑا ابھی بالکل طے نہ ہوا تھا جسکی وجہ سے اُسے یقین تھا کہ ایران کے
معاملہ مین برطانیہ کیطرف سے کوئی سخت اعتراض نہ ہوگا۔

چنانچہ حسب وعدہ ۲۹۔ نومبر کو گورنمنٹ روس کیطرف سے ایک دوسرا
الٹیمیٹم آہی گیا اور اُس کی منظوری ۴۸ گھنٹے کے اندر چاہی گئی۔

اس الٹیمیٹم کی عبارت بہت ہی پُرلطف تھی۔ لہذا اس کا ترجمہ ذیل مین
درج کیا جاتا ہے۔

روس کے دوسرے الٹیمیٹم کا ترجمہ

۲۲۔ نومبر بروز جمعہ جب آپ مجھسے ملنے آئے تو مین نے اثنائے گفتگو مین
آپ سے بیان کیا تھا کہ بعض وجوہ سے امپریل گورنمنٹ روس چند اور مطالبات
گورنمنٹ ایران سے چاہنے والی ہے چنانچہ مین اُسکے متعلق اپنی گورنمنٹ کے
ہدایات کا منتظر تھا۔ اب وہ ہدایات مجھے مل گئے اور مین گورنمنٹ روس کیطرف سے
حسب ذیل مطالبات پیش کرتا ہون۔

(۱) مسٹر شوسٹر اور لیکافر سے موقوف کر دیے جائین۔ دوسرے لوگ

جو مسٹر شوسٹر نے بلا کے ملازم رکھے ہین اُن کے متعلق دوسری تجویز کے لحاظ سے عمل کیا جائیگا۔

(۳) گورنمنٹ ایران اس بات کا عہد کرتی ہے کہ آیندہ کسی غیر ملکی کو بلا اجازت و منظوری گورنمنٹ روس و گورنمنٹ برطانیہ ملازم نہ رکھیگی۔

(۴) گورنمنٹ روس نے حال مین جو فوج ایران کو بھیجی ہے اس کے اخراجات گورنمنٹ ایران بطور تاوان کے ادا کرے۔ رقم کا تعین اور طریقہ ادائی گورنمنٹ ایران کا جواب آنے پر طے ہوگی۔

اس الٹیمیٹم کی شرح جو وزیر سفارت خانہ روس نے کی وہ بھی پُر لطف ہے اسکا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

یہہ تجاویز جو پیش کیے گئے ہین اُنکی شرح بیان کر دینا بھی ضرور ہے۔

(۱) چونکہ مسٹر شوسٹر کی ہتک آمیز عمل کیوجہ سے گورنمنٹ روس کو مجبوراً اپنی فوج ایران کیطرف بھیجنا ہوئی اس لیے جو کچھ اخراجات عاید ہوئے اسکا مواخذہ ملنا بہت ضرور ہے۔

(۲) گورنمنٹ روس کی یہہ خواہش ہے کہ جو اسباب مخالفت پیدا ہو گئے ہین دور کر دیے جائین اور آیندہ مصالح کی ایسی بنیاد ڈالی جائے جسپر دونون گورنمنٹین مضبوطی کیساتھ قصر اخلاص اور اتحادی تعلقات قایم کر سکین اور جو معاملات اب تک تصفیہ طلب ہین وہ طے ہو جاوین۔

(۳) بسلسلۂ امور متذکرۂ بالا مین اس امر کی اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ روس ۴۸ گھنٹے سے زیادہ اس کے جواب کا انتظار نہ کریگی اور اس عرصہ مین جو روسی فوجین آئی ہین وہ قشت مین ٹھہری رہین گی - اگر کچھ جواب نہ آیا یا جواب آیا بھی اور وہ خاطر خواہ نہ ہوا تو اس صورت مین فوجون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جائیگا اور یہہ ظاہر ہے کہ فوجون کے بڑھنے سے ایران کو اور زیادہ تاوان دینا ہوگا -

اس الٹیمیٹم کے آنے سے کبنٹ وزرا مجلس اور عامۂ خلائق پر جو اثر ہوا اسکے بیان کی ضرورت نہین ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین -

اول تو اس الٹیمیٹم کی عبارت خاصکر پیچیدہ رکھی گئی تھی بالخصوص جہان تاوان یا معاوضہ کا ذکر آیا تھا یا جہان معاملات تصفیہ طلب کیطرف اشارہ کیا گیا تھا -

اس الٹیمیٹم کے ساتھ ہی ایک خط بھی آیا جسکا مضمون یہہ تھا کہ شعاع السلطنت کی والدہ لیڈی نزہتہ السلطانہ نے اعلیحضرت زار اور ان کی بیگم زارینہ کو تار دیا تھا جس کی بنا پر گورنمنٹ ایران کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آج سے انکی جائداد اور خود بیگم صاحبہ گورنمنٹ روس کی حفاظت مین سمجھی جائین -

یہہ بیگم صاحبہ اب تک تو ایران کی رعایا سے تھین مگر اب گورنمنٹ روس نے صرف ایک تار بھیجکر انکی حیثیت کو بدلدیا -

ساتوان باب

روٹی کا هنگامه۔ مجلس سے روسی الٹیمیٹم کی نامنظوری۔ روسی فوج کا حمله۔ ایران کیطرف سے اسکی مدافعت۔ ایرانی مستورات کی دلیری۔ ۲۴۔ دسمبر کو مجلس کا برخاست هونا

۲۹۔ نومبر کو روس نے جو الٹیمیٹم بھیجا اس مین گورنمنٹ برطانیه کا بھی نام درج تھا حالانکه سفیر برطانیه کو اسکی کچھ خبر هی نه تھی۔ اگر دولت ایران ان مطالبات کو منظور کر لیتی جو الٹیمیٹم مین درج تھے تو گویا اپنے شاهی حقوق روس و برطانیه کو حواله کر دیتی۔ یهه الٹیمیٹم پیش هونے کے چند روز بعد سر ایڈورڈ گرے سے پارلیمنٹ مین یهه پوچھا گیا که گورنمنٹ برطانیه کا نام اس مین کیون درج کیا گیا۔ انھون نے جواب دیا که روس کے مطالبات سے ان کو اتفاق ہے البته تاوان کے مضمون سے وه متفق نهین هین اس لیے که اگر ایران سے تاوان لیا جائیگا تو ایران کی مالی حالت ابتر هو جائے گی جسکی وجه سے جنوبی حصه ملک مین راستون کی حفاظت کیلیے پولیس کا انتظام نه هو سکیگا جسکی وجه سے برطانیه کی تجارت کو نقصان پهنچیگا۔ برٹش فارن آفس نے اس

لیٹیمیٹم مین صرف یہی ایک چیز قابل اعتراض سمجھی - سر ایڈورڈ گرے نے میری نسبت یہہ الزام لگایا کہ مین نے ایران مین ترقی معکوس کا طریقہ اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے مجھے اپنی تجاویز مین ناکامیابی ہوئی ہے لہذا میرا وہان رہنا بیکار ہے

۲۹. نومبر کو الٹیمیٹم پیش ہونے کے دو گھنٹہ بعد سہ پہر کو نائب السلطنت نے مجھے بلا بھیجا مین وہان گیا اور مین نے دیکھا کہ وزرائے کیبنٹ انھین گھیرے ہوئے بیٹھے ہین جن مین میرے پرانے دوست محتشم السلطنت بھی تشریف رکھتے ہین - معلوم نہین کہ یہہ بزرگ پھر کسطرح وزیر اعظم صمصام السلطنت کے مزاج مین دخیل ہو گئے -

نائب السلطنت نے کہا کہ گورنمنٹ کو روٹی کے ہنگامہ سے بہت تشویش ہے - ایران مین روٹی کی کثرت اور ارزانی سے کیبنٹ کے انتظامی قابلیت کا اندازہ کیا جاتا ہے - گیہون کی روٹی یہان کے لوگون کی خاص غذا ہے بالخصوص شہرون اور بڑے بڑے قصبون کے باشندے اسی پہ جیتے ہین عموماً یہہ روٹی لوگون کے گھرون مین نہین پکائی جاتی بلکہ عام نان پزون کی دوکانون مین تیار ہوتی ہے - اور طہران مین نان پزون کی صدہا دوکانین ہین - یہہ روٹی لمبی لمبی پٹیون کی صورت مین آدھی انچ موٹی پکائی جاتی ہے اور ان پٹیون کو لوگ ہاتھون ہاتھ اسطرح لیجاتے ہین جیسے لپیٹنے کا کاغذ - سڑکون پر اکثر آپ دیکھین گے کہ ایرانی ان روٹیون مین اپنا پنیر یا پھل لپیٹے

ہوئے لیجا رہے ہین ۔

موسم بہار مین جب گیہون کٹتا ہے تو اسوقت گورنمنٹ بجائے روپیہ کے ایک مقدار گیہون کی محصول مین لے لیتی ہے ۔ پایۂ تخت کے اطراف کے اضلاع مین یا دوسرے بڑے بڑے قصبون مین گورنمنٹ یہہ گیہون سرکاری انبار خانون مین جمع کرتی ہے تاکہ موسم خزان مین رعایا کو کثرت سے ارزان روٹی مل سکے یہہ طریقہ ایران مین ایک مدت دراز سے جاری ہے ۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور گورنمنٹ اپنے غلہ کو فروخت کرڈالے تو امرا یا دوسرے دولتمند جن کے اضلاع مین گیہون بکثرت پیدا ہوتا ہے آپس مین مل کر غلہ کو خرید لین گے اور جس قیمت کو چاہین گے نان پزون کے ہاتھ فروخت کرینگے ۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ روٹی گران ہوجائیگی اور بلوے اٹھ کھڑے ہونگے ۔ چنانچہ اسی امر کے تدارک کیلئے گورنمنٹ نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جب غلہ گران ہو تو سرکاری انبار خانون سے گیہون نکال کر نان پزون کے ہاتھ ارزان قیمت پر فروخت کیا جائے ۔ اس طریقہ سے روٹی کی قیمت گران نہین ہونے پاتی کیونکہ لوگون کو اس بات کا علم رہتا ہے کہ سرکار کے پاس انبار خانون مین غلہ موجود ہے اور اسکی وجہ سے امرا یا دوسرے دولت مند لوگ کچھ نقصان نہین پہونچا سکتے ۔

چنانچہ اسوقت گورنمنٹ کو ایسی وقت کا سامنا ہے جسکی وجہ سے نایب السلطنت اور مجلس وزرا کو سخت تشویش ہے ۔ اس سال ایران کے شمالی حصہ مین

بالخصوص طہران کے اطراف فصل بہت خراب ہوئی ہے جس کی وجہ سے غلہ بہت کم پیدا ہوا ہے۔ اس کمی کا سبب کچھ تو خشک سالی ہے اور کچھ عام ابتری جب سے محمد علی ایران مین آیا ہے ہر طرف لوٹ مار شروع ہے جسکی وجہ سے زراعت کو سخت نقصان پہنچا ہے اسکے علاوہ موسم بہار مین برابر لڑائی ہوا کی اور پائے تخت کے نواح مین بہت سے بختیاریون اور دوسری بیقاعدہ سپاہ کے اجتماع سے تمام قاطرچی اور شتربان بھاگ گئے ہین۔ اور جن ذرایع سے غلہ شہر مین آتا تھا وہ مفقود ہو گئے ہین۔

لہذا عہدہ داران خزانہ کا فرض یہہ ہے کہ جو محصول گیہون پر یا دوسری اجناس مثل چانول۔ جو۔ روئی اور کاہ پر واجب الادا ہو بجائے روپیہ کے غلہ لیا جائے اور یہہ غلہ شہر ون مین منگا کے انبار خانون مین جمع کر دیا جائے چنانچہ اس وقت کا لحاظ کر کے مجلس وزرا نے مجھسے کہا کہ مین غلہ کی درآمد پر کافی نگرانی رکھون۔ اور یہہ دیکھتا رہون کہ وہ انبار خانون مین جمع کیا جاتا ہے اس مین شک نہین کہ پائے تخت کے بعض عہدہ دارون اور گورنر کیلئے یہہ غلہ ہمیشہ بہت مفید مطلب ہوتا تھا۔

چنانچہ مین نے اس بارہ مین سخت کوشش شروع کی کہ قبل راستہ مسدود ہو نے کے گیہون وغیرہ ازا ضلاع سے شہر مین آجائے مین نے طہران کے عہدہ داران مینو سپلٹی کو اس بات سے روکا کہ روٹی کے نرخ مین خیانت سے

باز رہیں - بہت سے امرا جو دستوری حکومت کے خلاف تھے اُنھوں نے اپنیں
ایکا کر لیا تھا - جس سے اُنکی غرض ایک یہہ بھی کہ اپنے تئین مالا مال کرین - اور
دستوری حکومت کو دقت مین پھنسائیں -

مین نے نائب السلطنت اور مجلس وزرا سے یہہ صاف کہدیا کہ اگر وہ
چاہتے ہین کہ مین اس معاملہ کو اپنے ہاتھہ مین لون تو اول اُن کو چاہیئے کہ ایک
ایماندار شخص طہران کا گورنر مقرر کرین ورنہ مین اس ذمہ داری کو اپنے سر نہ لونگا -
اُنھون نے وعدہ تو کیا مگر حسب معمول امروز فردا پر ٹالتے رہے یہان تک کہ حالت
روز بروز ابتر ہوتی گئی - وقتاً فوقتاً روٹی کیلئے شہر مین بلوے ہوئے مگر آسانی
سے اُن کا تدارک کر دیا گیا -

ایک واقعہ کسیقدر سنگین پیش آیا - طہران مین ایک خاص نان پز تھا
جو بہتیرے سیاسی عہدہ دارون سے ملا ہوا تھا - اور وہ گویا بڑا سرغنہ تھا - یہہ شخص
بہت بدنام تہا - بلکہ اُسکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ اُسنے کئی دفعہ بعض لوگون کو جو اُسکی
دوکان مین ملازم تھے اور اُسکی ان حرکتون سے نالان تھے تنور مین ڈھکیلکر
خاکستر کر ڈالا تھا -

ایک دن بعض نامی فدائیون سے مین نے اُسکی سازشون کا ذکر کرتے
ہوئے یہہ کہا کہ ان سارے ہنگامون کا باعث یہی شخص ہے - وہ اول تو بہت
خراب روٹی لوگون کے ہاتھہ بیچتا ہے اور اُسپر طرہ یہہ ہے کہ قیمت بہت

گران لیتا ہے۔ پس مناسب یہہ ہے کہ یہہ شخص دفع کر دیا جائے۔ ایک دن صبح کو جب مین اپنے دفتر مین گیا تو میرے ایک ایرانی مددگار نے مجھسے بیان کیا کہ میری حسب خواہش وہ نان پز مار ڈالا گیا۔ اس خبر کے سننے سے مجھے بہت تعجب ہوا۔ دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت لوگون نے بلوہ کرکے اُس نان پز کو ہلاک کر دیا۔ مین نہین سمجھتا کہ میرے کہنے سے ایسا کیا گیا۔ مگر تاہم مین نے ارادہ کیا کہ آیندہ سے اپنی رائے کے اظہار مین بہت احتیاط سے کام لون گا۔ اسمین شک نہین کہ وہ شخص خود ایک خونی تھا اور غریبون پر ظلم کرکے اُس نے بہت دولت جمع کی تھی۔ لہذا ایسی صورت مین اسکا مارا جانا کچھ خلاف انصاف تو نہ ہوا۔ مگر ایرانی مددگار نے جسطرح سے اُس کے خاتمہ کی نقل بیان کی اُس سے مجھے ایک صدمہ ہوا۔ اس شخص کے مارے جانیسے بلوے دفع ہو گئے اور روٹی کا نرخ معین کرنے مین آسانی ہوئی۔

۲۱۔ نومبر کی سہ پہر کو مجلس مین ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ وزیر اعظم صمصام السلطنت نائب السلطنت سے ملکر پارلیمنٹ مین گئے اور نئی مجلس وزرا قایم کرنے کے لیے چند نام پیش کیے جن مین محتشم السلطنت کا نام بھی شامل تھا اور اُنکی رائے تھی کہ محتشم السلطنت وزیر عدالت بنائے جائین۔ اراکین پارلیمنٹ کو مدت سے بدنام وزرا کے نامون سے واقف تھے

مگر محتشم السلطنت کا نام پیش کرنے پر وہ بہت بگڑ گئے۔ وزیر اعظم کے تعلقات
روسی سفارت خانہ کے ساتھ کچھ عرصہ سے بہت گاڑھے ہو رہے تھے۔ اور
چونکہ محتشم السلطنت روسی جاسوسون اور سازشین کیساتھ گہرے تعلقات
رکھتا تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اُسے بھی کبنٹ مین شریک کرین۔ حالانکہ
دوسرے وزرا اُسکی اس تجویز کے خلاف تھے۔ جب بوڑھے وزیر اعظم نے نامونکی
فہرست پڑھکر سنائی اور نئے وزیر عدالت محتشم السلطنت کا نام لیا تو
اُسوقت پارلیمنٹ مین ایک ہلچل ہوئی۔ پرنس سلیمان مرزا نے ممبر پر چڑھکے
یہہ اعلان کیا کہ تہران پارلیمنٹ کو وزیر اعظم پر پورا بھروسہ ہے مگر سپہدار کی
کبنٹ کے دغاباز ممبرون مین سے کسی شخص کو جدید کبنٹ کیلیے پارلیمنٹ منظور
نہین کرسکتی۔ تب وزیر اعظم ممبر پر گئے اور نہایت سخت الفاظ مین جمہوریت
پسند گروہ کے خلاف ایک تقریر کی۔ موتمن الملک جو پارلیمنٹ کے صدر نشین
تھے اُنھون نے وزیر اعظم کو روکنا چاہا جسپر وزیر اعظم صاحب یہہ کہکر وہان سے
چلے گئے کہ اپنے بختیاریون کو بلا کے کل جمہوریت پسند لوگون کا کام تمام کر دینگے
بعد ازان طہران کے مجتہد صاحب اُٹھے اور اُنھون نے اپنی تقریر مین صدر نشین
اور جمہوریت پسند گروہ پر حملہ کیا۔ تب صدر نشین نے تین مرتبہ اُن کو منع کیا کہ
خاموش رہین اور یہہ کہا کہ اگر پھر کوئی کلمہ زبان سے نکالینگے تو حسب قواعد
مجلس وہ قید کر دیے جائینگے۔ اب مجلس مین ایک ہنگامہ ہو گیا اور اسمین

شک نہیں کہ ایران کی پارلیمنٹ مین ایسے واقعہ کا وقوع بہت شرم ناک تھا۔

یہہ واقعہ اور روسی الٹی میٹم کی افواہ جب شہر مین پھیلی تو ایک عجیب ہل چل پڑی۔ اگر یفرم خان شہر کا کوتوال نہ ہوتا تو سارے شہر مین ایک بلوہ ہو جاتا جس کی وجہ سے بہت خونریزی ہوتی اسوقت خزانہ کی پولیس مین آٹھ سو سپاہی تھے جو طہران مین موقعہ موقع سے تعینات کر دیے گئے تھے یہہ سپاہی پورے قواعدوان اور بخوبی مسلح تھے اور چار امریکن ان کے افسر تھے وزیر اعظم کی یہہ کوشش کہ حشمتہ السلطنت پھر کیبنٹ مین داخل ہون اور جمہوریت پسند گروہ کی نسبت ان کی یہہ دھمکی کہ یہہ ہتھیارون سے ان کا قلع وقمع کرایا جائے گا یہہ سب باتین اس امر کی شاہد تھین کہ روسی سازش زورون پر ہے اور وزیر اعظم ملے ہوئے ہین اور دستوری حکومت کیلیے خطرہ کا سامنا ہے بعد کو پھر یہہ معلوم ہوا کہ پرنس علاءالدولہ جس نے سرکاری مالگزاری دینے سے اول انکار کیا تھا اب اور دوسرے بدمعاشون سے ملکر گورنمنٹ روس سے درخواست کر رہا ہے کہ محمد علی کو پھر تخت پر بٹھا دین چنانچہ پولیس نے اس مضمون کی ایک عرضی بھی گرفتار کی جسپر علاءالدولہ اور بہت سے دوسرے لوگون کے دستخط تھے۔

الٹی میٹم پیش ہونے کے دوسرے دن نواب حسین قلی خان اور یفرم خان

مجھ سے ملنے آئے اور موجودہ حالت کی نسبت میری رائے پوچھی۔ مین نے اُن سے
کہا کہ آپ مجلس اور کبنٹ کو اس بات کی اطلاع کر دیجئے کہ میرا یا میرے امریکن مددگارون
کا کچھ خیال نہ کرین بلکہ اپنے ملک کیلئے جیسا مناسب سمجھین تصفیہ کرین اُن کے
جانے کے بعد اور بہت سے اراکین مجلس مجھ سے ملنے آئے اور مشورہ کے طالب
ہوئے۔ مین نے سب کو وہی جواب دیا اور یہہ کہا کہ گورنمنٹ کے تصفیہ پر میری
آیندہ نیکنامی پر اثر پڑیگا مگر مجھے اسکی کچھ پروا نہین۔ مین یہہ نہین چاہتا کہ میری
وجہ سے اُن کو الٹیمٹیم کے تصفیہ مین کوئی وقت پیش آئے۔ مجلس روسی الٹیمٹیم کا
جو کچھ فیصلہ کریگی مین وعدہ کرتا ہون کہ مین خود اور میرے ساتھ دوسرے
اہل امریکہ اُسکی پابندی کرینگے۔

دوسرے دن صبح کو جب مین آفس گیا تو مین نے سُنا کہ پرنس علاء الدولہ
مارڈالا گیا۔ وہ اپنے مکان سے کہین جارہا تھا کہ تین آدمیون نے جو قریب مین
کسی بالاخانہ پر اس کی تاک مین بیٹھے ہوئے تھے گولی سے اسکا کام تمام کر دیا۔
اور گولی لگتے ہی وہ فوراً مر گیا۔

اسیطرح مشیر السلطنت پر بھی حملہ ہوا مگر وہ بچ گیا۔ ٹانگ مین زخم
لگا اور اس کا بھتیجا مارا گیا۔ وہ گھوڑے پر جارہا تھا اور بھتیجا بھی ساتھ ساتھ
تھا۔ یہہ مشیر السلطنت سابق مین محمد علی کے عہد مین وزیر اعظم رہ چکے تھے۔
طہران مین خفیہ انجمنین قایم تھین جب اُن کے ممبرون کو یہہ یقین ہوا کہ ایران مین

دستوری حکومت کے خلاف ایک گہری سازش ہو رہی ہے اور اسکی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس ظالم مجسم شیطان محمد علی کو پھر تخت پر بٹھایا جائے تو اسوقت اسطرح کے جرائم قتل کیصورت مین ظاہر ہونے لگے۔ جب ملک کے فدائیون کو یہہ بات اچھی طرح سے معلوم ہوگئی کہ شاہ معزول کے ہواخواہ اور امرا ملک کو روس کے ہاتھ فروخت کر رہے ہین تو اُن کی آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ یہہ انجمنین جو چند سال قبل ایران مین دستوری حکومت قایم کرنے کے باعث ہوئی تھین اور جن کے ممبرون نے بڑی مردانگی دکھائی تھی ابھی تک برخاست نہ ہوئی تھین بلکہ اُن کا وجود بدستور قایم تھا۔ البتہ جب تک دستوری حکومت کو کسی قسم کا اندیشہ نہ رہا یہہ انجمنین ساکت وساکت رہین مگر جونہی دستوری حکومت کو کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ خم ٹھوک کر میدان مین آگئین۔ ان انجمنون کے اراکین فدائی کہلاتے تھے اور وہ ہمیشہ اپنے ملک کے لیے جان دینے کو تیار رہتے تھے۔ پرنس علاء الدولہ کے مارے جانے کا یہہ اثر ہوا کہ ہر امیر اور عہدہ دار جس کے دل مین چور تھا اپنی جگہہ پر کانپنے لگا۔ جب صمصام السلطنہ ان کے دوست پرنس علاءالدولہ کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو وہ رو دیئے اور قسم کھائی کہ جو لوگ اُنکی موت کا باعث ہوئے ہین انھین خاک مین ملا دونگا اور ایک جان کے لیے بیس جمہوریت پسند کی جانین لونگا۔

روس کے دوسرے الٹیمیٹم کی وجہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ مین نے سٹر

لیکافرسے کو جو رہا یا نے برطانیہ نے اس حصۂ ملک مین ٹیکس کلکٹر مقرر کیا۔ جو روس کے زیر اثر کہا تا تھا اور اپنے مضمون لندن ٹائمس کا فارسی مین ترجمہ کرا کے چھپوایا اور تقسیم کیا حالانکہ یہہ دونون باتین اگر سچ بھی ہوتین تو بہت ہی خفیف تھین - چہ جائیکہ ان کی کچھ اصلیت ہی نہ تھی -

تاہم روسی مطالبات نے اہل ایران کو تنگ کر دیا گو روس کیطرف سے فریبانہ کوشش اُن مطالبات کو جائز ثابت کرنے مین کی گئی - دستوری حکومت گو چند سال سے وزرائے روس کی سختیون اور ناجائز زیادتیون کی عادی ہو رہی تھی - مگر مجلس وزرا کو ایسی کارروائی کی کبھی توقع نہ تھی -

اب کیبنٹ کو کچھ معلوم ہو چلا کہ برطانیہ اور جرمنی کی روز افزون نقیض کیوجہ سے یوروپ کا امن مخدوش ہے اور مراکش کے معاملہ مین جو کھنچاؤ ہو گیا تھا گو اب کم ہو رہا ہے مگر اب بالکل رفع نہین ہوا انھین یہہ محسوس ہوا کہ سر اڈورڈ گرے یوروپین پیچیدگیون مین ایسے گرفتار ہین کہ وہ ایشیا کے مسائل کی اہمیت بھولے ہوے ہین اور دولت برطانیہ پر ایشیائی معاملات کیوجہ سے جو اثر پڑنے کا اندیشہ ہے اسکا خیال ہی نہین کرتے - ان اسباب سے اب روسکو موقعہ مل گیا ہے کہ اپنے پرانے منصوبہ کو پورا کرلے - ایران کو ہضم کر جائے اور خلیج فارس پر اپنا بحری مرکز جمائے - جبتک روس کے پاس یہہ بہانہ موجود ہے کہ وہ انیگلو رشین کنونشن ۱۹۰۷ء کو تسلیم کرتا ہے اسوقت تک

اُسے ایران مین اپنی کارروائیان جاری رکھنے کا پورا موقعہ حاصل ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس بہانہ سے برٹش فارن آفس سے پارلیمنٹ مین بازپرس نہ ہوگی کہ کیون روس اپنے معاہدہ پر قایم نہین رہا ہے۔

باوجود ان سب باتون کے اہل ایران جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوگا ان بڑی عیسائی سلطنتون کے عہد و پیمان پر پورا بھروسہ کئے ہوئے تھا اور یہہ بات کبھی اُن کے خیال مین بھی نہ آئی تھی کہ اُن کا قومی وجود اور آزادی راتون رات یون پامال ہوگئی ہے اور یہہ سارے حلفیہ اقرار اور معاہدے محض بچون کا کھیل ہین۔

جب اُنھین اصل حقیقت معلوم ہوئی تو اب نشتر گذشت کا معاملہ ہوچکا تھا مگر مین یہہ کہتا ہون کہ اگر پہلے سے بھی اس کی اطلاع ہوتی تو وہ بیچارے کیا کرسکتے جو چیلہ روس نے اب اختیار کیا اگر وہ بھی نہ ہوتا تو وہ اپنے اغراض کے لیے اور بہت سے بہانے ڈھونڈھ نکالتا۔ بہرحال جو جال ایران کے گرد پھیلا یا گیا۔ خواہ انسانی ہاتھون نے پھیلایا ہو یا ایران کی بدقسمتی سے سنہ ۱۹۱۱ء کے موسم بہار مین یورپین بساط شطرنج پر یہہ غیر متوقع چال پڑی کہ ہر گز خبر سے شمال کی یہہ ہوشیاری تھی کہ قبل اس کے موقعہ ہاتھ سے جاتے اُس نے شہ مار ہی دیا۔

یہہ ناگہانی مصیبت جو گورنمنٹ ایران کو پیش آئی یہ شخص ایک دوسرے

کی نسبت بدگمان ہوگیا - انتظام ملک مین پھوٹ پڑگئی اور دو گروہ قائم ہوگئے کینبنٹ وزرا صمصام السلطنت کے زیر اثر ہوگئی اور نائب السلطنت بھی باکم و بیش انھین کے طرفدار بنگئے - اراکین مجلس چونکہ اب بھی سچے دل سے حب الوطنی کا دم بھرتے تھے اور ایران کی حکومت قایم رکھنا چاہتے تھے وہ وزرا کے مقابلہ مین کلہ بہ کلہ اپنی ذمہ داریان اُٹھانے کے لیے مستعد ہوگئے . ایران کے مدبرین اور سرداروں سے اسوقت کبنٹ مرکب تھی اُن کی یہہ رائے ہوئی کہ دوسرا الٹیمٹم بھی منظور کرلیا جائے - یہہ رائے خواہ اسوجہ سے ہوکہ روس کی دھمکیون کی آڑمین برہنہ سنگینون کی نوکین نظر آتی تھین - یا انھون نے یہہ خیال کرکے کہ مقابلہ زبردست کا ہے مخالفت سے کیا نتیجہ ہوگا - یہہ رائے دیدی - گو سب کو اس بات کا علم ضرور تھا کہ اس کا نتیجہ رعایا پر ظلم وتعدی کے سوائے او کچھ نہ ہوگا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ جو کچھ کررہے ہین اس مین اپنے ملک کی سخت نمک حرامی ہے -

چنانچہ پہلی ڈسمبر کو قبل اس کے کہ ۴۸ گھنٹے کی مدت جو روس نے معین کی تھی ختم ہو وزرائے کبنٹ پارلیمنٹ مین آئے تاکہ ممبران پارلیمنٹ سے اپنی رائے کی نسبت ان کی منظوری حاصل کرین بارہ بجنے مین ایک گھنٹہ کی کسر تھی - پارلیمنٹ کی عمارت کھچاکھچ لوگون سے بھری ہوئی تھی - سب کی صورتون سے تشویش کے آثار نمایاں تھے - عمارت کی غلام گردش مین اشتیاق

ایران اور وکلائے سفارت خانہ ہائے دول خارجہ بیٹھے تھے۔ سب کو یہی
انتظار تھا کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ بارہ بجے ایران کی
قسمت کا فیصلہ ٹھہرا ہے۔ دیکھنا یہہ ہے کہ ایران کا وجود بہ حیثیت قوم باقی
رہتا ہے یا غلامی نصیب ہوتی ہے۔

کیبنٹ وزرا تو یہہ مصمم ارادہ کرکے آئی تھی کہ پارلیمنٹ کی منظوری حاصل
کرنے میں کوئی پہلو فروگذاشت نہ ہونے پائے وہ سمجھے تھے کہ دو گھنٹے ختم ہوئیں
اب صرف ایک گھنٹہ باقی رہگیا ہے۔ اتنی دیر میں لوگوں کو غور یا بحث کرنے کا
موقعہ کیا ملیگا۔ چنانچہ وزیر اعظم صمصام السلطنت نے یہہ تجویز پارلیمنٹ کے
سامنے پیش ہی کردی کہ مجلس وزرا کو اختیار دیا جائے کہ روس کا دوسرا
الٹیمیٹم بھی منظور کرلے۔

جب یہہ تجویز پڑھی گئی ایک عجیب سناٹے کا عالم تھا۔ سب ممبر پارلیمنٹ
بوڑھے۔ جوان۔ مجتہد۔ متقن۔ ڈاکٹر۔ تجار اور امرا سب اپنی اپنی جگہ پر خاموش
بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک بزرگ مجتہد اسلام کھڑے ہوئے اور انھوں نے
یہہ فرمایا۔ "بھائیو! وقت تنگ ہے۔ ادھر بارہ بجے کہ اس معاملہ میں رائے
دینے کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ لہذا میں نہایت مختصر الفاظ میں یہہ کہنا
چاہتا ہوں کہ اگر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ ہماری آزادی اور ہمارا ملک بہ زور
ہم سے چھین لیا جائے تو خیر یونہی سہی۔ مگر ہم کو اپنے ہاتھوں سے [illegible]

وتحفظ کرکے اُسے نہ دینا چاہیے۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُنہوں نے ایک اشارہ کیا اور اسکے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

یہہ الفاظ گو بظاہر صاف و سادہ تھے۔ مگر اُن مین بلا کا اثر بھرا تھا۔ اسپنے خانگی جلسہ مین ایسی باتین کرلینا آسان ہے مگر ایک ظالم شقی القلب کے سامنے جسکے جاسوس وہان بیٹھے ہوئے غور سے اس متکلم کو گھور رہے تھے اور اپنے دل مین اسکے لئے سزائے قید۔ اذیت وہی یا جلا وطنی تجویز کرلی تھی اسطرح کے الفاظ مُنہ سے نکالنا کچھ کھیل نہ تھا۔

اُن کے بعد اور ممبران پارلیمنٹ نے کھڑے ہوکر تقریرین کین اور اسپنے ملک کی عزت اور حریت کو قایم رکھا اور اس بات کا اعلان کیا کہ جو حقوق اپنا خون پسینہ کرکے حاصل کئے گئے ہین اُنھین اسطرح ہاتھ سے نہ جانے دینگے۔

بارہ بجے سے چند منٹ پہلے سب سے رائے لی گئی دو ایک بُزدلے تو چپ چاپ اُٹھکے باہر چلے گئے باقی سب نے نام بنام کیبنٹ کی تجویز کے خلاف اپنی رائے دی اور جب یہ معاملہ ختم ہوا تو ہر شخص نے (خواہ مجتہد یا تاجر جوان یا بوڑھا) اپنی اور اپنی اہل و عیال کی قسمت کا فیصلہ کرلیا۔ سب یہ جانتے تھے کہ شمالی خرس کے منہ مین جا رہے ہیں مگر سبکو یہ منظور تھا۔ لیکن اپنی قومی حریت اور ملک کی وقعت کی قربانی گوارا نہ تھی۔ اصل یہہ ہے کہ ان بیچارے ایرانیون نے اس موقع پر بڑی دلیری دکھائی اور اُن ملک فروش وزرا کو شرما دیا جو یہہ تجویز لیکر آئے تھے۔ حاضرین جلسہ مین اکثر لوگ رونے لگے۔

اور ہر طرف سے احسنت کی آوازین بلند ہوئین - وزرائے کبنٹ مارے
ندامت کے پانی پانی ہوگئے اور خوف زدہ ہوکے وہان سے ٹوک دم ہوکے
جلسہ برخاست ہوا اور ممبران پارلیمنٹ اس مسئلہ پر بکر رغور کرنے کیلئے چلے گئے
کہ آیندہ اپنے ملک کیلئے کیا تدبیر اختیار کرنا چاہیئے - قاعدہ کی رو سے تو
اس ووٹ نے کبنٹ کا خاتمہ کردیا اور اوسکا وجود ہی باقی نہ رہا - طہران کی
بڑی شاہراہ لالہ زار پر لوگ جوق جوق آنے شروع ہوئے اور انھون نے
یہہ نعرے مارنے شروع کیئے کہ ملک حراسون کو تیغ کرو اور خدا کو شاہد کرکے
یہہ کہنے لگے کہ وہ اپنے ملک کیلئے اپنی جانین قربان کرینگے -

چند روز بعد ممبران پارلیمنٹ اور اراکین کبنٹ معزول کا ایک خانگی جلسہ
ہوا جسمین پھر وہی رائے قائم رہی کہ روسی الٹیمیٹم نامنظور کیا جائے - اس عرصہ
مین روس کی ہزارہا فوج اور توپ خانے انزلی اور جلفہ سے شمالی ایران
مین آنے شروع ہوئے اور باکو سے ٹیمر بحر کیسپین کو عبور کرکے ایرانی بندرگاہ
انزالی مین پڑاؤ ڈالا گیا - جہان سے کوہ البرز کے راستہ سے قزوین اور طہران
کیطرف فوج کو کوچ کا حکم ہوا -

اب طہران مین یہہ حالت تھی کہ جلسہ پر جلسہ ہوتے تھے کمیٹی پر کمیٹیان
کیجاتی تھین - پہلے تو ممبران پارلیمنٹ کے خلاف سازشین ہوئین - بعد ازان
علانیہ دھمکیان دیجانی لگین - مگر دادرسے ممبران پارلیمنٹ باوجود ان سب

باتون اور مزید خطرون کے وہ اپنی رائے پر قایم رہے۔

دسمبر کا سارا مہینہ اسی تشویش اور پریشانی مین گذرا مگر ممبران پارلیمنٹ کے قدم نہ ڈگمگے۔ حالت یہہ تھی کہ ایک ہنگامہ محشر بپا تھا۔ برف پوش پہاڑ تک ملک کی اس تباہی پر اشک افسوس بہاتے تھے۔

مجتہدین اسلام نے یہہ اعلان شایع کیا کہ کوئی شخص روسی یا انگریزی اسباب نہ خریدے۔ یہان تک کہ لوگ ایک دن ٹرہم مین سوار نہ ہوے محض اس شبہہ پر کہ ٹرہموے روس کی ملک ہے۔ جب بلجین سفیر نے واویلا مچائی اور ایران کے فارن آفس مین درخواستین بھیجین کہ ٹرہموے کے مالک اہل بلجیم ہین تب خدا خدا کر کے یہ شک رفع ہوا۔ تمام دن ٹرہم کی گاڑیان خالی رہین۔ کوئی سوار نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص غلطی سے بیٹھ بھی گیا تو دوسرے لوگون نے اس کی ٹانگین پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ تمام سڑکون پر نوجوان ایرانی طلبار کا ہجوم تھا۔ جن دوکانون مین روسی مال نظر پڑا اس کے دروازے اور کھڑکیان مسمار کر دین۔ یہان تک کہ لوگون نے چار پینا چھوڑ دیا کہ وہ روس سے آتی ہے دگو چار عموماً ہندوستان سے بھیجی جاتی ہے) بعض اوقات ان نوجوان ایرانیون۔ طالب علمون۔ اور عورتون کے جوق سفرار دول خارجہ کے سفارتخانون پر پہنچکے فریاد کرتے تھے کہ دنیا کی ایسی بڑی اور زبردست سلطنتون نے ہم غریبون پر کیون ظلم ڈھایا ہے۔

ایک دن یہہ افواہ اڑی کہ نجف اشرف کے مجتہد[52] نے روسیون کی خلاف جہاد کا اعلان دیا ہے۔ دوسرے دن یہہ خبر آئی کہ روسی فوج نے جو طہران کو آ رہی تھی قزوین مین غارتگری شروع کر دی۔

جب لوگون نے انگریزی اسباب کی خریداری بالکل ترک کر دی تو شیراز مین اسکا ایسا اثر ہوا کہ ہندوستانی فوج کو جو وہان بھیجی گئی تہی کھانا دستیاب ہونا دشوار ہو گیا۔

بعض مجتہدین نے یہہ فتوی دیا کہ بنک کے نوٹ ناپاک ہین اس لیئے انہین نہ چھونا چاہا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ سیکڑون نوٹ بنک کو واپس کر دیئے گئے اور ان کا روپیہ لے لیا گیا۔ نوبت یہہ پہنچی کہ بنک کو روزانہ بیس ہزار تومان نقد دینے پڑے۔

ایک دن خفیہ پولیس نے دو آدمی گرفتار کئے جو مجھے مار ڈالنے کی فکر مین تھے۔ ان کی خانہ تلاشی ہوئی اور بام بنانے کا سامان معہ چند بام کے برآمد ہوا۔ جب پولیس نے تحقیقات کی۔ تب انہون نے قبول دیا کہ بعض ایرانی ہوا خواہان

---

۵۲ — ۱۳ دسمبر کو نجف اشرف کے بڑے مجتہد ملا محمد کاظم خراسانی نے دفعتاً انتقال فرمایا اسکی نسبت یہہ مشہور ہوا کہ روسی جاسوسون نے انہین زہر دیا۔ کچہہ عجب نہین کہ ایسا ہوا ہو اسلیئے کہ وہ طہران کو آ رہے تھے اور روسیون کے خلاف جہاد پر دستخط کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مجتہدین اسلام مین ملا محمد کاظم خراسانی اور انکے دو شریک مجتہد حاجی حسین ابن خلیل اور ملا عبداللہ مازندرانی دستوری حکومت کے بڑے طرفدار تھے۔

Mulla Muhammad Kazim al Khurasani   Hajji Mirza Husayn ibn Khalil   Mulla 'Abdu'llah al Mazandarani

THE THREE GREAT MUJTAHIDS WHO SUPPORTED THE NATIONAL CAUSE

شاہ معزول نے اُن کو بہت سا روپیہ دیکر اس کام کیلئے معین کیا تھا کہ جب مسٹر شوسٹر کی گاڑی سڑک پر نکلے تو انہیں بام سے اُڑا دیں۔

اس وقت طہران میں رہنا خطرناک تھا۔ یہہ تو ایک معمولی بات تھی کہ میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا گولیوں کی سن سناہٹ کی آواز سنتا تھا۔ سڑکوں اور گلیوں میں جدال و قتال گرم تھا۔ کوئی شب ایسی نہ گذرتی تھی کہ ماسر اور پستول کی باڑھ نہ چلتی ہو۔ روسیوں کی جو فوج قزوین سے یہاں پہنچ گئی تھی اُس کے بعض افسر اتابک پارک کے گرد گشت لگاتے تھے اور بہائلوں کے محافظین کو چڑاتے رہتے تھے۔ روس نے ایک بڑی فوج ایران میں محض میرے نکالنے کیلئے بھیجی تھی اور روسی نیم سرکاری اخباروں میں مجھپر سخت حملے چھپتے تھے۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ بہت سے بدمعاش اور پولیٹکل بھگوڑے کوہ قاف سے طہران اسلئے آئے تھے کہ مجھے ضرر پہنچائیں۔ اونکا خیال تھا (خواہ صحیح ہو یا غلط) کہ اس ذریعہ سے گورنمنٹ روس اُنپر مہربان ہوگی۔ اور انھیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ جیسا کہ ضیغم الدولہ کے قاتلوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ایک دن سر شام میں معہ اپنے بیوی کے ایک دعوت میں جا رہا تھا۔ کہ دفعتاً مجھے خبر ملی کہ تین جرکس قریب کی گلی میں میرے منتظر کھڑے ہیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا تو صحیح تھا۔ میں نے دعوت میں جانا موقوف کر دیا۔ اسوقت بعض ایرانی فدائیوں نے مجھسے اجازت چاہی کہ میری جان کی حفاظت کیلئے

چند فدائیون کا ایک باڈی گارڈ مرتب کریں جو ہمیشہ میرے ساتھ رہتے۔ مین نے بخوشی منظور کیا۔ اُسوقت سے برابر یہہ فدائی والنٹیر ہمیشہ میرے ساتھ رہتے تھے۔ اور کبھی مجھسے جدا نہوتے تھے۔ الّا اُسوقت جب مین سونے جاتا تھا۔

۱۳۔ ڈسمبر کو پیچھے اسٹوکس طہران سے روانہ ہوگئے کہ ہندوستان جاکر اپنی خدمت کا جائزہ لین۔ دوسرے دن سفارتخانہ روس نے گورنمنٹ ایران کو یہہ اطلاع دی کہ اگر چند دن کے اندر شرائط الٹی میٹم کی تعمیل نکیجائیگی تو چار ہزار روسی فوج جو قزوین مین ٹھہری ہوئی ہے طہران کی طرف بڑھیگی چند روز بعد دو ہزار ترکمانون نے روسی فوجکو قزوین کیطرف بڑھتا ہوا دیکھکر مازندران سے پایہ تخت کیطرف بڑھنا شروع کیا۔ اور دامغان تک آگئے جہان سے طہران بہت قریب تھا۔ اسوقت طہران مین چند سو سپاہیون سے زیادہ نہ تھے۔ چنانچہ یہہ چھوٹی سی فوج یفرم خان کے ایک لفٹنٹ کیساتھ بھیجی گئی کہ ترکمانون کو روکے۔ اسوقت تمام دُنیا کے مسلمانون کیطرف سے طہران مین ہمدردی اور ہمت دلانے کے تار اور پیغام آنے شروع ہوئے اس مین شک نہین کہ بعض تارون کے مضمون نے وزرا کیبنٹ کو بحر ندامت مین ڈبو دیا ہوگا

ہ مجھے یہہ سنکے نہایت افسوس ہوا کہ ان فدائیون مین سے ایک شخص کو میری روانگی کے بعد پھانسی دیگئی اور بنا پھانسی دینے کی یہہ قرار دی گئی کہ وہ خطرناک فدائی تھا۔

یہہ وزرا ابتداہی سے روسی غلامی کیلیئے کمربستہ تھے۔

کلکتہ کی مجلس محافظت ایران نے کیبنٹ وزرا کو اس مضمون کا تار دیا دونئے تجاویز ہرگز منظور نہ کرو بلکہ جو جوش منچیسٹر اور دنیا کے مسلمانون مین پیدا ہوا ہے اُس سے فائدہ اوٹھاؤ۔ ہندوستان کی عورتون تک کو جوش آگیا ہے۔ شمال کا دباؤ ریل کے اجارے کیلیئے ہے جنوب کے مشورہ پر بھروسہ مت کرو۔ امریکہ کے ساتھہ تعلقات بڑھاؤ۔

ایکدفعہ وزیر امور خارجہ ٹرکی نے پارلیمنٹ مین ایک سوال کا عجیب جواب دیا جس سے ہنسی آتی ہے۔ ان حضرت نے یہہ بیان کیا کہ ایران کی خودمختاری خطرہ مین نہین ہوسکتی اس لیئے کہ انیگلو رشین معاہدہ کے روسے وہ محفوظ ہے حالانکہ اسوقت بارہ ہزار روسی فوج ایران کے شمالی حصہ پر قابض تھی۔

مجلس نے اس مصیبت سے نکلنے کیلیئے بہت سی تدبیرین سوچین منجملہ اُن کے ایک بالکل نئی تدبیر یہہ تھی کہ گورنمنٹ امریکہ کو ایران مین دخل دینے کا موقعہ دیا جائے۔ ایک شب کو مجلس کے بہت سے نامی اراکین میرے پاس آئے اور یہہ درخواست کی ایک مختصر مسودہ قانون تیار کردون جسکی رو سے کئی مشہور ریلین بنانے کا اجارہ دیا جائے نام کی جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ یہہ قانون فوراً پاس کردیا جائیگا اب

آپ بعض امریکن اہل کاروں کے نام اس میں درج کر دیجیے ۔ پس فوراً نیویارک کو تار دیجیے کہ یہہ اجارے ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں اور اجارے داروں سے کہیئے کہ اپنی گورنمنٹ سے ان کیلئے پشت پناہی چاہیں ۔ میں نے اس تجویز کی تائید تو کی مگر یہہ کہا کہ میں ایسے معاملہ میں دخل نہیں دیسکتا ہوں مشیرالملک و لد جو برائے نام وزیر عدالت تھے اور الٹیمٹیم آنے کے وقت کیبنٹ کی کارروائیوں سے بالکل الگ رہتے تھے مجھسے پوچھنے لگے کہ اگر مجلس مجھے پورے اختیارات دیدے تو کیا میں روس و انگلستان کیساتھ یہہ معاملات طے کر سکتا ہوں ۔ انھوں نے یہہ بھی کہا کہ ان کے بھائی جو کیبنٹ کے پریسیڈنٹ ہیں ۔ ان کی خواہش ہے کہ اس طرح کی تجویز مجلس میں پیش کریں اور مجلس کے بہت سے اراکین بھی اس کی تائید میں ہیں ۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہہ معاملات خود کیبنٹ کو طے کرنے چاہئیں ۔ صدرالمہام خزانہ اس کیلئے موزون نہیں بالخصوص جس حالت میں کہ الٹیمٹیم میں خود میری علیحدگی کی ایک شرط درج ہے مجلس کے بعض اراکین نے یہہ تجویز کی کہ گورنمنٹ ایران روس کے مطالبہ کو منظور کرے اور مجھے بحیثیت صدرالمہام خزانہ علیحدہ کر دے ۔ مگر بطور مشیر خاص رکھ لے ۔

جب مجلس نے مایوس ہو کے ایک کمیٹی بارہ[۱۲] ممبروں کی بنائی ۔ اور

اُسنے نائب السلطنت کے پاس پہنچکر یہہ کہلا بھیجا کہ مجلس کو وزرا کے کبنٹ پر اعتبار باقی نہین رہا ہے لہذا مجلس کی یہہ تجویز ہے کہ نائب السلطنت کو اختیار دے کہ روس اور انگلستان کیساتھ اس معاملہ مین گفتگو کرین۔ اور گورنمنٹ ایران کیطرف سے شرائط کو طے کرین۔ نائب السلطنت یہہ سنکے بدحواس ہوگئے اور اُنکے چہرے پر ہوائیان اڑنیلگین۔ اور گھبرا کے یہہ کہنے لگے کہ اگر پھر ایسی بات کہی جائے گی تو وہ آدھ گھنٹہ کے اندر اپنی گاڑی مین سوار ہوکے انزلی روانہ ہوجائین گے۔

ایک وقت ایران کی چارون پولیٹکل گروہ کے وکلا ایک جگہ جمع ہوے اور یہہ تجویز کی کہ روسی فوج جو پایہ تخت کیطرف بڑھی آرہی ہے اُسکو روکنا چاہیئے۔ اس مقابلہ کیلئے ایران کے پاس جتنی فوج تھی اُسکی تعداد یہہ ہے دو ہزار بختیاری۔ تین سوارمنی مع مشین گنس۔ اور تقریباً تین ہزار فدائی یا قومی مجاہدین جنھون نے اس بات کا حلف لیا تھا کہ ایران کی دستوری حکومت کو بچائین گے۔ یہہ کل فوج ایک بے قاعدہ مگر دلیر آدمیون کا ایک مجمع تھا۔ اس مین شک نہین کہ یہہ لوگ پہاڑون کے دڑون مین روسی فوج کو بخوبی روک دیتے۔ گو اس کی تعداد پندرہ ہزار تک ہوتی۔ انہین روس کے مقابلہ کا بڑا اشتیاق تھا اور اُن کی بہادری اور دلیری مین کوئی کلام نہین اس لیے کہ چند ہفتہ بعد جب تبریز مین روسی فوج سے مقابلہ

ہوا تو چھہ دن تک برابر لڑا کیئے حالانکہ روس کی فوج تعداد مین زیادہ تھی۔ ایک اور پانچ کا مقابلہ تھا اور اُس کے پاس نئی وضع کا توپ خانہ تھا۔ اور ان بیچارون کے پاس ایک توپ بھی نہ تھی۔

اس فوج کے علاوہ ایران کے پاس اس وقت گیارہ سو خزانہ کے فوجی پولیس کے سپاہی تھے جنکو چار بہادر اور ہوشیار امریکن افسرون نے باقاعدہ تعلیم دی تھی۔ یہہ لوگ نوجوان ایرانیون مین سے چُن چُن کر نوکر رکھے گئے تھے۔ اور وہی لوگ جنھین اپنے ملک کی جان نثاری کا دعوے تھا اس فوج مین بھرتی ہوئے تھے۔ انھین اچھی قواعد سکھائی گئی تھی اور عمدہ قسم کے ہتھیارون سے مسلح تھے۔ جب اُن کے ۲۵ ہیفتیش ایرانی افسرون کو معلوم ہوا کہ مجلس برخاست ہوا چاہتی ہے تو وہ میرے پاس آئے اور التجا کی کہ انھین اپنے ملک کیواسطے لڑنے کی اجازت دی جائے۔ انکی صورتون سے یہہ ہیکتا تھا کہ وہ روسی فوج کے مقابلہ کیلئے تُلے ہوئے ہین شب مین بہت دیر تک اس بارہ مین بحث ہوتی رہی۔ اور بالآخر یہہ طے پایا کہ روس کی پیشقدمی کو روکنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ لوگ میرے پاس آئے اور اس بارے مین مجھ سے صلاح پوچھی مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ مختلف طبقون کے بارہ آدمی بحیثیت وکلا ایک ایسے شخص سے ایسے اہم معاملہ مین مشورہ لیتے ہین جسے وہ کافر سمجھتے ہین معاملہ

بہت نازک تھا کہ آیا تلوار کھینچ کر مقابلہ مین آنا چاہئے یا چپ چاپ ملک کو حوالہ کر دینا چاہئے۔ اس مین شک نہین کہ اول الذکر صورت مین ہزارہا بندگان خدا کی جانین کام آئین گی اور آخر مین معلوم نہین کہ اور کیا آفت نازل ہو۔

ہم تین گھنٹہ تک اس بارہ مین گفتگو کرتے رہے اور آخر کو مین نے مجبوراً یہہ رائے ظاہر کی کہ اگر اسوقت روسی فوج کا مقابلہ کیا جائیگا تو یہہ یاد رہے کہ برف نکلتے ہی پچاس ہزار روسی قزاق ایران مین گھس آئین گے اور ایرانی حریت کا نشان تک باقی نہ رہیگا۔ اور ایسا کشت وخون ہوگا کہ بیوائین اور یتیم بچے بھی نہ بچین گے کہ وہ فدائیون کی قبر پر اشک ماتم بہائین۔

یہہ باتین بہت رنج دہ تھین اور انھین مجھ ایسے اجنبی سے مشورہ ہی نہ لینا تھا۔ مگر مین خوش ہون کہ مین نے اصل حقیقت کو ان پر ظاہر کر دیا۔

وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ روس کے مطالبات کے خلاف حکمت عملی سے کام لینا چاہیے۔ لڑنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کے بعد وہان سے اٹھ کے چلے گئے اور ان بیچارون کو اور ذلت پر ذلت اوٹھانی پڑی۔ گو دنیا کے نزدیک اسکی کچھ حقیقت نہ ہو مگر ان لوگون کے دل سے کوئی پوچھے جن پر یہہ گذر رہی ہو۔

جب طہران مین یہہ افواہین اڑین کہ بعض مشہور جاسوس مجلس کے اکثر ممبرون کو دھمکیان اور رشوتین دیکر راضی کر رہے ہین تو اُس وقت ایران کی عورتون نے وہ کام کیا ہے جو تاریخ مین سونے کے حرفون سے لکھنے کے قابل ہے جب سے ایران نے نیا جنم لیا ہزارہا عورتین اپنے ملک کی محبت مین کوشان تھین کہ وطن کی حالت درست ہو۔

سنہ ۱۹۰۷ع سے ایران کی عورتین ایک دم ترقی کی طرف مایل ہوئین۔ دنیا مین یہہ ایک عجیب بات ظاہر ہوئی گو اس بیان سے صدیون کے خیالات غلط ہوتے ہین۔ مگر جو کچھہ مین لکھہ رہا ہون اصل واقعہ ہے کوئی قصہ یا کہانی نہین۔

یہہ کہنا مبالغہ نہین ہے کہ اگر عورتین اپنی اخلاقی قوت سے مدد نہ دیتین تو ایران کی انقلابی تحریک کبھی یہہ صورت نہ پکڑتی بلکہ ایک بدنما مخالفت کے پیرایہ مین ظاہر ہو کے رہجاتی۔ عورتون نے حریت کی روح کو زندہ کیا۔ یہہ بیچاریان تمدنی اور معاشرتی دوہرے مظالم اُٹھائی ہوئی تھین۔ انکی بڑی آرزو تھی کہ یہہ نونہال تحریک بارآور ہو۔ ایران مین دستوری حکومت قایم ہو اور ملک مین مغربی تمدن۔ معاشرت۔ تجارت اور اخلاقی اصول جاری ہون۔ سب سے زیادہ تعجب کی بات یہہ ہے کہ مجتہدین اسلام نے لوگون کی اس خواہش کی تائید کی حالانکہ ان تغیرات سے اُن کے قدیم اختیارات

مراعات کو بہت نقصان پہنچتا تھا۔

مظفرالدین شاہ کے ظلم و تعدی سے ۱۹۰۶ء میں جو انقلاب بغیر کسی خونریزی کے ظہور میں آیا۔ اُس وقت سے اب تک ایران کی نقاب پوش بی بیاں ملک کی آزادی کے لیے نہایت بے چینی کے ساتھ کوشاں رہیں یہاں تک کہ بعض قدیم رسم و رواج اُٹھا دیے جو اس کوشش میں مانع تھے مجھے مسلمان عورتوں کے اعلیٰ مقاصد اور بڑا اثر جوش دیکھنے کا بہت موقعہ ملا ہے۔ ہم یورپ اور امریکہ کے رہنے والے تو مدت سے اس بات کے عادی ہیں کہ ہمارے یہاں کی عورتیں ہر ایک کام میں ہر ایک پیشہ میں علم ادب میں سائنس میں پالٹکس میں مثل مردوں کے حصہ لیتی ہیں لیکن مشرق کی نقاب پوش عورتوں کی نسبت کیا کہا جائے جو ایک ہی شب میں معلم بن گئیں اخباروں کی نامہ نگار ہو گئیں۔ عورتوں کے کلب قائم کر دیے اور پولیٹکل معاملات میں اپنے پیچیں دینے لگیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں کل تک جہالت کا اندھیرا چھایا تھا اور صدیوں سے بادشاہی مظالم ہوتے آئے تھے۔ دفعتاً ان عورتوں کا جدید خیالات اختیار کر لینا اور ترقی کی راہ میں آنا ایک عجیب معجزہ تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں کی عورتوں میں اپنے ملک کی تمدنی اور معاشرتی ترقی کا خیال کیسے پیدا ہوا اور ہمارے تمدنی اور معاشرتی اصولوں کو انھوں نے کیسے مان لیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں کی

عورتوں میں یہہ خیالات پیدا ہوئے اور اب تک موجود ہیں اور اس کیساتھ ہی ساتھ اُن میں وہ معلومات پیدا ہوئے جو عموماً سالہا سال کے عملی تجربے سے حاصل ہوتی ہیں۔

ایران کی عورتوں نے دنیا کے لئے ایک نمایاں مثال اس بات کی پیش کی ہے کہ اُن میں نئے خیالات اختیار کرنے کی کیسی قابلیت ہے۔ اور جسطرح ایک جہاد کرنے والے کو بشارت ہوتی ہے۔ اسیطرح انھیں بشارت ہوئی اور اُنھوں نے ابتدا ہی سے اپنے منصوبے پورے کرنیکی کوشش کی۔

میری خوش قسمتی سے ایران پہونچتے ہی قومی مجلس مجھہ پر پورا بھروسہ کرنے لگی اور اس مجلس کے ارکین گویا کل اہل ایران کے وکیل تھے۔ اور ان سے اہل ملک کی اُمیدوں اور آرزوٗں کا اندازہ ہوتا تھا جب مجلس کا اعتبار مجھے حاصل ہوگیا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ ایک اور بڑی مگر خفیہ قوت میرے کام کو نظر شوق وغور سے دیکھہ رہی ہے۔ یہہ بات طہران میں بہت مشہور تھی کہ عورتوں کی متعدد خفیہ سوسائٹیاں قایم ہیں اور ایک مرکزی سوسائٹی اُن کی صدر ہے جس کی وہ سب تابع ہیں۔ میں نے اب تک ان میں سے کسی کا نام سنا۔ نہ صورت دیکھی۔ مگر صدہا مختلف طریقوں سے مجھے اسبات کا علم ہوا کہ ہزارہا عورتیں حب الوطنی کے جوش میں مجھے مدد دے رہی ہیں۔

چند واقعات تمثیلاً لکھنا کافی ہونگے۔ گذشتہ سمبہار میں ایک

دن صبح کو مین اپنے دفتر مین بیٹھا تھا کہ اتنے مین مجھ سے کہا گیا کہ محکمۂ خزانہ کا ایک
ایرانی منشی کسی ضروری امر مین مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مشرقی ممالک مین
ایسے ہی عجیب اور غیر متوقع ذرائع سے بعض امور کی اطلاع ہوتی ہے۔ لہذا
کسی بات مین انکار کرنا مناسب نہین۔ چنانچہ وہ منشی اندر آیا۔ مین نے پہلے
کبھی اسکو نہ دیکھا تھا۔ وہ مجھسے فرنچ مین باتین کرنیکا اور آزادی کیساتھ گفتگو
کرنے کی اجازت چاہی۔ اول اس نے بہت معذرت کی اُس کے بعد یہہ کہا
کہ اس کی والدہ ہماری دوست ہے اور اُس نے اُسے میرے پاس اسلئے
بھیجا ہے کہ مین اپنی میم صاحب کو ایک ایرانی امیر کے وہان جنکی بیگم نے
بلایا ہے نہ جانے دون اس لیے کہ وہ امیر دستوری حکومت کے دشمن ہین
اگر میری میم صاحب اُن کے وہان جائین گی تو ایرانی مجھ سے بدگمان ہوجائینگے
مین نے منشی کا شکریہ ادا کیا گو مجھے خود اُس وقت تک اس کا علم نہ تھا۔ مگر پیچھے
معلوم ہوا کہ یہہ واقعہ صحیح تھا۔ تب مین نے اپنی میم صاحب کو وہان جانے
سے منع کیا۔ مین نے اس نوجوان منشی کو پھر بلا بھیجا اور اُن سے پوچھا کہ
تمہاری مان کو میری میم صاحب کے خانگی معاملہ کا علم کیونکر ہوا۔ اُس نے کہا کہ
خفیہ سوسائٹی کو اس بات کی خبر ہوچکی تھی کہ آپ کی میم صاحب فلان جگہ جانیوالی
ہین اور اس معاملہ مین مستورات مین بہت کچھ بحث ہوئی۔ چونکہ میری مان
اُس سوسائٹی کی ایک ممبر ہین۔ اس لیئے انھون نے مجھ سے کہا کہ آپ کو

ہوشیار کر دون)۔

ایک اور واقعہ جو اسی حال مین پیش آیا یہ ہے کہ ایک دن بہت سی غریب عورتین ایک پارک مین آئین اور یہ شکایت کرنے لگین کہ خزانہ سے سرکاری تنخواہ کا روپیہ نہین ملتا حالانکہ دس لاکھ ڈالر سے زیادہ واجب الادا ہے۔ اس وقت جو کچھ روپیہ خزانہ مین موجود تھا فوج کے لئے اسکی سخت ضرورت تھی جو شاہ معزول کے مقابلہ مین لڑ رہی تھی۔ مین نے اپنے ایک ایرانی سکرٹری سے کہا کہ ان عورتون کے پاس جاؤ اور اُن سے دریافت کرو کہ کس نے اُن کو یہ شکایت کرنے کیلئے یہان بھیجا ہے۔ سکرٹری نے واپس آکے ایک امیر کا نام لیا جو شاہ معزول کے مشہور ہواخواہون مین تھا اور محمد علی کی بڑی طرفداری کر رہا تھا تب مین نے ان عورتون کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تم سب چپ چاپ اس وقت چلی جاؤ تو کل اس کا جواب ملیگا۔ چنانچہ وہ سب چلی گئین۔

تب مین نے عورتون کی ایک سوسائٹی مین کہلا بھیجا کہ آج کل دستوری حکومت کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے اس لیے پنشن ادا کرنے سے مجبور ہین۔ آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ ان عورتون کو سمجھائین کہ آئندہ خزانہ پر ایسی شورش نہ کرین گو پنشنون کی ادائی ممکن نہ ہوئی مگر پھر کبھی عورتون نے ایسا ہنگامہ نہ کیا۔

طہران مین یہ مثل مشہور ہے کہ جب عورتین گورنمنٹ کے خلاف کوئی ہنگامہ

کریں تو یہہ سمجھنا چاہیے کہ حالت خطرناک ہے جب شعاع السلطنت کی جائداد کی ضبطی کا معاملہ پیش ہوا اور گورنمنٹ روس نے دیکھا کہ اس کے سفیر کے پاس کوئی معقول عذر دینے کا نہیں ہے تو اسوقت یہہ قصہ گھڑا گیا کہ شعاع السلطنت کی جائداد روسی بنک کے پاس رہن ہے اور شعاع السلطنت دو لاکھ پچیس ہزار ڈالر کا مقروض ہے۔ ہر شخص جانتا تھا کہ یہہ دعوی بالکل جھوٹ اور لغو ہے مگر وہاں کوئی باقاعدہ طریقہ نہ تھا جس سے معاملات رہن کا سراغ لگتا۔ اگر اس باغی شہزادہ شعاع السلطنت سے اس بارہ مین دریافت کیا جاتا تو وہ یقیناً حلف اوٹھا لیتا کہ جائداد بنک مین رہن ہے اس لیے کہ ضبطی سے محفوظ رہتی تھی مین اس فکر مین تھا کہ کسطرح دعوی کو غلط ثابت کرون۔ روسی بنک سے جب یہہ کہا گیا کہ اگر یہہ قرضہ صحیح ہے تو اس کے ثبوت مین اپنے کتابچہ اور حسابات پیش کرو تو اس نے کچھ اعتنا نہ کیا۔

اسوقت ایک ایرانی عورت کی حب الوطنی اور دلیری کا مجھے ایک نمایان ثبوت ملا اور اس معاملہ مین اس نے بڑی مدد کی۔

میرے ایک ایرانی مددگار جو اعلی تعلیم یافتہ اور اپنے ملک کے جان نثار ہین مجھسے ملنے آئے اور کہا کہ ان کی بہن پرنس شعاع السلطنت کی ایک بیگم ہین جنھون نے شعاع السلطنت کی آخری وصیت نامہ کی ایک نقل حاصل

ہے۔ یہہ وصیت نامہ اسی سال پرنس کے ایران چھوڑنے سے پہلے مرتب
ہوا ہے اور اصول شرع محمدی و قانون ملک کے مطابق ہے اور بالکل
قاعدہ ہے۔

انھون نے مجھے یہہ اطلاع دی کہ اس دستاویز (وصیت نامہ) مین
شعاع السلطنت کی کل جائداد تفصیل وار درج ہے اور اُس کے کل قرض
بالتفصیل یعنی جن جن کا وہ مقروض ہے یا خود اُسکا روپیہ جس کسی سے واجب الوصول
ہے سب اُس مین درج ہے گویا اُسکی مالی حالت کی صحیح اور حقیقی کیفیت
اس سے معلوم ہو سکتی ہے۔ میرے مددگار کی ہمشیر نے اُن سے کہا کہ یہہ
دستاویز میرے ملاحظہ مین پیش کرون گو اُن کے ایسا کرنے سے اُن بیچاری کی
جان و مال کا اندیشہ تھا اور اُن کے بچون کے حقوق تلف ہوتے تھے۔ مگر
ان سب باتون کو انہون نے گوارا کیا اور یہہ خیال کیا کہ اپنے ملک کا فرض
سب پر مقدم و مرجح ہے۔ یہہ وصیت نامہ مین نے لے لیا اور اس کی مدد
سے مین نے اس جھوٹ کو ثابت کر دیا جس پر گورنمنٹ روس بھروسہ
کئے ہوئے تھی اور اپنے سفیر کی مخالفانہ دست اندازی کو اس معاملہ مین
جائز تسلیم کرتی تھی۔

جب ہر سمت یہہ سرگوشیان ہونے لگین کہ مجلس اپنی رائے پر
قائم رہے یا روس کے الٹی میٹم کو منظور کر لے۔ اور ہر طرف شکوک اور بدگمانی

کا تیرہ و تار ابر چھا گیا تو اسوقت ایران کی عورتون نے اپنے وطن کی محبت اور اپنے ملک کی عزت کی حفاظت مین وہ آخری حجاب بھی اُٹھا دیا جس سے اُن کی جنس کا امتیاز تھا اور ایسی دلیری دکھائی کہ ایران کی تاریخ مین یادگار رہیگی۔ کئی دفعہ یہہ افواہ گرم ہوئی کہ ارکین مجلس نے اپنے خفیہ جلسون مین اس بات کو طے کر لیا ہے کہ روسی الٹیمیٹم منظور کر لیا جائے - تمام شہر کے لوگ تشویش سے پریشان تھے اور ہر شخص کو یہی فکر تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے - ہم نے ان لوگون کو اپنا وکیل بنا کے پارلیمنٹ مین بھیجا ہے - انھین اپنے فرض کی ادائی پر قائم رکھنے کیلئے کیا کرنا چاہیئے کسی کے ذہن مین کچھ نہ آتا تھا مگر واہ رے ایران کی عورتین - آخر انھین نے اس گتھی کو سلجھایا - تین سو عورتین اپنے محلسراؤن سے نکلین - اُن کے قدم سے استقلال ظاہر تھا وہ سب معمولی سیاہ لباس پہنے تھین - سفید جالی کا نقاب منہ پر ڈالے تھین اکثرون کے ہاتھ مین پستول تھے اور بعض اپنے دامنون مین دبائے تھین - سب کی سب سیدھی پارلیمنٹ کیطرف گئین اور باہر ٹھہر کر صدر نشین کے پاس کہلا بھیجا کہ اندر آنیکی اجازت دیجئے۔ معلوم نہین کہ اس عجیب واقعہ سے عزم مین شیر و خورشید کے ممبران پارلیمنٹ کے دلون پر کیا اثر ہوا ہو گا - صدر نشین صاحب نے آنیکی اجازت دی - وہ سب اندر داخل ہوئین - اور بڑی دلیری سے صدر نشین صاحب کا سامنا کیا - اس خیال سے کہ شاید وہ یا اُنکے ممبر کا مطلب کو نہ سمجھین - انھون نے اپنی نقابین اُلٹ دین اور پستول

دکھا کے کہا کہ ہم سب یہہ تصفیہ کر کے آئے ہیں کہ اس پارلیمنٹ میں ہمارے شوہر ہمارے لڑکے۔ ہمارے بھائی جو اسوقت موجود ہیں۔ ان سب کو ابھی اسی وقت مار ڈالیں گے۔ اگر انھوں نے روسی الٹیمیٹم منظور کرنے کا ذرا بھی خیال ظاہر کیا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ تم لوگ مرد ہو کے اپنا فرض ادا نہیں کرتے اور ملک کی حرّیت اور وقعت کو یوں کھونا چاہتے ہو ہم تم سب کو مارنیکے بعد اپنے تئیں بھی ہلاک کر ڈالیں گے اور ہماری لاشیں تمھاری لاشون کیساتھ ملجائیں گی۔

گو دو ایک ہفتہ کے بعد روسیون کے ہاتھون پارلیمنٹ تو برباد ہو گئی مگر اس نے وطن فروشی کا داغ اپنے ذمہ نہ لیا۔

یہہ بات محض ایران کی نقاب پوش عورتون کی بدولت ظہور میں آئی۔ جن عورتون کی عمر ایک بلند چار دیواری کے اندر مردون کی اطاعت اور ہر طرح کے ظلم و تعدی میں گذری ہو اور جنھیں زمانہ حال کی تعلیم کا کوئی موقع نہ ملا ہو ان سے ایسی دلیری ظاہر ہونا ایک عجیب بات تھی۔ اس میں شک نہیں کہ مدت العمر کی قید نے انھیں آزادی کا شایق بنا دیا تھا اور وہ دن رات اپنے ملک کیلئے دعائیں مانگتی تھیں اور ملک کے ہواخواہوں کی کارروائیون کو ایسی نظر سے دیکھتی تھیں جیسے کوئی ماں اپنے بچے کو دیکھتی ہے اور ایسے آڑے وقت میں جب مردون کے دل بندوق کی گولی۔ پھانسی کے

پھندے اور قیدخانہ کے دروازون کے ڈر سے بیٹھے جاتے تھے انھون نے یہہ مردانگی دکھائی۔

جب روس نے دیکھا کہ نہ دھمکی سے کام نکلتا ہے نہ رشوت سے مطلب برآری ہوتی ہے تب اس نے بزور پارلیمنٹ کو توڑنا چاہا۔

۲۴ دسمبر کو سہ پہر کے وقت وہی معزول مجلس وزرا پارلیمنٹ کے توڑنے کا ذریعہ بنائی گئی۔ روس نے پہلے سے ان لوگون کو رشوتین دے کر ہموار کر رکھا تھا۔ چنانچہ یہہ لوگ فوجی پولیس اور بختیاریون کو لیکر وہان گئے اور کل ممبران پارلیمنٹ اور ملازمین جو موجود تھے۔ سب کو بجبر نکال دیا۔ اور اس کے بعد پھاٹک مین قفل ڈال کے گارڈ سپاہیون کا ایک پہرہ تعینات کر دیا۔ ممبران پارلیمنٹ کو یہہ دھمکی دی گئی کہ اگر پھر دہان داخل ہونیکی کوشش کرین گے یا کسی اور جگہہ جمع ہون گے تو انھین سزا سخت موت دی جائیگی اور شہر طہران اس وقت سے گویا روس کے ہاتھ مین آگیا اور سارے شہر مین فوجی عمل ہو گیا۔ جن لوگون نے یہہ کام انجام دیا وہ سابق وزرائے کیبنٹ تھے جو بیچارے خود ڈائرکٹر بن بیٹھے تھے۔ پہلے انھون نے یہہ دریافت کر لیا تھا کہ دو ہزار بختیاری جو شاہ معزول کو شکست دیکر واپس آئے تھے اور شہر مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کو روسی جاسوسون نے ہموار کر لیا ہے اور انھین یہہ سمجھا دیا ہے کہ روس کی طرفداری مین ان کا

فائدہ ہے۔ یہہ معلوم نہین کہ معزول کیبنٹ کے ممبرون کو کس قسم کا لالچ یا خوف دلایا گیا جسکی وجہ سے اُنھون نے اپنے ملک کے خلاف روس کی طرفداری منظور کرلی۔ اس مین شک نہین کہ لالچ اور خوف دونون باتین اس مین شامل تھین۔ وزیر اعظم بختیاریون کے بڑے سردار تھے اور سردار محتشم بھی وزیر جنگ بن بیٹھے تھے یہہ دونون شخص ہمیشہ سے تھالی کے بیگن مشہور تھے۔ کبھی ملک کے خیرخواہ ہوجاتے تھے اور کبھی خلاف مین سازشین کرنے لگتے تھے۔ کسیوقت تو سپاہیانہ آن بان دکھاتے تھے اور کبھی لٹیرے بنجاتے تھے کچھ تو اُن کا موروثی طمع زر اور پھر روسی فوج اور توپون کا ڈر اُنھین اس راہ پر لے آیا کہ اپنا ملک ایک غیر سلطنت کے ہاتھ کیسہ زر اور حکومت کے وعدون پر بیچ ڈالین۔ گو اس حرکت سے اُن کی ساری عزت و وقعت خاک مین مل گئی مگر روپیہ تو ضرور ہاتھ آیا اور علاوہ روپیہ کے اُن سے یہہ وعدہ کیا گیا کہ وزارت ہمیشہ اُنھین کے خاندان مین رہیگی۔ جب اُنھون نے پارلیمنٹ کے خلاف ہتھیار اُٹھائے جو ہمیشہ اُن کیطرف سے بدگمان تھی تو اسوقت دستوری حکومت کی دوسری مسلح فوج جو یفرم خان کی ماتحت تھی اس کا دل بیٹھ گیا اور افسوس ہے کہ یہہ بہادر ارمنی بھی اُن سے جاملا ان دونون فوجون کی مدد سے اُنھون نے ایران مین دستوری حکومت کا نام و نشان مٹا دیا اب یہہ بیچارہ ملک ان سات مشرقی بدمعاش

مدبرین کے پنجہ مین آگیا جو خود روس کے ہاتھ بک چکے تھے۔ افسوس ہے کہ حریت اور ملک کی ترقی کیلئے اہل ایران نے جو بہادری اور دلیری دکھائی تھی اُسکا یہہ انجام ہوا۔

اسیدن سہ پہر کو برخاست شدہ پارلیمنٹ کے بہت سے ممبر مجھسے ملنے آئے یہہ لوگ وہ تھے جنھین مین خوب جانتا تھا سب نے یورپ مین تعلیم پائی تھی اور اُن کی ہمت اولوالعزمی۔ ہوشیاری اور حب الوطنی مین کلام نہ تھا اُن کے ہموطنون کا یہہ ناجائز فعل اُن کی نظر مین محض ایک پولیٹکل تغیر نہ تھا بلکہ بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ وہ اسے ایک ایسا شدید جرم بیحرمتی اور بے ایمانی سمجھتے تھے کہ جسکی مثل ہونا غیر ممکن ہے۔ جب وہ آئے تو سب کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے اور آواز لڑکھڑاتی تھی۔ وہ سب اس پس وپیش مین تھے کہ آیا اُن وزرار کو مار ڈالین اور دغاباز بے ایمان سنجتیاریون کو شہر سے نکال دین۔ جنھون نے دستوری حکومت کو یون برباد کیا یا مشرقی خیال کے بموجب خودکشی کرلین۔ اُنھون نے اس بارہ مین میری صلاح پوچھی اور مین نے اُن کو یہہ رائے دی کہ ہرگز ایسا مت کرو۔ اُن دغابازون کو مارنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے روس اور انگلستان کو اور بہانہ ملیگا کہ ایرانی امن کی صلاحیت نہین رکھتے۔

وہ دستوری حکومت جس کیلئے صدہا آدمیون کی جانین کام آئی تھین۔

جب اسطرح ایک گھنٹہ مین مُنادی گئی کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی تو اس سے
اہل ایران کا تحمل خودداری اور امن پسندی ثابت ہوتی ہے۔ اگر کسی دوسرے
مہذب ملک مین یہہ واقعہ پیش آتا تو خون کی ندیان بہہ جاتین۔

مجھ سے اکثر لوگون نے یہہ سوال کیا ہے کہ ایرانی در اصل اپنی گورنمنٹ
کی اصلاح کی صلاحیت رکھتے ہین یا نہین اور اُن مین فی الحقیقت کوئی
سچّا قومی جوش موجود ہے اس لیے کہ عموماً لوگون کا خیال تو یہہ ہے کہ ایرانی
بہت ہی ذلیل اور نالائق لوگ ہین۔ ہم سب جانتے ہین کہ ایک شائستہ
اور مہذب ملک مین جہان کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ نہ ہو۔ حب الوطنی کے نعرے
مارنا بہت آسان ہے۔ لیکن یہہ دیکھنا چاہیئے کہ ستر مسلمان ممبر پارلیمنٹ
جنکو ہر لحظہ دشمن کی بے انداز فوج کے حملہ کا ڈر لگا ہو کہ نہ معلوم کیا انجام ہوگا
اور ایک زبردست سلطنت کے جاسوس علانیہ ہر طرح کی سازش رشوت
اور دھمکی دے رہے ہون ایسی حالت مین ان لوگون کا انکار کرنا کہ روسی
الٹیمیٹم نہ منظور کرین گے اور اپنے قوم کی عزت اور حکومت ہاتھ سے نہ
دینگے۔ غالباً اس مسئلہ کو بخوبی حل کر دیتا ہے کہ آیا ایرانیون مین کوئی
قومی جوش ہے یا نہین۔

جس شخص نے ان لوگون کی مصیبت کو دیکھا ہے وہ کہہ
سکتا ہے کہ بے شک اہل ایران اس قابل ہین کہ اُن کیساتھ

محبت دہرائی جائے۔

ان لوگون مین بعض نقص بھی ہین مگر وہ محض ملک کے رسم و رواج
کی پابندی کیوجہ سے ہے جو لوگ ایرانیون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ وہ حکمرانی
کی قابلیت ہی نہین رکھتے اُن سے بحث کرنا ہی بیکار ہے ع

جواب جاہلان باشد خموشی

البتہ یہہ بات ہی تسلیم کرتا ہون کہ ایرانی دستوری حکومت کے صحیح اصول
اور سیاست عملی سے ناواقف تھے مگر اُنھین پورا حق حاصل تھا کہ اپنے ملک کے
رسم و رواج۔ اپنے خصائص اور میلان طبع کے لحاظ سے اس میدان مین
ترقی کر کے اپنے تئین اہل بناتے۔ ایک قوم کی زندگی کیلئے پانچ برس کی
مدت کوئی چیز نہین اتنے قلیل عرصہ مین تو ایک متنفس بھی اپنی اصلاح نہین
کر سکتا لیکن یہہ دیکھنا چاہیئے کہ صرف پانچ برس مین ایرانیون نے باوجود
ایسی دشواریون اور پریشانیون کے جو ان دو سلطنتون کی بدولت پیش آئین کیسی
کامیابی کے ساتھ اپنے ملک اور اپنی آزادی کو اُس ظالم کے پنجہ سے بچایا
جس نے کئی دفعہ چھین لینے کی کوشش کی۔ افسوس ہے کہ دو یورپین
سلطنتین دنیا کے سامنے یہہ بیان کرتی ہین کہ ایرانی بالکل نالائق نااہل
ذلیل لوگ ہین۔ اُن سے اپنے ملک کا انتظام نہین ہو سکتا۔

مگر جب ایران کے زوال حکومت کے حقیقی واقعات لوگون کو معلوم

ہون گے تو منکر سے منکر اشخاص کی نظر سے بھی لاعلمی کا پردہ اُٹھ جائیگا اور یہہ صاف ظاہر ہوگا کہ بیچارہ ایران بعض یوروپین سلطنتون کے بازیچہ گاہ مین مفت شکار رہوا۔ ان سلطنتون نے برسون کی مشق کے بعد اس کھیل مین یہہ مہارت پہنچائی ہے کہ کمزور قومین اس بازی مین آسان نوالہ ہوجاتی ہین۔

آٹھوان باب

گورنمنٹ ایران کے ساتھ میرے تعلقات۔ تبریز، رشت اور انزالی مین روسی فوج کے ہاتھون قتل عام۔ طہران سے میری روانگی

جب سے صمصام السلطنت کی کیبنٹ نے پہلی دسمبر کو مجلس مین یہہ تجویز پیش کی کہ روس کا الٹیمیٹم منظور کر لینا چاہیے اُس وقت سے مین نے دیکھا کہ وزرا کا برتاؤ میرے ساتھ بالکل بدل گیا ہے۔ بظاہر اُنھون نے یہہ قصد کر لیا تھا کہ روس کے کسی مطالبہ کو نامنظور نہ کرنا چاہیے اس لیے وہ چاہتے تھے کہ مین فی الفور استعفا دیدے اُن کے لیے یہہ

طرز عمل آسان کردون اور انھین کسی معاملہ مین مجلس کی منظوری کی ضرورت باقی نہ رہے۔

مجھے بذات خود استعفا دینے مین کوئی عذر نہ تھا مگر کسی نے مجھے یہہ خیال اسوقت تک نہین دلایا جب کہ مجلس نے دو مرتبہ لغایہ آرا کیبنٹ کی تجویز کو نامنظور کیا ایسی حالت مین میرا استعفا دینا بمنزلہ اس کے تھا کہ مجلس کو حقوق ایک ایسے اہم معاملہ مین تصفیہ کرنے کیلئے جو ملک کی خود مختاری سے تعلق رکھتے ہون سلب کرنا ہے۔ تاہم مین نے اس بارہ مین مجلس کے بڑے بڑے مشہور اراکین اور دوسرے عہدہ دارون سے متواتر مشورہ کیا اور اُن سے صاف صاف کہدیا کہ مین ایران مین محض اس لیئے آیا تھا کہ گورنمنٹ ایران کو مدد دون لہذا اگر میرا استعفا دینا گورنمنٹ کے لئے مفید ہو تو مین بخوشی تیار ہون۔ سب نے اسکا جواب یہی دیا کہ مین مجلس کا ملازم ہون لہذا ایسی حالت مین میرا استعفا دینا مجلس کے اختیارات سلب کرانا ہے اور یہہ چیز بالکل خلاف معاہدہ ہوگی۔ ہر قسم کے لوگ بکثرت روزانہ میرے پاس آتے تھے۔ اور مجھ سے التجا کرتے تھے کہ کسی حالت مین مین استعفا ندون اس لیئے کہ اُن کی رائے مین میرا استعفا دینا ایران مین دستوری حکومت کا خاتمہ کرنا تھا۔

قانون کی رُو سے صمصام السلطنت کی کبنٹ کا وجود ہی پہلی

پہلی دسمبر کو دوپہر سے پہلے ختم ہوگیا تھا۔ جسوقت مجلس نے اُن کی تجویز کو بغلبۂ آرا نامنظور کیا۔ چونکہ بختیاری سردار بوجہ اپنے سرغنہ کے کئی مہینہ تک وزیر اعظم رہنے کی حکومت کے عادی ہوگئے تھے۔ اس لیئے وہ سرکاری خدمتون سے علیحدہ ہونا نہ چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ بختیاری سردارون اور سفارت روس مین کچھ سمجھوتہ ہوگیا تھا۔ جس سے یہہ صاف ظاہر تھا کہ روس اُن سے اپنے حسب منشا کام لینا چاہتے۔

جب مجلس نے باقاعدہ طور سے روسی الٹیمیٹم کو نامنظور کیا جسکی گورنمنٹ روس کو امید نہ تھی تو اُسوقت بعض روسی افسر اور روسی جاسوسون نے طہران مین اور ذرائع سے یہہ کوشش کی کہ کم از کم روسی الٹیمیٹم کی ایک ظاہری منظوری تو ہو جائے۔ ایسی تشویش اور پریشانی کے ایام مین گورنمنٹ روس نے غربا مین بہت سا روپیہ صرف کیا کئی مسجدون مین جہان بہت سے لوگ جمع تھے (جیسا کہ عموماً موسم خزان مین وہان عادتاً جمع ہوتے ہین بالخصوص اگر شہر مین روٹی کا قحط ہو) اُسوقت ہزارہا ایرانیون کو روس کیطرف سے کھانا تقسیم ہوا اور اُن سے یہہ کہا گیا کہ روس اپنے روپیہ سے یہہ انتظام کر رہا ہے اور محض مجلس کی مخالفت اس قحط کا باعث ہے۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ روس نے غربا کو کھانا تقسیم کرنے مین ایک لاکھ ربل صرف کیئے۔

پہلی دسمبر کی سہ پہر کو پرنس علاءالدولہ کے مارے جانے کے بعد جب

مجلس نے کبینٹ وزرا کو معزول کر دیا اُس وقت مجھے یہہ خبر ملی کہ بعض بختیاری سردار جو میرے زیادہ مخالف اور دشمن ہین - اُن کو امیر مجاہد اسعد کے انجمن اور اس دغاباز امیر مفخم نے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ اتابک پارک مین میرے دفتر پر حملہ کرکے خزانہ کو چھین لین - کل کاغذات اور کتابچون کو جلا ڈالین اور اہل امریکہ کو ملازمت سے علیحدہ کر دین اسکی وجہہ یہہ تھی کہ گذشتہ موسم بہار مین امیر مجاہد اور دوسرے بختیاری سردارون نے فوجی تیاری کیلئے بہت سی رقمین مجھ سے وصول کی تھین اور مین اُن سے حساب طلب کر رہا تھا -

جب یہہ خبر مجھے پہنچی تو مین نے ایک ایرانی دوست کو ان بختیاریون کے پاس بھیجکر یہہ کہلا بھیجا کہ اگر فی الحقیقت ایسی حماقت کرنا چاہتے ہین تو ذرا اس پر مکرر غور کر لین - اس سے میری غرض صرف یہہ تھی کہ انھین معلوم ہو جائے کہ مین ان کی کارروائیون سے غافل نہین ہون - اس کے بعد مین نے اتابک پارک کے فوجی پہرہ مین پچاس جوان اور اضافہ کر دیئے اور اب کل فوجی جوان ایک سو پچاس وہان موجود تھے - بختیاریون کو کبھی وہان آنیکی جرأت نہین ہوئی - اس واقعہ کے چندہی روز بعد یفرم خان اور بختیاری سردارون مین جھگڑا ہو گیا اور کئی دن تک یہہ اندیشہ رہا کہ یفرم خان کی فوجی پولیس سے تلوار چل جائیگی - یفرم خان نے اُسوقت شہر کی کوتوالی سے

استعفا دیدیا تھا۔ یہہ افواہ گرم تھی کہ بختیاری جن پر روز بروز روس کا اثر بڑھ رہا ہے۔ یفرم خان کی پولیس سے ہتھیار لے لینے کی فکر کر رہے ہین اور ان کا ارادہ ہے کہ قزاق بریگیڈ کی مدد سے طہران مین پولیس کا انتظام کرین اور روسی کرنل ڈوپولسکی کو ان کا افسر قرار دین۔ اس افواہ سے شہر مین بہت بے چینی اور ابتری پھیلی۔ اور خونریزی کا اندیشہ تھا۔ دونہرار فدائی اس بات پر تُلے ہوئے تھے کہ اس معاملہ مین وہ ضرور لڑینگے مگر کسیطرح یفرم خان اور بختیاریون کی نزع کا تصفیہ ہوگیا اور یفرم خان نے پھر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا۔

روسی افسر کا ایک پارک کے گرد گشت لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ چوتھی دسمبر کو ایک صاحب نے پھاٹک کے محافظین کو برا بھلا بھی کہا۔

وثوق الدولہ وزیرامور خارجہ اور ان کے بھائی قوام السلطنت وزیر داخلہ ان دونون کا برتاؤ اب میرے ساتھ بالکل بدل گیا۔ گو اس سے پہلے یہہ دونون میری دوستی کا دم بھرتے تھے۔ اُن کے برتاؤ مین یہہ تغیر اُس وقت واقع ہوا جب انھون نے سنا کہ مین نے مسٹر لیکافرے کو تبریز اس لئے بھیجا ہے کہ وہان کی سرکاری مالگزاری مین جو تغلب و تصرف ہوا ہے اسکی تحقیقات کرین۔ اس صوبہ کی آمدنی دس لاکھ تومان تھی۔ مگر میرے جائزہ لینے سے کئی مہینہ پیشتر اور کل موسم سرما بھر جبکہ مین صدرالمہام خزانہ تھا ایک

جب بھی وہان سے گورنمنٹ کو وصول نہین ہوا۔ یہہ چیز بہت ہی عجیب تھی اسلئے
کہ موسم گرما مالگزاری وصول ہونیکا وقت ہے۔ خانگی طور سے مجھے یہہ معلوم ہوا
کہ ٹیکس کلکٹر نے خوب اپنی جیبین بھرلی ہین اور وہ نہ میری اور نہ گورنمنٹ کی
کچھہ پروا کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ہم لوگ اس کا کچھہ نہ کرسکینگے اس لیئے کہ
وہ ان دونون وزراء (وثوق الدولہ اور قوام السلطنت) کے پدر بزرگوار
ہین۔ چنانچہ یہی سبب تھا جسکی وجہ سے یہہ لوگ مجھ سے کشیدہ ہوگئے تھے۔

ایران مین سازشین ایسی گہری ہوتی ہین اور ذاتی اغراض کا اتنا خیال
کیا جاتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہین۔ یہہ دونون وزراء روسی الٹیمیٹم منظور کرنیکی
تائید مین تھے محض اس لئے کہ اس مین ایک شرط یہہ بھی تھی کہ مسٹر لیکافر سے
فی الفور ایران کی ملازمت سے علیحدہ کردیے جائین۔

یہہ واقعہ مین نے اس لیئے بیان کیا تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ
مجلس شوریٰ برخاست ہونے کے بعد میرے اور کیبنٹ وزراء کے تعلقات
کیسے تھے۔

مجلس نے میرا تقرر کیا تھا اور اُسی مجلس نے اس معاہدہ کو منظور کیا تھا
جسکی رو سے ملک کے مالی انتظامات میرے تفویض ہوئے اور مجلس نے
۱۳ جون کو ایک قانون پاس کردیا تھا جسکا مقصد یہہ تھا کہ مین اپنے فرائض
کی انجام دہی مین کسی کیبنٹ کے زیر اثر نہ رہون۔ چنانچہ اسی وجہ سے اوّل

مجلس برخاست کرنیکی کوشش کی گئی اور بیشتر یہی وجہ ہو ارکان فرقۂ شاہیہ کے ہٹائے جانے کا باعث ہوتے تھے۔

جب مجلس بزور برخاست کر دی گئی تب تمام اہل امریکہ کی حالت بہت دگرگون ہو گئی اسلئے کہ جس سے میں نوکر رکھا گیا تھا اسی کا وجود باقی نہ رہا۔ اب اگر ہم رہنا چاہتے تو خواہ مخواہ کیبنٹ وزرا کی حکومت کو تسلیم کرتے مگر مجھے اسکی خواہش نہ تھی۔ مجلس برخاست ہو جانے سے مجھے کوئی امید نہ رہی کہ اب اہل ایران کی بہبودی کیلئے ہم اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دے سکینگے اور میں نے یہہ خیال کر لیا کہ اب کام کا خاتمہ ہے۔

۲۴ - دسمبر سے پہلے کیبنٹ وزرا نے کئی دفعہ میرے پاس کہلا بھیجا تھا کہ میں استعفا دیدوں - بلکہ وزرا نے بذات خود مجھے یہہ لالچ دلایا کہ علاوہ اس معاوضہ کے جو ازروئے معاہدہ گورنمنٹ سے مجھے ملنا چاہیئے - وہ شیر و خورشید کا اعلی تمغہ جو بڑے بڑے جلیل القدر لوگوں کیلئے مخصوص ہے مجھے دلائینگے جس سے اس امر کی تصدیق ہوگی کہ میں نے اہل ایران کی خدمات کیسے انجام دیے اور نیز مجھے اپنا جانشین نامزد کرنیکا اختیار دیا جائیگا اور اس کے علاوہ دوسرے مختلف اعزاز عطا ہونگے میں نے ان سب باتوں کا یہہ جواب دیا کہ جب تک ارکین مجلس کی طرف سے (گو غیر سرکاری طریقہ پر سہی) اس امر کی تصدیق نہ ہو لیگی کہ میرے استعفا دینے سے انکو

کوئی نقصان نہ پہنچیگا اس وقت تک میں استعفا نہیں دیسکتا اب رہا شیرو خورشید کا مرصع تمغا اور دوسرے عطیات جنکا لالچ مجھے دلایا جاتا ہے - اگر یہ بھی مجلس کیطرف سے مجھے عطا ہوئی تو مضائقہ نہیں ورنہ میں ان چیزوں کی پروا نہیں کرتا - مجھے معلوم ہوا کہ وزرا کے کیبنٹ میرے اس جواب سے ناخوش ہوئے - ۲۲ دسمبر سے پہلے کیبنٹ نے میرے ساتھ ہلا ہیچیا لفت شروع کر دی تھی اور بختیاری سرداروں نے یہ دھمکیاں دیں کہ یہ ... خزانہ پر حملہ کرکے خزانہ لوٹ لینگے ·

مجلس کی برخاستگی نے ایران میں دستوری حکومت کا خاتمہ کر دیا -

دوسرے روز سہ پہر کو کرسمس کا دن تھا - والیٔ امور خارجہ تشریف لائے اور فارسی میں ایک خط پیش کیا جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے ·

بخدمت آنریبل مسٹر شوسٹر!

آپ واقف ہیں کہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کی شام کو مجلس کیطرف سے ایک کمیشن مقرر ہوا تھا اور اسے یہہ اختیار دیا گیا تھا کہ گورنمنٹ روس کیطرف سے جو الٹیمیٹم پیش ہوا ہے اسکا تصفیہ کرے چنانچہ سلخ ذی الحجہ کو کمیشن نے بتائید مجلس وزرا یہہ طے کیا کہ الٹیمیٹم منظور کیا جائے اور اس فیصلہ کی اطلاع سفارت[1] روس کو بھیجی گئی -

---

[1] نہ کوئی باقاعدہ کمیشن مقرر ہوا تھا اور نہ اسے اس تصفیہ کا اختیار تھا رقم کے پاس اس کے ... [illegible]

چونکہ منجملہ شرائط الٹیمیٹم ایک شرط یہ ہے کہ آپ گورنمنٹ ایران کی ملازمت سے علیحدہ ہو کے جائیں اور مالی کام آپ سے لے لیا جائے۔ لہٰذا ہم آپ کو اسکی اطلاع دیتے ہیں۔ اب دارالصدر المہام خزانہ کا دفتر یا کتابچہ وغیرہ آپ کس کو سپرد کریں اور دوسرے اہل امریکہ جو گورنمنٹ ایران کے ملازم ہیں اُن کی نسبت کیا عمل ہو اس کے متعلق گورنمنٹ آپ کو بعد اطلاع دیگی۔

اس خط پر سابق کے سات وزرا کے دستخط تھے جن میں صمصام السلطنۃ اور وثوق الدولہ بھی شامل تھے۔ جب میری علیحدگی کا یہ بیقاعدہ حکم مجھے ملا تو اسوقت تین طریقوں میں کوئی بھی ایک طریقہ میں اختیار کر سکتا تھا۔

(۱) اس حکم کو منظور کر لیتا۔

(۲) اس کے منظور کرنے سے قطعی انکار کرتا۔

(۳) اسکا کچھ جواب نہ دیتا اور کیبنٹ پر چھوڑ دیتا کہ اس بارہ میں اور جو کچھ مزید کارروائی چاہے کرے۔ اگر میں آخر الذکر طریقہ اختیار کرتا تو کسی نہ کسی حیلہ سے ایران میں رہ سکتا تھا۔ اس حکم کی تعمیل سے قطعی انکار کرتا تو طہران میں سخت بلوہ اور خونریزی ہوتی۔ سب لوگ مجلس برخاست ہونے سے سخت ناراض تھے اور اگر میں وزرا کے مقابلہ پر آجاتا تو معلوم نہیں کیا

ا ہم متعلقہ قل کا غذات موجود ہیں اور دستخط ثبت تھا اس امر کا کہ مجلس نے ان لوگوں کو کسی قسم کا اختیار نہیں دیا تھا یہ ہے کہ ان لوگوں نے پہلے ہی دفتر کی کوشش سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ اول مجلس کو برخاست کریں۔

نتیجہ ہوتا۔

مجلس کے بہت سے ارکین ایک جگہ جمع ہوکے اس امر کا اعلان کرنیکے لیے
تھے کہ مجلس بالکل بیقاعدہ برخاست کیگئی ہے۔ نائب السلطنت نے اپنے
حلف کے خلاف عمل کیا۔ اور دوسرے وزرا مکار و دغا باز ہین۔ اگر یفرم خان
کی پولیس اور طہران مین دو ہزار بختیاری موجود نہ ہوتے تو سارے شہر مین ایک
بلوۂ عظیم بپا ہوتا۔ یفرم خان نے اپنے پولیس اور ان بختیاریون کے پہرے
جابجا تعینات کر دیئے اور اہل طہران کو بلوہ کرنے سے باز رکھا۔ یفرم خان اور
وزرا بالخصوص وثوق الدولہ نے اپنے مکانات کے گرد بہت سے پہرے تعینات
کئے تھے مگر اس پر بھی لوگ ان محترم وزرا پر حملہ کرنے سے باز نہ آتے اگر قزاق
بریگیڈ اور روس کی ایک فوج کثیر خاص شہر مین اور شہر سے صرف اسّی میل کے
فاصلہ پر قزوین مین موجود نہ ہوتی۔

ان وجوہ سے مین نے یہہ تصفیہ کیا کہ اب میرا فرض ہے کہ اس جھگڑے
سے علیحدگی اختیار کرون اور اب ایران مین اہل امریکہ کا زیادہ رہنا بالکل بیکار
ہے چنانچہ مین نے ۲۴ دسمبر کو اس تحریر کا حسب ذیل جواب دیا۔
"بجواب مراسلہ مجلس وزرا نگارش ہے کہ اس حکم کی تعمیل باقاعدہ اُس وقت
کیجائیگی جب مجھے یہہ اطلاع ہو کہ مین اپنی خدمت کا چارج کس کو دون اور
میرے چودہ [۱۴] امریکن مددگار کا تصفیہ جس کے متعلق یہہ لکھا گیا ہے کہ کونسل نے

بعد کو اطلاع دی گئی کیا ہوگا اس وقت جو خاص امر زیر غور ہے وہ میرے امریکن
مددگاروں کی آیندہ ملازمانہ حیثیت ہے"
کرسمس کے کچھ دن پہلے مجھے یہہ اطلاع دی گئی کہ کل امریکن اور ایرانی
عہدہ داران پولیس خزانہ مجھسے ملنا چاہتے ہین یہہ واقعہ اسوقت کا ہے
جب کہ کسی کو یہہ گمان بھی نہ تھا کہ کیبنٹ وزرا مجلس کو برخاست کرنے والی ہے
یہہ لوگ کرسمس کے دن سہ پہر کو مجھسے ملنے آئے اور مین سب سے
ملا کیونکہ مین اس بات سے واقف ہوچکا تھا کہ طہران مین لوگ افواہ اڑانیکے
بڑے شائق ہین اور ایک دن پہلے کیبنٹ وزرا کی تجویز پر جو جوش ہوا تھا
اس کی خبر تمام شہر مین پھیل چکی تھی۔ مین نے احتیاطاً ان سب کو متنبہ کیا کہ
آپ لوگ محض مالی انتظامات کے محکمہ کے عہدہ دار ہین آپ لوگون کو چاہیئے
کہ پولیٹکل معاملات یا پولیٹکل مباحثون سے احتراز کرین۔ جسوقت مین اپنے
عہدہ دارون سے یہہ کہہ رہا تھا بہت سے نوکر اور دوسرے لوگ بھی وہان
موجود تھے۔ تاہم جس بات کا مجھے ڈر تھا آخر وہ ظہور مین آئی۔ مین نے تو ان
لوگون سے نصیحتاً یہہ گفتگو کی مگر اس کی افواہ یہہ پھیلی کہ مین نے خزانہ کی فوجی
پولیس کو تیار رہنے کا حکم دیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے
مجلس کو پھر بحال کرون۔ چنانچہ چند گھنٹے بعد مجلس وزرا نے اسی مضمون کا
ایک مراسلہ بھیجا۔

۲۴- دسمبر کو گورنر تبریز کے پاس سے یہ خبر آئی کہ روسی فوج نے چودہان
شبیانات کی باشندوں کو قتل کرنا شروع کیا ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ
تار کاٹ ڈالے گئے اور خبر کا آنا موقوف ہو گیا اور بہت سی روسی فوج جلفہ
سے تبریز کو آ رہی ہے۔ تبریز میں لڑائی کا اصل سبب نہ معلوم ہوا البتہ
یہ کہا گیا کہ چند روسی سپاہی ۲۰- دسمبر دس بجے رات کو پولیس کے
تھانہ کی چھت پر چڑھے کہ ٹیلیفون کا تار درست کریں اس وقت ایرانی پہرہ
والوں نے انھیں ٹوکا چنانچہ انھوں نے گولی سے جواب دیا اس کے بعد صبح
ہوتے ہی لڑائی شروع ہو گئی اور کئی دن تک جاری رہی۔ گورنر تبریز نے
یہ اطلاع دی کہ روسی فوج نے بڑے مظالم کیے۔ سیکڑوں بیگناہ عورتوں
اور بچوں کو سڑکوں پر ہلاک کر ڈالا اس وقت تبریز کے گرد چار ہزار روسی فوج
مع ۴۰ توپ خانوں کے موجود تھی۔ تبریز کے ایک ہزار فدائیوں نے قدیم قلعہ
ارک میں پناہ لی۔ ان کے پاس نہ توپ خانہ تھا اور نہ عمدہ ہتھیار تھے روسیوں
نے اس قلعہ پر گولہ باری کی اور بہت سے فدائی مارے گئے۔ روسی فوج کی
کثیر تعداد اور توپ خانہ نے بالآخر اس جگہ کو فتح کر لیا اور پھر اس کے بعد ایسا ظلم
کیا کہ کسی ایرانی کی آبرو یا جان کو نہ چھوڑا۔

ایک دفعہ مسیو پوکلیوسکی کوزیل وزیر سفارت خانہ روس متعینہ
طہران نے روسی فوج کے جنرل کو یہ تار دیا کہ تبریز میں لڑائی موقوف کی جائے

اسلیے کہ پایۂ تخت میں معاملات طے ہو رہے ہیں۔ مگر اس جنرل نے یہ جواب دیا کہ میں وایسرائے کوہ قاف کے حکم کا تابع ہوں۔ آپ کے حکم کو نہیں مان سکتا۔

نوزدہ جنوری کو جبہر وز محرم کی دسوین تاریخ تھی اور اہل ایران کے مذہب میں یہہ ایک نہایت رنج والم کا دن تھا روسی جنرل نے تبریز کے دارالامارہ پر روسی جھنڈے چڑھا دیے اور تبریز کے ایک بڑے مجتہد ثقۃ الاسلام کو مع اور دو مجتہد اور پانچ عمائدین شہر سب کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ ان پانچ عمائدین میں کئی اعلی عہدہ دار گورنمنٹ ایران بھی شامل تھے۔ روسیون کی اس ظالمانہ حرکت اور بیرحمی کا ایرانیون پر ویسا ہی اثر ہوا جیسا کہ اہل انگلستان پر ہو سکتا ہے اگر آرچ بشپ آف کنٹربری کو گڈ فرائڈے کے دن پھانسی دی جائے یہہ تشبیہ میری نہیں ہے بلکہ ایک بڑے انگریزی نامہ نگار کے الفاظ ہیں اُس وقت سے برابر ایرانیون کو پھانسی دینا یا گولی سے مارنا جاری رہا اور تبریز مین روسی جس کسی کو دستوری حکومت کا موید سمجھتے تھے اُسے فوراً پھانسی دے دیتے تھے یا گولی سے مار دیتے تھے جب پہلی پہل وہان لڑائی شروع ہوئی ہے تو اسوقت سینٹ پیٹرس برگ میں فارن آفس کے ایک معزز عہدہ دار نے اخبار کے ایک نامہ نگار سے یہہ بیان کیا کہ جب تک دستوری حکومت والون کا بالکل قلع قمع نہو جائے گا۔ اُس وقت تک قتل عام جاری رہے گا۔

بہت سے لوگ اخبار میں اس واقعہ کو پڑھ کے کانپ اُٹھے اور انہیں
روس کے وہ مظالم یاد آگئے جو اسکوبیلاف نے ترکستان میں ۱۸۸۱ء میں بیچارے
بے بس ترکمانوں پر کیے تھے۔ اس ظالم نے آٹھ ہزار ترکمانوں کو صرف یہہ
کہکے ہلاک کر دیا کہ ایشیا میں امن کا قیام مقتولین کی تعداد پر منحصر ہے لوگوں کو
وہ بیچارے چینیوں کی غمناک داستان بھی یاد آگئی جو بیچارے دریائے امور کے
کنارے والادوسٹک میں بستے تھے سنہ ۱۹۰۰ء میں روسیوں نے اُن سے
کہا کہ فوراً وہاں سے چلے جائیں اور جب اُن بیچاروں نے یہہ عذر کیا کہ کوئی جہاز
یا کشتی یہاں موجود نہیں ہے جو ہمیں دوسرے مقام پر پہنچا دے تو روسیوں نے
اُن سے کہا کہ دریا میں چلے جاؤ اور محض اتنے کہنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سنگینوں کی
نوک سے کل باشندوں کو دریا میں ڈبو دیا۔

یہہ واقعات معلوم ہو سکنے کے بعد اب روس کے نیم سرکاری اخبار نووو
وریمیا کا یہہ بیان بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایسی حالتوں میں اسطرح کا ظلم
لازم ہے۔ تبریز کے کل باشندے گویا خطاوار تھے۔ اور اُن کو سزا دینا
ضرور تھا۔ مگر روسی زیادتیوں کی بھی ایک حد ہونی چاہیئے۔

تجربے نے یہہ بات ثابت کر دی ہے کہ گورنمنٹ روس باختیار رہنے کے
بعد اپنے معاملات میں جو کچھ کہتی ہے اُسے پورا کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا
رکھتی۔ میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ تبریز کے کل مظالم دنیا پر کبھی ظاہر نہ ہونگے

اور روس نے بھی بخوبی اس بات کو سمجھ لیا ہے۔ بنی نوع انسان کو گولی سے مارنا پھانسی دینا اور طرح طرح کے مظالم کرنا۔ توپ کے منہ سے اُڑا دینا بیگناہ عورتون اور بچون کو شہر کی گلیون مین ذبح کرڈالنا یا اس سے بھی بڑھکر اور زیادتیون کے مرتکب ہونا ایک ایسی قوم کی فوج اور اُس کے افسرونکے لیئے بہت ہی خوشنما فعل ہے جبکا بادشاہ امن کا مدعی ہے اور اپنے تئین بنی نوع انسان کا دوست کہتا ہے۔

ایک صریح واقعہ یہہ ہے کہ جس وقت تبریز مین لڑائی شروع ہوئی روسی فوج نے رشت اور انزلی مین جو کئی سو میل وہان سے تھا۔ ایرانی پولیس اور وہان کے بہت سے باشندون کو بلا کسی اطلاع یا اشتعال کے گولی سے مارنا شروع کردیا اور لطف یہہ ہے کہ یہہ واقعہ اُسدن ہوا جسروز کیبنٹ وزراے ایران نے سفارت خانۂ روس کو اس امر کی باقاعدہ اطلاع کردی تھی کہ روسی الٹیمٹیم منظور کرلیا گیا۔ گورنمنٹ برطانیہ نے اہل ایران کو اس بات کا یقین دلایا تھا کہ اگر الٹیمٹیم منظور ہوجاے گا تو اُس صورت مین روسی فوج جو حملہ آور ہو رہی ہے فوراً واپس ہوجائیگی اور گورنمنٹ روس نے بھی گورنمنٹ برطانیہ کے اس اعلان کی تصدیق کی تھی البتہ یہہ کہا تھا کہ سردست کچھ فوج روک لی جائیگی تاکہ کوئی اور نیا واقعہ نہ پیش آئے۔

ایسی حالت مین کیا یہہ ممکن ہے کہ بیچارے بیکس ایرانیون نے تبریز

اور انزلی مین روس کی کثیر التعداد فوج پر حملہ آوری کی سبقت کی ہو۔

۲۵-دسمبر سے ۷-جنوری تک نکمرام وزرا کے خلاف لوگون کا غصہ ترقی کرتا رہا۔ وہ یہہ کہتے تھے کہ ان نکمرامون نے ہمین غیرون کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اس عرصہ مین ملک کے تمام اضلاع اور صوبہ جات سے تاربر تار آتے رہے کہ نائب السلطنت اور کبنٹ وزرا نے جو دستوری حکومت پر حملہ کیا ہے اسکی انھین سزا دینی چاہیئے۔ مین نے وزرا کے پاس باربار یہہ کہلا بھیجا کہ میری علیحدگی کے حکم سے خزانہ کے معاملات بالکل ابتر ہورہے ہین اور اگر فی الفور کوئی انتظام نہ کیا جائے گا تو مین اپنے مددگار مسٹر کیرنس کو اپنی خدمت کا چارج دیکر طہران سے چلا جاؤن گا۔ کبنٹ وزرا اور نائب السلطنت نے یہہ منظور کیا کہ مسٹر کیرنس میرے جانشین ہون۔ اگرچہ مسٹر کیرنس بھی یہان رہنے پر راضی نہ تھے مگر سفارت برطانیہ اور سفارت روس نے ایرانیون کو ڈانٹا کہ اگر سوائے مسٹر جارنارڈ منتظم محصول خانہ جات چنگی کے اور کسی شخص کو میری جگہ پر مقرر کرینگے تو سخت سزا دی جائیگی۔ دو ہفتہ تک مین اس کوشش مین رہا کہ کبنٹ وزرا کوئی مناسب انتظام کرے مگر کچھ نہ ہوا۔ تب مین نے ساتوین جنوری کو اپنی خدمت کا چارج مسٹر کیرنس کو دیدیا اور دو دن پہلے مین نے کبنٹ وزرا کو اس امر کی اطلاع بھی کر دی تھی کہ اگر ۴۸ گھنٹے کے اندر کوئی انتظام میری سبکدوشی کا نہ کیا جائیگا تو مین ایسا ہی کرون گا۔

چنانچہ دوپہر تک مین نے اپنا دفتر مسٹر کیرنس کو سپرد کردیا اور ضروری ہدایات وغیرہ لے لئے اور وزرا وبنیک کو اس کی اطلاع کردی۔ مسٹر میکاسکی کو مین نے اپنی طرف سے مختار عام مقرر کردیا کہ اگر کسی معاملہ مین سرکاری کاغذات یا حسابات وغیرہ کے متعلق کچھ بازپرس ہو تو میری طرف سے جوابدہی کرین۔

کچھ گھنٹہ بعد وزرا کے ایک وکیل نے مجھے ٹیلیفون دیا کہ وہ ایک ضروری مراسلہ میرے پاس لا رہے ہین اتنے مین وہ تشریف لائے اور نائب السلطنت و وزرا کی طرف سے ایک حکمنامہ پڑھکر سنایا جس مین یہہ لکھا تھا کہ مسٹر مارنارڈ سنصرم صدر المہام خزانہ مقرر کئے گئے۔ مین نے یہہ تحریر مسٹر کیرنس کو دیدی جنھون نے میری خدمت کا جائزہ لیا تھا۔

اس طرح کی کارروائی کرنا خاص ایرانیون کا ڈھنگ ہے۔ وزرا خوب جانتے تھے کہ مین کبھی مسٹر مارنارڈ کو اپنی خدمت کا جائزہ نہ دونگا اس لیے کہ مین اس شخص کی بیضابطگیون اور غبن سے خوب واقف تھا اور یہہ شخص ایران مین بہت بدنام بھی تھا۔

مسٹر کیرنس نے فوراً وزرا کو اطلاع دی کہ وہ خزانہ کا جائزہ دینے پر تیار ہین اور وہ مع اپنے تیرہ۱۳ امریکن مددگارون کے جلکے ساتھ گورنمنٹ ایران نے بدعہدی کی ہے ملک سے چلا جانا چاہتے ہین۔

نویں جنوری کو نائب السلطنت نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ وہ مجھسے خدا حافظ" کہنا چاہتے ہیں اور نو عمر شاہ بھی اس امر کے خواہشمند ہیں کہ مجھسے ملیں اور میری خدمات کا اعتراف کریں۔ مجھسے کہا گیا کہ دوسرے روز میں وہاں جاؤں۔

چنانچہ میں دوسرے دن گویا آخری دفعہ گاڑی میں سوار ہو کے دربار کو گیا۔ جہاں اعلیحضرت شاہ ایران مجھسے ملنا چاہتے تھے۔ میں در دولت پر پہنچا اور مستمر۔ افسردہ دل اہل دربار۔ عہدہ دار اور نوکروں کی لمبی لمبی قطاروں میں ہو کے گزرا۔ شاہ بہت ہی مرعوب معلوم ہوتے تھے۔ جیسا کہ عموماً ایک خانگی ملاقات کے موقعہ پر اسطرح کا اثر ہوتا ہے۔ انھوں نے ایک مترجم کے ذریعہ سے گفتگو کی اور میرا بہت شکریہ ادا کیا کہ میں نے اُن کے ملک کی اصلاح انتظام میں بہت کچھ کوشش کی۔ میں نے اُن کو دعا دی اور یہہ کہا کہ خدا آپکو کامیاب کرے اور آپکا ملک آباد اور آسودہ رہے۔ گو میں جانتا تھا کہ اس بیچارہ کو کبھی امن نصیب نہ ہوگا۔

اعلیحضرت نے بطور یادگار اپنی ایک خاص تصویر بھیجنے کا وعدہ فرمایا گو مجھے توقع نہ تھی کہ وہ مجھ تک کبھی پہونچیگی۔

وہاں سے میں رخصت ہو کے نائب السلطنت کے پاس گیا۔ اور کئی گھنٹہ تک باتیں کرتا رہا۔ انھوں نے بھی میرے جانے پر بہت اظہار تاسف کیا

اور یہہ کہا کہ معلوم نہین اب آیندہ ملک کا کیا انجام ہوگا -

اس ہفتہ مین مسٹر کیرنس سفیر روس اور سفیر برطانیہ سے مراسلت کرتے رہے اور دونون سفراستے اس بات سے اتفاق کیا کہ الٹیمیٹم منظور ہونے سے اہل امریکہ کے معاہدات کی بدعہدی ہوئی ہے لہذا انھین ملک سے جا پہنچا پوراحق حاصل ہے - چونکہ مسٹر کیرنس کو معلوم تھا کہ وزراے ایران محض سفیر روس کے حکم کی تعمیل کرتے ہین لہذا انھون نے بیکار وقت ضایع کرنے سے مناسب یہی سمجھا کہ بالراست کل معاملات سفیر روس کے ذریعہ سے طے کرلین -

مین نے اپنے سفر کی تیاری شروع کی اور جمعرات کے دن ۱۱ جنوری کو مین علی الصباح اتاباک پارک سے انزلی کو روانہ ہوا نائب السلطنت نے میرے لیے ایک نئی موٹر بھیجدی جو ابھی حال مین شاہ اور خود اُن کے استعمال کیلئے آئی تھی - ہمارے ساتھ مسز شوستر تھین - ہماری دو چھوٹی لڑکیان - اُن کی معلمہ او ر مسٹر ایڈورڈ ڈیل سکرٹری سفارتخانہ امریکہ متعینہ طہران بھی تھے - جو تھوڑے دنون کے لیے پیرس جارہے تھے - ہمارے اسباب کے صندوق پیشتر سے روانہ ہوگئے تھے اور اب مسئلہ غور طلب صرف یہہ تھا کہ آیا ہم اُن بلند پہاڑی گھاٹیون سے گذر جائینگے جو طہران اور بحر کسپین کے درمیان حایل ہین اور قبل اس کے کہ بوجہ برف باری کے وہ دشوار گذار ہوجائین -

یہہ صبح بہت ہی سہانی تھی - طہران کی پشت پر برف پوش پہاڑ نظر آتے تھے

آفتاب طلوع ہو چکا تھا اور ہوا بہت ہی خوشگوار تھی۔ قدرت نے تو بظاہر کیا سامان مسرت مہیا کر دیے تھے مگر ہمارے دل رنجیدہ تھے اس لیے کہ ہم جس کام کیلئے ایران آئے تھے اور ہمین امید تھی کہ بہت کچھ کر دکھائین گے اسکا انجام ایسا ناگوار ہوا۔

جسوقت مین اہل امریکہ اور اپنے ایرانی احباب کے بیچ مین کھڑا تھا۔ جن کی صورتین غمگین نظر آتی تھین اور چاہتا تھا کہ موٹر مین سوار ہو جاؤن اسوقت مجھے وہ شام یاد آئی جب مین آٹھ مہینے پہلے اسی مقام پر اترا تھا اور وہ سارا سمان آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ افسوس ہے کہ ایسے متحمل ستم رسیدہ اہل اسلام جو دنیا مین اپنی حالت کو درست کرنا چاہتے تھے۔ اُن کی ساری امیدون کی ایسی بیرحمی کے ساتھ ایک قوم کی فوج نے پامال کیا جو اپنے تئین مہذب اور عیسائی کہتی ہے۔

ہم ساڑھے نو بجے تک طہران کے پھاٹک سے باہر ہو گئے۔ مسٹر وارنٹ شاہ کا فرانسیسی شوفر موٹر چلا رہا تھا۔ مین کبھی اُس حالت کو نہ بھولونگا جو طہران کی پرہجوم سڑکین اور گلیان چھوڑ کر باہر سنسان شاہراہ پر آ کے مجھپر طاری ہوئی۔ گذشتہ آٹھ مہینون کے واقعات مجھے یاد آنے لگے کسی انسان کا دل ایسے یاس و حسرت کے نظارے سے بھر آئیگا۔ میری یہہ دلی آرزو تھی کہ اہل ایران کی خدمت کرونگا۔ جب اہل طہران کو میری روانگی کا دن معلوم

ہوا تو انھون نے اپنے کئی وکیل میرے پاس بھیجے کہ بہت سے لوگ مجھ سے ملنے اور خدا حافظ کہنے کو آنا چاہتے ہین۔ مین نے یہہ جواب دیا کہ اسطرح کا اظہار جوش مناسب نہین ہے اور مین نے سُنا کہ جب کیبنٹ وزرا کو اس کی خبر ہوئی تو انھون نے بذریعہ پولیس مختلف گروہون کے سرغناؤن کے پاس کہلا بھیجا کہ اسطرح کا مجمع نہ کیا جائے۔ جب ہماری موٹر باغ شاہ کی بارک کے پاس سے گذری تو ہم نے دیکھا کہ خزانہ کی فوجی پولیس وہان قواعد کر رہی ہے یہہ لوگ سب بہت اچھے جوان تھے اور اگر میری مجوزہ تجویز پوری ہو جاتی تو اس مین شک نہین کہ ایران کے بہت سے اہم مسائل بہ آسانی حل ہو سکتے۔

اُسیدن سہ پہر کو ساڑھے تین بجے ہم قزوین پہونچے اور شہر مین سے ہو کے گذرے۔ ہم نے دیکھا کہ ہر طرف روسی فوج پڑی ہوئی ہے جس وقت ہم شہر کے دوسرے پھاٹک سے گذر رہے تھے تو وہان پچاس ساٹھ روسی سپاہی کھڑے تھے اُن مین بعض نے جُھک کر پتھر اُٹھائے مگر چونکہ ہماری موٹر بہت تیزی سے جا رہی تھی اُن کی سنگ اندازی سے کچھ نقصان نہ پہونچا۔ بجز اس واقعہ کے اور کسی قسم کی کچھ نالائقی ہمارے ساتھ راہ مین نہین کی گئی۔

جب ہم بوٹیناک پہنچے جو قزوین سے ۱۵ میل پر ایک چھوٹا سا مسافر بنگلہ ہے تو برف کا طوفان شروع ہوا اور دس منٹ تک ایسی سخت برفباری

ہوئی کہ سڑک بالکل چھپ گئی - مجبوراً ہمین اس چھوٹے سے گانو مین ٹھیرنا پڑا - اور رات وہین گذاری - دوسرے دن صبح کو یہہ معلوم ہوا کہ سڑک بالکل مسدود ہے اور گھاٹیون کے راستے سے گذرنا ممکن نہین - موٹر کے انجن مین تمام برف جم گئی تھی اور اُس کے پگھلنے کے لیئے دو گھنٹہ درکار تھے ہم ساڑھے دس بجے پھر روانہ ہوئے اور جب ایک گھاٹی کی بلندی پر پہنچے تو دیکھا کہ سڑک پر چار چار فٹ برف جمی ہے - سڑک کے نزدیک دونون کی مدد سے کئی دفعہ برف کو ہٹا کے ہم آگے بڑھے اور مسٹر وارنٹ سا ہوشیار موٹر چلانیوالا اگر نہ ہوتا تو دشوار تھا کہ پچاس گھوڑون کی قوت کی موٹر آسانی کیساتھ اس دشوار گزار سڑک سے گذر سکتی اور ہم اُسی دن شام کو پانچ بجے منجیل پہنچ سکتے دوسرے دن سہ پہر کو پانچ گھنٹہ کی مسافت طے کر کے ہم انزلی پہنچے راہ مین بہت سی روسی فوجین جابجا مارچ کرتی ہوئی ہمکو ملین - ایک روسی جنگی جہاز بندرگاہ مین موجود تھا اور شہر پر روسی سفیر کی حکومت تھی - دوسرے دن ۱۴ جنوری کو روسیون کا سال نو تھا اسلیے جنگی جہاز سے توپون کی سلامی سر ہوئی تھی - اُسی دن سہ پہر کو ہم باکو سے روسی جہاز طہران نامی پر سوار ہوئے اور ساڑھے پانچ بجے وہان سے روانہ ہوگئے - چونکہ برف باری کی وجہ سے ایسا تیرہ و تار تھا کہ ایران کا ساحل اور انزلی کی قندیلین ہماری نظر سے جلد اُوجھل ہوگئین - چنانچہ اُس قدیم ملک ایران مین اہل امریکہ کے مالی منتظم کا

کی تاریخ کا مختصر باب یون ختم ہوتا ہے ۔

نوان باب

نائب السلطنت اور دوسرے مختلف عہدہ داران گورنمنٹ اور مجلس کے خصائل ۔ اہل ایران کی قابلیت اور اُنکے خصائل

موجودہ نائب السلطنت ایران ابوالقاسم خان ناصرالملک ضلع ہمدان کے باشندے ہین ۔ اُنھون نے آکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم پائی اور سرایڈورڈ گرے موجودہ فارن سکرٹری دولت برطانیہ کے ہم سبق تھے ۔ وہ لارڈ کرزن کے بھی بڑے دوست ہین ۔ مظفرالدین شاہ کے زمانہ مین ناصرالملک وزیر مال مقرر ہوئے اور امین الدولہ مرحوم کے عہد وزارت مین چھ مہینہ تک اس خدمت پر رہے اس کے بعد گورنر کردستان مقرر ہوئے اور اس خدمت کو اُنھون نے چار سال تک انجام دیا ۔ جب ایران مین دستوری حکومت قایم ہوئی تو ایکسال کے بعد وہ صدرنشین کونسل وزرا بنائے گئے اور وزارت مال کا بھی تعلق انھین سے رہا ۔ اُنھون نے اس صیغہ مین بعض ضروری اصلاحات شروع ہی کیے تھے کہ محمد علیشاہ نے اُنھین قید کردیا اور قریب تھا کہ وہ قتل کیے جائین ۔ مگر سفارت برطانیہ نے بیچ مین پڑکے اُن کی رہائی کرائی ۔ وہ

ABUL QASIM KHAN NASIRU L MULK THE PRESENT REGENT OF PERSIA

چھوٹتے ہی یورپ کو روانہ ہو گئے اور وہاں اسوقت تک رہے جبکہ محمد علی
تخت سے اُتارا گیا اور ۱۹۰۹ء میں پھر دستوری حکومت کا تسلط ہوا۔ تب
وہ طہران واپس آئے مگر کسی خدمت کو قبول کرنے سے قطعی انکار کیا لیکن
اپنی قوم اور وزرا و اراکین مجلس کو مشورہ سے مدد دیتے رہے۔ اُس کے بعد
وہ پھر یورپ چلے گئے اور اس دفعہ محض اپنی اور اپنے فرزند کی صحت کیلئے
یہہ دوسرا سفر کیا۔ جب سابق نائب السلطنت آزاد الملک نے انتقال کیا
تو مجلس نے اُنھیں پھر نائب السلطنت مقرر کیا اور آٹھوین فروری ۱۹۱۱ء کو
وہ پھر طہران واپس آئے اور اس خدمت کا جائزہ لیا۔

جب سے مجھے انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا وہ میرے و نیز دوسرے
اہل امریکہ جو مال کے عہدہ دار تھے۔ بہت مداح رہے اور برابر مہربانی کیسا تھ
پیش آئے۔ مین آٹھ مہینہ طہران مین رہا مگر اس مدت مین سے دسمبر کا مہینہ
نکال دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس مہینہ مین مجھے گورنمنٹ ایران سے
کوئی خاص تعلق نہ رہا تھا۔ ان آٹھ مہینون مین مجھے بارہا اُن سے ملنے اور
مختلف مسائل ملکی پر آزادی کیساتھ بحث کرنے کا موقعہ ملا۔ نائب السلطنت
ایک نہایت خلیق اور رعب دار آدمی ہین۔ انگریزی اور فرنچ بہت عمدہ
طرح سے بولتے ہین۔ اس کے علاوہ اُن کی لیاقت اور تجربہ اتنا وسیع ہے
کہ ان دقتون کو بخوبی سمجھ سکتے ہین جو اہل ایران کو ایک دستور نئی کھوسنے

قایم کرنے میں تہا ہنیں آئی ہین اور انھین لوگون کو ہموار کرنے مین ایک خاص ملکہ ہے اور اپنے ہموطنون کے نقائص اور اُن کی ضرورتون پر بہت قابلیت کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہین۔ مین نے اُن کی نسبت ایک عام رائے یہہ قایم کی کہ وہ ایک ذکی الطبع۔ وسیع المعلومات اعلی تعلیم یافتہ شخص ہین۔ مگر یہہ رائے اُن سے ابتدائی ملاقات کے بعد قایم ہوئی تھی لیکن بعد کو جب متواتر اُن سے ملنے اور بحث کرنیکا موقعہ آیا اور مین نے یہہ کوشش کی کہ ان کی مدد اور اُنکے ذریعہ سے بعض تجاویز اصلاح صیغہ مال جاری کرون تو اسوقت مین نے دیکھا کہ وہ بجاے مدد دینے اور سہولت پیدا کرنے کے دشواریان اور دقتین پیش کرنے کے بہت شایق تھے۔ اکثر اوقات اُنکی باتون سے مجھے یہہ محسوس ہوا کہ گویا مین ایک جان بلب طبیب سے گفتگو کر رہا ہون جو اپنے مرض کی آپ تشخیص کر رہا ہے۔ اس مین شک نہین ہے کہ اُن کی تشخیص قابل تعریف ہے مگر اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ تشخیص کنندہ چند روزہ مہمان ہے ایک دفعہ اُن سے دو گھنٹے تک ایک معاملہ مین گفتگو رہی اور آخر کار مین بیدل ہو کے وہان سے چلے آیا۔ مگر جو کچھ اُنھون نے بیان کیا تھا مین اسکی متعلق کوئی اعتراض نہ کر سکتا تھا۔ اُن کی باتین کچھ عجیب گومگو ہوتی تھین جو نہ تسلیم ہی کیجا سکتی تھین اور نہ اُن کی تردید ممکن تھی۔ مین نے اور بہت سے یوروپین اور ایرانیون سے بھی یہی سنا کہ ناصر الملک کے متعلق وہ میرے

ہم خیال ہین - غالباً سب سے بڑا نقص ناصر الملک مین یہہ تھا کہ انھین
ہمیشہ اس بات کا ڈر لگا تھا کہ مختلف خفیہ جماعتین طہران مین قایم ہین جن کی
وجہ سے اُن کی جان اور اُن کی خدمت خطرہ مین ہے - ایک دفعہ انھون نے
مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ دوسری دفعہ یورپ گئے ہین تو اُن کا ارادہ نہ تھا
کہ پھر واپس آئین گے - آزاد الملک کے نائب السلطنت مقرر ہونے سے پہلے
اُن سے کہا گیا تھا کہ نائب السلطنت کی خدمت کو قبول کرین مگر انھون نے
صاف انکار کر دیا تھا اور اب یہہ قصد کر لیا تھا کہ اس میدان مین قدم ہی نہ رکھینگے
اُسوقت ارکین مجلس نے باتفاق آرا انھین نائب السلطنت مقرر کرنا چاہا تھا
آزاد الملک کے انتقال کے بعد ستمبر ۱۹۱۰ء مین جب مجلس کیطرف سے پھر یہ
تجویز ہوئی کہ وہ نائب السلطنت مقرر ہون تو اسوقت مجلس کا اعتدال پسند
گروہ اس کے موافق تھا - مگر جمہوری پسند گروہ اسکا مخالف تھا - آخر الذکر گروہ
نے ایک اور شخص مستوفی الممالک کو اس خدمت کیلئے تجویز کیا تھا جو نہایت
نیکنام تھے اور اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے - مگر کچھ بحث کے بعد مجلس کے دونون
گروہ متفق ہو گئے - اور ناصر الملک نائب السلطنت مقرر ہوئے - ناصر الملک
اہل یورپ مین بہت جتنا مشہور تھے بالخصوص سر ایڈورڈ گرے انکی نہایت
قدر کرتے تھے جس کیوجہ سے یہہ خیال تھا کہ اُن کے نائب السلطنت ہونے
ایران کو فائدہ پہنچیگا اور یورپین سلطنتین ایران کو دوستانہ مدد دینگی - قبل

سکے کہ وہ طہران واپس آئین اُن کے پاس بعض گمنام خط پہنچے جن مین یہہ لکھا تھا کہ اگر واپس آوگے تو مارے جاوگے اس سے اُن کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اُنھون نے اپنی روانگی ملتوی کر دی اور اس پس و پیش مین تھے کہ ایران واپس جائین یا نہ جائین۔ آخرکار جب اُنھون نے لندن اور پیرس سے طہران کی راہ لی تو کئی مقامات سے مجلس کے نام بڑے بڑے تار بھیجے جن مین بعض شرائط پیش کیے اور یہہ لکھا کہ وہ شرائط منظور ہونے پر خدمت کا چارجہ لین گے منجملہ ان شرطون کے ایک خاص شرط یہہ تھی کہ مجلس اپنے تئین چند گروہون مین تقسیم کرے اور جس گروہ کو غلبہ حاصل ہو وہ کبنٹ مقرر کرے۔ اور یہہ کبنٹ اس وقت تک اُس گروہ کے ماتحت سمجھی جائے جب تک کہ اُسے غلبہ حاصل رہے اور اس کی تجویزات کی تعمیل کرے۔ اسمین شک نہین کہ اصولاً ناصر الملک کی یہہ تجویز درست تھی جس کو مجلس نے منظور بھی کر لیا۔ دستوری حکومت کیلیے اسطرح کی تجویز بہت ضروری تھی۔ لیکن اہل ایران عجیب طرح کے لوگ ہین اور چونکہ انھین دستوری حکومت کا بالکل تجربہ نہین۔ اس لیے جب اُن مین تفریق واقع ہوئی تو آپس مین سخت رقابت اور ذاتی خصومت پیدا ہوگئی۔ یہان تک کہ اعتدال پسند گروہ جمہوریت پسند گروہ کا دشمن ہوگیا۔

اس تفریق سے پہلے مجلس کے ارکین گو آپس مین اکثر مختلف الرائے تھے

مگر اپنے تئین ایک سمجھتے تھے اور فدائی یا وسطہ ہی حکومت کے طرفدار کہلاتے تھے - اور اُن کی ساری کوشش سچی حب الوطنی پر مبنی ہوتی تھی اور جو کوئی معاملہ پیش آتا تھا اس کے طے کرنے مین سب ایکدل ہو جاتے تھے - آپس مین بوجہ اختلاف رائے کوئی خصومت نہ ہوتی تھی - ایرانی پارلیمنٹ مین جو پھوٹ پڑی اس کے بانی ناصر الملک تھے - یہہ بات اُن کی نسبت اعتراضاً نہین کہی گئی بلکہ صرف ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے جو کچھ انہون نے کیا اس مین شک نہین کہ نیک نیتی سے کیا مگر اُن کو یہہ خیال کرنا چاہیے تھا کہ اُن کے ہموطن ابھی ایسے لائق اور واقف کار نہین ہین - اور اُن مین نقص اور کمزوریان موجود ہین - یہہ طرز عمل یعنی مجلس مین دو گروہ پیدا کر دینا گورنمنٹ کیلئے عملاً مفید ہوگا یا مضر - مین نے بارہا انھین مجلس کی رقابت اور سخت مخاصمت کی نسبت شکایت کرتے سنا اور وہ یہہ کہتے تھے کہ انھین وجوہ سے ملک مین ترقی نہین ہونے پاتی - افسوس یہہ ہے کہ خود انھون نے اس نفاق کا بیج بویا مگر یہہ بات اُن کی سمجھ مین نہ آتی تھی -

جب وہ یورپ سے طہران روانہ ہوئے اور قزوین تک پہنچے تھے کہ انھین اس بات کا ایسا سخت گمان پیدا ہوا کہ وہ عنقریب کسی پولیٹکل قاتل کے ہاتھ سے مارے جائینگے - چنانچہ جب وہ راہ مین تھوڑی دیر آرام کرنے کیلئے ایک ڈاک بنگلہ مین اُترے تو ایک بڑے ماسر پستول کو زور

ہاتھ میں دبائے رہے حالانکہ انھیں اس کا چلانا بھی نہ آتا تھا۔

اپنی خدمت کا جائزہ لینے کے بعد انھوں نے مجلس کو بہت سے پیغامات بھیجے جن میں اکثر عمدہ تھے اور جن سے اُن کی قابلیت ٹپکتی تھی مثلاً انھوں نے یہہ کہلا بھیجا کہ نائب السلطنت کے اختیارات بالکل برائے نام کرنے میں کوئی دانشمندی نہیں ہے تاہم دستوری حکومت نے جو اختیارات اُن کے لیے معین کیے ہیں اُن پر وہ پابند رہیں گے اور مزید اختیارات حاصل کرنے کی کوشش نہ کرینگے۔ چنانچہ جب تک وہ نائب السلطنت رہے انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اگر کوئی اور زبردست یا شہرت پسند آدمی ہوتا اور اُسے ایسی وقعت حاصل ہوتی یا یورپ میں اتنا اثر ہوتا جیسے کہ ناصر الملک کے تھے تو نہ معلوم وہ کیا کرتا۔ میرا تو یہہ خیال ہے کہ وہ بآسانی ملک کا اصلی حاکم بنجاتا مجھے طہران آئے تھوڑا زمانہ ہوا تھا کہ ایکدن نائب السلطنت نے یہہ کہا کہ وہ یہاں نہیں رہ سکتے۔ اُن کے دشمن ایسی سخت مخالفت کر رہے ہیں کہ انھیں کچھ کرنے ہی نہیں دیتے لہذا اُن کا ٹھہرنا بیکار ہے۔ مناسب یہہ ہوگا کہ انھیں یورپ جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ دول یورپ کے سامنے ایران کا مسئلہ پیش کریں۔ مگر عام رائے یہہ تھی کہ اُن کا جانا مناسب نہیں ہے۔ اُن کے چلے جانے سے موجودہ حالت پر بہت ہی بُرا اثر پڑیگا۔ گو وہ میری روانگی تک طہران میں موجود تھے مگر اس آٹھ مہینے کے عرصہ میں ہمیشہ

یورپ جانیکا تقاضہ کرتے رہے بعض دفعہ توان کا اصرار ایسا سخت ہوتا تھا کہ
قابل افسوس اور مضحک واقعات پیش آتے تھے۔ مثلاً کبھی وہ بہت سے
ممبران مجلس کو اپنے مکان پر بلاتے تھے اور ان سے کئی گھنٹہ تک بحث
کرکے کہ ان لوگون کی نااہلی کیوجہ سے ایران کے سارے معاملات ابتر ہو رہے
ہین۔ وفعتاً ان سے اپنا ارادہ یہہ ظاہر کیتے تھے کہ یورپ چلے جائینگے۔

آخر ماہ ستمبر مین قبل اس کے کہ رحیم خان اور بختیاریون کی فوج پرنس
سالارالدولہ کو شکست دے۔ نائب السلطنت نے ایکدن بہت سے ممبران
مجلس جن مین زیادہ تر جمہوریت پسند لوگ تھے اپنے مکان "چہل حوض" پر بلا
یہہ مکان طہران کے باہر واقع تھا اور اُن کا ایک بہارستانی تفرج گاہ تھا
اول انھون نے ایک لمبی تقریر کی جیسے کہ عموماً کسی ناٹک مین اسٹیج پر
کیجاتی ہے۔ بعد ازان اپنا سینہ برھنہ کرکے یہہ کہنے لگے کہ آپ لوگ مجھے
کیون نہین مار ڈالتے۔ اگر آپ نہین مارینگے تو مین خود اپنے تئین ہلاک
کرونگا یہہ کہکر دوسرے کمرہ کی طرف پستول لانے کو بھاگے مگر لوگون نے
انھین پکڑ لیا اور اس وقت تک مضبوط پکڑے رہے جب تک کہ انکے
حواس کو سکون نہ ہو لیا۔ اسی مہینہ مین ایکدفعہ پھر انھون نے چند ممبران
مجلس کو اپنے مکان گلستان پر جو طہران مین واقع ہے۔ دس بجے رات کو
بلایا اور روسی اخبار اسکی سلوو کا ایک مضمون پڑھ کے سخت مشتعل ہوئے

شروع کی. اس مضمون مین اُن پر نکتہ چینی کیگئی تھی۔ کہنے لگے کہ جمہوریت پسند لوگون نے اُن پر بُہتان لگائے ہین۔ اتفاق سے پرنس سلیمان مرزا کہ جو رکن کبین جمہوریت پسند وہان موجود تھے اُنھون نے اپنی جیب سے ایک اخبار نکال کے دکھایا کہ نائب السلطنت کی نسبت جمہوریت پسند لوگون کے جو خیالات ہین وہ اس مین درج ہین۔ اُنھون نے کہا کہ یہہ کافی نہین ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ روسی اخبار کے مضمون کی باضابطہ تردید کرین۔ سلیمان میرزا نے جواب دیا کہ یہہ تو مین کبھی نہ کرونگا اس لیے کہ ہم لوگون کا یہہ کام نہین ہے کہ غیر ملک کے اخبارونکی تردید کرتے پھرین۔ اس پر نائب السلطنت اپنی جگہ پر اُچھلے اور چلاکے سینہ پیٹ کے رو رو کے یہہ کہنے لگے کہ آپ لوگ مجھے مارڈالنا چاہتے ہین پھر کیون نہین مارڈالتے۔ مین آج ہی شب کو چلا جاؤنگا۔ غرض کہ دو گھنٹہ تک اسی قسم کی بے لطف گفتگو رہی جسکو باہر سب نوکر اور پہرے والے بھی سُنا کیئے تب نائب السلطنت نے اپنے منشی کو بُلاکر اس سے اپنا استعفا لکھوایا اور آخر مین یہہ لکھا کہ "مین اس لیے استعفا دیتا ہون کہ جمہوریت پسند لوگ میرے خلاف ہین۔ اور مجھ سے نفرت کرتے ہین" اس کے بعد اُنھون نے کہا کہ آپ لوگ اسپر دستخط کرین اور اس بات کے ضامن ہون کہ مجھے صحیح سلامت ملک کے باہر کردینگے۔ جب ارکین مجلس اور بعض وزرا نے جو وہان موجود تھے دستخط کرنے سے انکار کیا تو نائب السلطنت وہان سے اُٹھ کے بھاگے

اور اپنے کوچوان کو پکارنا شروع کیا مگر یہہ لوگ انھیں پکڑکے گھسیٹ لائے
غرضکہ تین ہپتے تک یہی لغویت ہوتی رہی۔

میری رائے مین ناصر الملک کا انتخاب نائب السلطنت کی خدمت کے
لیے بالکل ناموزون تھا۔ اہل ایران کی حالت اس امر کی مقتضی تھی کہ ایک
بہت ہی زبردست اور قوی الرائے شخص اُن پر حاکم ہوتا۔ نائب السلطنت
کو کیسے ہی لایق ہون مگر بہت کمزور آدمی تھے۔ بعض معاملات مین تو اُن سے
انصاف بھی نہ ہوسکتا تھا۔ وہ خود ستائی کے عادی تھے اور ہر معاملہ مین انھین
پہلے اپنی شان اور ذاتی رتبہ کا بہت خیال رہتا تھا مجلس اور وزرا کی نسبت
ہمیشہ اُن کا یہہ اعتراض رہا کہ وہ لوگ انھین پالٹکس مین پھنسانا چاہتے ہین
نائب السلطنت کا درجہ مثل شاہ انگلستان کے نہایت محترم ہونا چاہیئے اور ہر
شخص اُن کی عزت کرے اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ انھین ہمیشہ اپنی برتری اور ذاتیات
کی فکر رہی اور جو دشوار کام اُن کے تفویض کیا گیا تھا اس کی کچھ پروانہ کی۔

ایران مین جتنے دن مین رہا اکثر وزرائے کیبنٹ اور دوسرے اعلی
عہدہ دارون سے سابقہ پڑا۔ باستثنا چند لوگون کے اور سب کو مین نے
نا اہل پایا۔ اس مین شک نہین کہ ان مین اکثر تعلیم یافتہ اور لائق لوگ تھے
مگر جو کام اُن کے تعلق تھا اس کی اہلیت نہ رکھتے تھے اور یہہ نہ جانتے تھے کہ
اپنے ملک کی خدمت کس طرح کرنا چاہیئے۔ یہہ سچ ہے کہ اگر اس اصول کی

پابندی کیجاسکے تو دوسرے ممالک میں بھی بہت سے عہدہ دار نا قابل ثابت ہون گے مگر ان لوگون مین خود غرضی ذاتی منفعت اور گورنمنٹ کو نقصان پہونچاکے روپیہ حاصل کرنیکی خواہش بہت بڑھی ہوئی تھی - یہہ لوگ عموماً طبقۂ امرا سے منتخب ہوتے تھے اور اس مین شک نہین کہ ایران کا طبقۂ امرا بہت ہی ذلیل اور نالائق تھا - یہہ لوگ یا تو ملک کی اصلاح کو پسند ہی نہ کرتے تھے یا اُن مین قابلیت نہ تھی اس لیے کہ جب کبھی کسی انتظامی اصلاح سے اُن کو یا اُن کے دوستون کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا تھا اُسکی مخالفت کرتے تھے -

اراکین مجلس بالکل دوسرے قسم کے لوگ تھے اُن مین کچھ طبقۂ اُمرا یا دولتمند زمینداروں کا جزو بھی شامل تھا مگر عموماً یہہ لوگ طبقۂ متوسطین سے تھے اُن مین اکثر قانون دان یا ڈاکٹر تھے اور بعض منشی یا دفاتر کی چھوٹی خدمتون پر رہچکے تھے - بہت سے اراکین مجتہد یا مُلا تھے - خیر کچھ ہو وہ سب کے سب یہہ سمجھتے تھے کہ رعایا نے اُنھین منتخب کیا ہے کسی حکومت کے اختیار سے وہ نہین مقرر ہوئے ہین - پس اُن کا فرض ہے کہ اپنے ہموطنون کے حقوق کی حفاظت کرین بلکہ اُن مین اکثر کا یہہ اعتقاد تھا کہ وہ اہل ایران کے قائم مقام ہین اور دستوری حکومت کیلئے لڑنا اُن کا فرض عین ہے - اس مجلس کی نسبت مختلف رائین ہوچکی ہیں اور ہوتی رہین گی - برطانیہ اور روس کا تو یہہ

بیان ہے کہ ایک نالائق اور ناواقف لوگون کا مجمع تھا۔ اور اُن کا یہہ کہنا اپنے اغراض کے لحاظ سے حق بجانب ہے اس لیے کہ اُن کے سفرا جو طہران مین متعین تھے۔ انھین اس بات کا خوب تجربہ ہو گیا کہ اس مجلس کو جو اشخاص وکلائے ملک سے مرکب تھی۔ کوئی حکم یا دھکی دینا ایسا آسان نہین جیسا کہ شاہان سابق کے کسی درباری رفیق کے کان مین چپکے سے ایک بات کہنا

مین سمجھتا ہون کہ دنیا کی تاریخ مین کہین ایسی مثال نہ ملیگی کہ جو لوگ صدیون سے بادشاہی حکومت کے عادی ہون۔ دفعتًا ایک دستوری حکومت کے اہل ہو جائین اور اس کے چلانے مین اعلیٰ درجہ کی پولیٹکل عقلمندی اور قانونی قابلیت ظاہر کرین۔ یہہ چیز کسی کے سمجھ مین نہین آسکتی اور کوئی سمجھدار آدمی اس کو مشکل سے تسلیم کریگا۔ جس تاریخ سے پارلیمنٹ قایم ہوئی اسکے ممبرون کو پہلے محض اپنے وجود ہی کیلیئے لڑنا پڑا۔ محمد علیشاہ کے مقابلہ مین جسکی کمک پر دو بڑی سلطنتین تھین اُن بیچارون کی کیا ہستی اور کیا بساط تھی۔ بالآخر نتیجہ یہہ ہوا کہ کرنل لیاخوف اور اُس کے قزاقون نے توپون سے اُس مکان ہی کو اُڑا دیا جہان پارلیمنٹ ہوتی تھی اُن بیچارون کو ملک کی اصلاح یا انتظام کا موقعہ ہی نہ ملا اور نہ انھین اس بات کی کوئی اُمید رہی کہ جو کچھ وہ تجویز کرینگے اُسکی تعمیل کیجائیگی۔

دوسری پارلیمنٹ جس کے کل ممبرون سے مین واقف تھا اگر اُس کا

مقابلہ برطانیہ کی پارلیمنٹ یا امریکہ کے کانگریس سے کیا جائے تو بیشک اُنکے
مقابلہ مین یہہ کچھ نہ تھی مگر یہہ بات بہت تعجب خیز ہوگی اگر ایک بالکل ناواقف
اور ناتجربہ کار گورنمنٹ ایک ایسے ملک مین جہان صدیون سے بدنظمی اور ابتری
پھیلی ہو ابتدا ہی سے اپنے ملک کا انتظام ایسی خوبی کیساتھ کرنے لگے جیسے کہ
دوسری سلطنتین صدہا برس کے تجربہ کے بعد انجام دے رہی ہین ان لوگونکو
دستوری حکومت کی باریکیون سے جو ناواقفیت تھی ہمین اُس کیلئے کچھ رعایت
کرنی چاہیئے - اصل سوال یہہ ہے کہ آیا یہ مجلس اہل ایران کے جدید خیالات کی موید
تھی یا نہین اسکو ممبر تو عموماً معمولی لیاقت سے بہت زیادہ قابلیت رکھتے تھے بلکہ بعض نے تو ایسی دلیری انسان
اور غیر معمولی قابلیت دکھائی کہ مین متحیر ہو گیا سب کو اسبات کا یقین تہا کہ ان کے ملک کی
نجات ان کی کوششون پر موقوف ہے - اگر دستوری حکومت ایک مضبوط اور مستقل
بنیاد پر قایم ہو جائے گی تو اس کے ذریعہ سے وہ ملک مین امن پھیلا سکین گے
اور ملک ترقی کر سکیگا - اس کے علاوہ اغیارون کے ہاتھ جو ان کا ملک
بک رہا ہے وہ بچ جائیگا اور آیندہ روس یا انگلستان کی پولیٹیکل دست اندازی
موقوف رہیگی - دوسری مجلس کے کل اراکین با استثناے چند اس ارادہ
مین بدل وجان مصروف تھے جو کوئی تجویز ملک کی بہبودی کیلئے انکے سامنے
پیش ہوئی اُسے اُنھون نے بڑے جوش کے ساتھ منظور کیا - وہ بیچارے
مالی معاملات سے زیادہ واقف نہ تھے اس لیے اُنھون نے اس نقص کو

سمجھا اور وہ کسی غیر ملکی مشیر پر پورا بھروسہ کرنے کیلئے آمادہ وتیار تھے بشرطیکہ
وہ پولیٹکل سازشون اور رشوت ستانیون کا معقول انسداد کر سکتا اور اہل
ایران کی بہبودی چاہتا۔

صحیح طور پر ہم کسی پارلیمنٹ کو نااہل نہین کہہ سکتے جبکہ ساری قوم اُسکی
طرفدار ہو اور اُس کے ممبر اپنے اختیارات کو پہچانتے ہون اور اپنے ملک
کی وقعت اور شاہی حقوق کے تحفظ کیلئے اپنی جانین تک دینے کو آمادہ ہون

تمام افسر اور عہدہ داران کیبنٹ کی کوششین ترقی معکوس کیطرف تھین اور
کل ایرانی عہدہ دار رشوت ستانی کے عادی تھے ان سب پر اگر کسی کا ڈر یا
دباؤ تھا تو وہ یہی مجلس تھی۔ جب تک یہہ مجلس باقی رہی لوگ ڈرتے رہے کہ اگر
کوئی بے اعتدالی ظاہر ہوگئی تو مجلس مین رعایا کیطرف سے فریاد کیجائیگی مجلس
ایک راست اور ترقی پذیر انتظام کی طرفدار تھی۔ جسدن یہہ مجلس غیر سلطنتون کے
اغماض سے برخاست کیگئی اُسروز سے ایران مین دستوری حکومت کی اُمید
بالکل منقطع ہوگئی۔ جس طریقہ سے یہہ مجلس برخاست کی گئی اہل ایران کبھی اسکو
جائز تسلیم نہ کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مجلس کیساتھ اُن کی آزادی اُنکے
حقوق۔ اُن کی قومیت اور اُن کے ملک کی آیندہ خودمختاری وابستہ ہے۔

جب تک مجلس قائم تھی۔ کل معاملات بہت جلد طے ہوتے تھے البتہ
بعض موقعون پر طرفداری کی بُو آجاتی تھی۔ مگر اس عیب سے بڑی بھاری قایم

مجلسین بھی خالی نہین۔

پولیٹکل معنونین گو یہہ مجلس کل رعایا کی قایم مقام نہ سمجھی جاسے اس لیے کہ اندازاً بہت تھوڑے لوگون نے اسکے ممبرون کے انتخاب مین حصہ لیا تھا مگر اس مین شک نہین کہ ایرانیون کی یہہ صحیح قایم مقام تھی۔ اور مثل اس کے کوئی اور جماعت اس ملک مین نہین قایم ہوئی اول تو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ دستوری حکومت کو انتخاب کے معاملہ مین کیسی دشواریان حائل تھین اسکے وجود کو جائز تسلیم کرنیکے لیئے صرف یہہ کافی تھا کہ ایرانیون کا ایک گروہ کثیر وفاداری کے ساتھ اسکا طرفدار تھا۔ گورنمنٹ روس اور دولت برطانیہ بار بار اپنے سفرا کو جو طہران مین تعینات تھے یہہ ہدایت کرتی تھین کہ یہہ اجارہ حاصل کر دیا وہ اجارہ روک دو مگر انھین یہہ خبر نہ تھی کہ وہ دن گئے جب بارہ ملین بندگان خدا کی جانین اور اُن کے حقوق ایک ایسے ظالم کے ہاتھ مین تھے جو آسانی سے ڈرایا جاسکتا تھا یا جو خود مجھوٹی رشوت لے سکتا تھا جب لوگون نے یہہ پارلیمنٹ قایم کی اور ریل۔ معدن اور دوسرے اجارے دینے کا اختیار پارلیمنٹ کے ہاتھ مین آیا تو ان سلطنتون کو وہ پرانی سہولت اپنے حسب دلخواہ کام نکال لینے کی مفقود ہوگئی یا دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہیئے کہ ان دو سلطنتون کے خفیہ اغراض پورے ہونے مین یہہ مجلس سدراہ تھی اور اس لیے دونون سلطنتین بار بار یہہ شور مچاتی تھین کہ ایران مین اُن کے حقوق خطرہ مین آگئے ہین۔

اب رہے اہل ایران۔ اُن کی نسبت کوئی عام رائے دینا دشوار ہے۔
ایران مین زراعت پیشہ کسان اور دوسرے قبائل کثرت سے آباد ہین اور
یہہ سب شدت سے جاہل ہین۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہزارہا ایرانی یورپین
تعلیم پاچکے ہین یا تعلیم کے بعد دنیا کی سیاحت کرچکے ہین ایرانی عموماً نہایت خلیق
مہربان اور متواضع ہوتے ہین۔ غیر ملک والون کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے ہین
دولتمند لوگون مین فرنچ اور کچھ کچھ انگریزی بھی بولی جاتی ہے۔ ان لوگون مین
بعض نے بتائید عوام اس بات کا بھی ثبوت دیا ہے کہ اُن مین مغربی تہذیب
اور خیالات اختراع کرنے کی قابلیت ہے ان لوگون نے باوجود ایسی دشواریون کے
بادشاہت کو جمہوریت سے بدل دیا اور مساوات کی یہہ نوبت پہنچائی کہ کوئی
شخص جو قابلیت رکھتا ہو۔ اعلی سے اعلی خدمت پانے کا مستحق بن گیا۔ بحیثیت
ایک قوم کے ایرانیون نے گذشتہ پانچ برس مین تعلیم حاصل کرنیکی ایسی خواہش ظاہر
کی جسکی مثال نہین مل سکتی۔ دستوری حکومت کے زمانہ مین صدہا مدرسے قائم
ہوئے اور راتون رات حیرت انگیز اخبار جاری ہوگئے اور نڈر نامہ نگار پیدا
ہوگئے جو ہر قسم کی بے انصافی اور ظلم پر خواہ وہ اندرونی ہو یا بیرونی جرات کے
ساتھ قلم فرسائی کرنے لگے۔ ایرانی یہہ چاہتے تھے کہ یورپ کے تمدنی۔ مذہبی اور
کاروباری اصول کلیتاً اختیار کرلین۔ اور ترقی یافتہ قومون کے مثل ہوجائین
اُن مین ایشیائی بیچینی کا وہ جوش اُبل رہا تھا جو اب ہندوستان مین بھی پھیلا ہوا ہے

اور جو ٹرکی میں نوجوان ترکوں کو وجود میں لایا اور جس کی وجہ سے ابھی حال
میں چین میں دستوری حکومت کی بنا پڑی ہے۔ مشرق اب بیدار ہو گیا ہے
بیچارہ ایران خواب غفلت سے بیدار تو ہوا مگر بہت دیر میں۔ اس لئے وحشی
تک پہنچنے میں ہاتھ پاؤں مارے ہے۔ مگر ایک ایسی سلطنت نے اُسے بہت جلد
دبا دیا جسکی قوت کا دارومدار تاریکی پر ہے۔

دسواں باب

سنہ ۱۹۱۱ء میں یورپ کا میدان سیاست۔ برطانیہ اور روس کی کشمکش
عملیاں۔ معاہدہ پوٹسڈیم اور روس و جرمنی کے درمیان ایک خفیہ
سمجھوتہ۔ فوجی اغراض کیلئے ایران ہضم کرنیکا خیال۔ صدر المہام خزانہ
پر سر ایڈورڈ گرے کے اعتراضات۔ معاہدہ روس و انگلستان

ز تعظیم تواضع ماست خصم ایمن شود تا
کہ خم کردن صبا و آفت ماست مرغانرا

جسطرح شتر مرغ دشمن کے تعاقب سے بچنے کیلئے اپنی گردن ریت
میں چھپا دیتا ہے۔ اسیطرح مجلس بھی سمجھتا ہو گی کہ زور سے ایران میں اسکی بنیاد
پامال ہو چکی ہو رہا ہے۔ غالباً روس و برطانیہ نے یہ خیال کیا ہے کہ ظاہرا میں

کسی بادشاہ کو کاٹھ کا پتلہ بنا کر رکھنا مناسب ہے اس مین مصلحت یہہ ہے کہ دنیا کے اعتراض سے بچین گے کہ اس بدبخت ملک مین کیا ہو رہا ہے -

چنانچہ ایک صاحب نے طہران سے اخبار ہیرالیٹ مورخہ ۱۴ - مارچ ۱۹۱۲ء مین ایک مضمون لکھا ہے جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے -

"گورنمنٹ ایران بلا وجود برائے نام قایم رکھنے سے ان سلطنتون کا یہہ مقصد ہے کہ ہر طرح کی ذمہ داری سے بچین اور اس کے ساتھ ہی اپنے اغراض حاطرخواہ پورے کرین -

میری رائے مین یہہ دونون سلطنتین جن سے مراد برطانیہ اور روس ہی بجائے خود کچھ ہی سمجھی ہون لیکن اب دنیا اپنے ہتکنڈون سے خوب واقف ہوگئی ہے - اسطرح کی فریب دہی سے واقعات کا بطلان نہین ہوسکتا - کاغذی گھوڑے دوڑا کے دنیا کی آنکھ مین خاک جھونکنا اور بین الاقوامی قزاقی کو غلط ثابت کرنا کوئی ذی فہم تسلیم نہ کریگا -

اصل یہہ ہے کہ روس اور برطانیہ اس معاملہ مین قرن وسطی کی چال چل رہے ہین - کوئی ایسا بیوقوف نہین ہے جو اس چال کو سمجھ نہ سکے یہان تک کہ خود ان کے ایرانی اور یہودی چیلے جو اب گورنمنٹ ایران کے رکن رکین ہین اور روس سے رشوتین لیکر اُس کے حکم کی تعمیل کرتے ہین وہ بھی اس بات کو خوب سمجھتے ہین -

بلکہ میرے خیال مین اہل برطانیہ بھی اس سے ناواقف نہین اس لیے کہ اب اہل انگلستان سر ایڈورڈ گرے کی پراسرار سنجیدگی سے تھک گئے ہین۔ جب کبھی اُن سے پارلیمنٹ مین یہہ سوال کیا جاتا ہے کہ ایران مین روس کا طرزعمل یا برٹش پالیسی کیا ہے تو وہ صاف صاف اسکا جواب نہین دیتے اور گذشتہ پانچ سال مین جب کبھی اُن سے پوچھا گیا تو یہی جواب دیا کہ حالت نازک ہے۔ یا مراسلت جاری ہے۔ اب دیکھنا یہہ ہے کہ اہل برطانیہ کب تک اس طرزعمل کو گوارا کرتے ہین اور خاموش رہتے ہین۔ اگر بعض اندرونی معاملات موجودہ لبرل گورمنٹ کو پیش نہ ہوتے تو اس مسئلہ کا اب تک تصفیہ ہوچکا تھا۔ ان دو سال مین سر ایڈورڈ گرے نے بحیثیت فارن سکریٹری جو طرزعمل اختیار کیا اور انھین سیاسی معاملات مین جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے تو ایک دلچسپ نتیجہ نکلتا ہے۔ بہرحال کیون جانیئے خود لبرل گروہ سے اسکے متعلق پوچھ لیجیے۔

گذشتہ موسم گرما مین روس نے ایران کی قسمت کا قطعی فیصلہ کردیا جن یوروپین پیچیدگیون کا عرصہ سے احتمال تھا۔ آخر وہ سامنے آہی گئین۔ اور روس شمال کو ایشیا مین آزادی کے ساتھ ہاتھ بڑھانے کا پورا موقعہ ملا۔ آخر کس چیز نے یورپ کے باہمی تعلقات ایسے نازک کردیے کہ بیچارے ایشیا کا خیال ہی نہ رہا۔ یہہ سوال امیر البحر سے پوچھنا چاہیئے جو ماہ ستمبر مین ایکدن

صبح کو جرمنی جنگی جہازون کا بیڑہ ساحل اسکاٹلینڈ کے قریب سے لیجا رہے
تھے۔ اور ایک انگریزی جہاز نے محض اتفاق سے اُنھین دیکھ لیا۔ امیرالبحر
مارکورا اپنے جہازون کو لڑائی کی ترتیب سے لیجا رہے تھے۔ سرانوسالی کیلئے
جاسوسی جہاز آگے آگے تھے۔ اور تارپیڈو کی تباہ کن کشتیان سمندر کے اس حصہ
سے گذر رہی تھین جو برطانیہ کا علاقہ تھا۔

یا یہہ سوال اُن دو اعلیٰ انگریز بحری افسرون سے پوچھنا چاہئیے جو اس بات پر
اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیئے گئے کہ اُنھین چند گھنٹہ تک جرمنی بیڑہ کا پتہ ہی نہ لگا
یا زار روس سے یہہ دریافت کرنا چاہئیے کہ آیا اُنھون نے بمقام پوٹسڈم یہ وعدہ
نہین کیا کہ اگر جرمنی اور انگلستان مین لڑائی کی نوبت آئی تو معاہدۂ روس و انگلستان
کی پابندی روس کو جرمنی کے خلاف کسیطرح پر عمل کرنے کی باعث نہ ہوگی۔

اِن سوالون کا جواب اگر صحیح صحیح دیا جائے تو مطلب بخوبی سمجھ مین آجائیگا
کہ روس نے گذشتہ موسم خزان مین ایران پر کیون دفعتاً چھاپہ مارا اُس کا پیش
کردہ عذر کہ روسی عہدہ داران سفارت کی ہتک کی گئی تھی اور چونکہ ایران کے
صدر المہام خزانہ نے ایک برٹش رعایا کو تبریز مین ٹیکس کلکٹر مقرر کیا تھا اسوجہ سے
اُس نے ایران مین پیشقدمی کی یا بیرحمی کا سلوک کیا محض ایک ڈھکوسلا ہے
جب سے محمد علی تخت سے اُتار گیا۔ کارکنان روس سے دستوری حکومت اور
ایران کی خودمختاری سٹانے مین جو جو مظالم اور زیادتیان کی ہین۔ اگر وہ سب

لکھی جائین تو ان واقعات کے لیئے کئی جلدین بھی کافی نہ ہونگی۔ ایسی حالت مین روس کا یہہ عذر بالکل لچر اور پوچ ہے۔

کوئی مجھے بتائے کہ کسی قوم کو یہہ حق کب سے حاصل ہوا ہے کہ اگر کسی گورنمنٹ کے ایک افسر سے کوئی غلطی لاعلمی سے سرزد ہوجائے تو اٹھارہ ہزار فوج اُس ملک مین اس لیئے بھیجی جائے کہ وہان کے امن پسند بیگناہ لوگونکا اسطرح قتل عام کرے کہ اکثرون کو گولی سے اُڑا دے بہتون کو پھانسی دیدے اور صدہا بندگان خدا پر سخت مصیبت ڈھائے اور وہان کی مقررہ گورنمنٹ کو بالکل پامال کر ڈالے اور لطف یہہ کہ ایران کی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہمسایہ دوست ہے کیا ہیگ ٹریبیونل جو اعلیحضرت زار روس کی کوششون سے قایم ہوئی تھی۔ اس بات کا جواب دیسکتی ہے کہ جو کچھ روس نے ایران مین کیا وہ انصاف و انسانیت اور قانون بین الاقوام کے مطابق تھا۔ اور کیا کوئی باوقار قوم روس جیسی گورنمنٹ کیساتھ کوئی معاہدہ کر سکتی ہے یا اُس کے ہاتھ سے کسی جلسۂ امن و مصالحت مین شریک ہوسکتی ہے۔؟

یہہ ساری خرابی اسوجہ سے ہے کہ گذشتہ پانچ سال مین کوئی ایسا مدبر انگلستان مین نہ ہوا جو مسایل دول خارجہ کو عمدگی سے سمجھاتا۔ سر ایڈورڈ گرے ایک عالی خاندان خوش خلق اور عمدہ تعلیم یافتہ شخص ہین اور اگر سوئٹزرلینڈ یا بلجیم کے سفیر کبیر مقرر کیئے جاتے تو بہت موزون تھے۔ دولت برطانیہ ایک ایسی وسیع

سلطنت ہے جس کے معاملات محض یورپ تک محدود نہیں ہیں جنہیں مسٹر ایڈورڈ گرے سے بزرگ سمجھ سکیں - ان حضرت نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اور ان کی ساری عمر کی تصنیف صرف یہہ ہے کہ آپ نے مچھلی کے شکار پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے - سلطنت برطانیہ کا بہت بڑا حصہ تو ایشیا مین واقع ہے - مگر سر ایڈورڈ گرے کے طرفدار ان پر یہہ الزام نہیں لگاتے کہ وہ مشرقی حالت سے ناواقف ہین -

جب لارڈ لینسڈون نے ۱۹۰۴ع مین انگلو فرینچ اتحاد کی بناڈالی برطانیہ کی فارن پالیسی بالکل بدلگئی - لارڈ لینسڈون کی یہہ راے تھی کہ انگلستان کو یورپ کے سیاستی امور مین سب سے علیحدہ رہنا نہ چاہئیے - شاید اسکا سبب یہہ ہو کہ جرمنی نے جنگی جہازون کا ایک بیڑہ بنوانا شروع کیا تھا -

جب موجودہ لبرل گورنمنٹ انگلستان مین با اختیار ہوئی تو اُسے بہت ہی پیچیدہ سیاستی معاملات کا سامنا کرنا پڑا - یہہ معاملات یورپ اور ایشیا دونون جگہ پیش آئے - جنگ روس و جاپان نے روس کو بہت کمزور کردیا تھا - اُسے روپیہ کی ضرورت تھی کہ اپنی بحری طاقت کو پھر درست کرے ملک مین صنعتون کو ترقی دے اور ریلین بنائے - فرانس نے آگے بڑھنے مین ذرا تاخیر کی - شب ایک نازک و نازک تدبیر پیدا ہوا - جسکی یہہ راے تھی کہ روس کو قوت دینا انگلستان کیلئے مفید ہے لہذا لنڈن کا سرمایہ سینٹ پٹرس برگ بھیجا

بھر دیا جائے۔ یہہ کیون؟ محض اس لیے کہ جرمنی کی طاقت بڑھ رہی تھی۔ اور اینگلو فرنچ اتحاد جرمنی کی مدافعت کیلئے کافی نہ سمجھا جاتا تھا شکست یافتہ روس کی قوت کو درست کرنا اور پھر اُس کیساتھہ پیمان اتحاد باندھنا تاکہ اگر جرمنی سے لڑائی کی ٹھنی تو وہ شمال مین انگلستان کی ویسی ہی مدد کرے جیسے کہ فرانس نے جنوب مین مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ بعض لوگون نے اس تجویز کی نسبت یہہ رائے دی کہ جرمنی کے اطراف جال پھیلایا جا رہا ہے۔ بلکہ خود جرمن بھی ایسا ہی سمجھنے لگے۔

اس منصوبہ کو عمل مین لانے کیلئے کسی عذر کی کمی نہ تھی۔ ایشیا مین روس و انگلستان کے معاملات تصفیہ طلب تھے بس یہی عذر کافی تھا۔ ستمبر ۱۹۰۷ء مین معاہدہ روس و انگلستان شایع ہوا اور سر ایڈورڈ گرے کو یہہ امید تھی کہ اپنے نام آوری قائم کرین گے اور لارڈ لینسڈون کے ایک لائق جانشین ثابت ہون گے۔ حسب دستور اس بات سے انکار کیا گیا کہ اُس معاہدہ مین کوئی خفیہ شرائط بھی رکھے گئے ہین۔ ممکن ہے کہ نہ ہون۔

کیا اس معاہدہ سے ایشیا کے اُس حصّہ مین روس اور انگلستان کا باہمی تصفیہ ہو گیا ہے۔ مین نہین سمجھتا کہ اس سمجھوتہ کو زیادہ بقا ہے۔

جس وقت اس اتحاد ثلاثہ کی بنا پڑ رہی تھی جرمنی خواب خرگوش مین نہ تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلستان کی اس عجیب کارروائی کا اُس سے خاص تعلق ہے

جرمنی نے ایشیائیک ٹرکی مین زیادہ دلچسپی لینا شروع کردیا۔ اول تو کئی سال سے
ایک بڑا استعداد اور ہوشیار جرمن مدبر بیرن مارشل وان بیبرشٹین قسطنطنیہ مین
موجود تھا۔ اس نے جرمنی کیلئے بغداد ریلوے کا اجارہ حاصل کرلیا بلکہ عجب نہین
کہ کسیوقت دنیا یہہ بھی سُن لیگی کہ یہی حضرت ڈارڈونیلیز کی موجودہ حالت کو بدلنے
کے باعث ہوئے۔ اڈمیرل چیسٹر اور ان کے شرکا جو ٹرکی مین ایک امریکن ریل
بنانیکے لیئے اجارہ چاہتے تھے غالبًا وان بیبرسٹن سے دو دو ہو سکے۔ چند
سال پہلے قسطنطنیہ مین برطانیہ کا زور سب سے بڑھا ہوا تھا۔ مگر اب اس کی
کوئی پرواہ نہین کرتا اور جرمنی کا زور کل ممالک عثمانیہ مین پھیل گیا ہے ترکونکو
اس بات کا یقین ہے کہ جرمنی نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ مرض زوال مین مبتلا ہے
جرمنی نے ابھی شرق اوسط مین اپنی کارروائیان شروع ہی کی تھین کہ ۱۹۱۰ع
کے موسم خزان مین زار سے پوٹسڈیم مین ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات سے معاہدہ
پوٹسڈیم کی بنا پڑی جو بظاہر ایک بالکل معمولی بے ضرر دستاویز تھی جیسا کہ اسکے
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کیا اس دستاویز کے پردے مین کوئی راز بھی
چھپے ہوئے تھے۔؟ نہین! اس لیے کہ ہمکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ روس
اور گورنمنٹ جرمن کے فارن آفسون نے اسکے متعلق صاف صاف اعلان
کردیا۔ چنانچہ سر ایڈورڈ گرے نے بھی پارلیمنٹ برطانیہ کو اطلاع دیدی۔ مگر
شروع سے اس دستاویز کے مطلب کے متعلق بہت کچھ کہا جاتا تھا کہ یہ ایک

پوشیدہ راز ہے۔ بلکہ لوگون کا یہہ خیال تھا کہ اُس کا وجود قبل از وقت ظاہر ہوگیا۔

۱۴ - جنوری سنہ ۱۹۱۰ع کو بیرن مارشل وان بیبرسٹین نے ٹرکش گورنمنٹ سے یہہ بیان کیا کہ معاہدہ روس و جرمن بعض ملک ایران مین تعمیر ریل کے متعلق ہے بلکہ عام طور پر مشہور ہے کہ اُس معاہدہ مین یہہ شرائط درج ہین -

جرمنی اور روس ہر ایک یہہ اقرار کرتے ہین کہ اگر کوئی سلطنت یا سلطنتین آپس مین ایک دوسرے پر ہاتھ اُٹھائین تو وہ الگ رہینگے۔

جرمنی تسلیم کرتا ہے کہ ملک ایران کا شمالی حصہ روس کے زیر اثر ہے اور روس وہان گورنمنٹ ایران سے ریل بنانے کے لیے کل اجارے حاصل کرنیکا دعویٰ کرسکتا ہے - روس کی اس تجویز کی تائید کی غرض سے جرمنی اس ریلوے کی تعمیر مین روپئے سے مدد دیگا جو طہران سے خانقین کو جائیگی یہہ ریل کچھ جرمن اور کچھ روس کے سرمایہ سے تعمیر ہوگی مگر روسی اجارے وارو کے اختیار مین رہیگی۔

روس جرمنی کے تجارتی اغراض شمالی ایران مین تسلیم کرتا ہے - اور اس بات کا ضامن ہے کہ وہان سب کیلیے تجارت کا دروازہ کھلا رہیگا۔

روس جرمنی کے حقوق تسلیم کرتا ہے کہ جو اسے از روئے اجارہ بغداد ریلوے کی تعمیر کیلیے حاصل ہوئے ہین اور یہہ اقرار کرتا ہے کہ اس معاملہ کی تکمیل مین سیاسی

روس و انگلستان مرتب ہوا۔

ہم سب جانتے ہین کہ روس کا ملک بہت وسیع ہے مگر اس کے پاس کوئی ایسا بندرگاہ نہین ہے جو جاڑون مین کھلا رہے۔ ایکطرف اُس کے بندرگاہ جو بحر بالٹک کے ساحل پر واقع ہین۔ یخ بستہ رہتے ہین اور دوسری طرف بحر جاپان کے کنارے ولاڈیوو سٹاک جو بندرگاہ ہے وہ بھی انھین وجوہ سے بیکار رہتا ہے۔ اب رہا وسط ملک مین روسی بندرگاہ جو بحر اسود پر واقع ہے وہان ڈارڈ نیلز کے رستہ سے جنگی جہازون کا آنا جانا ازروئے شرائط معاہدہ قدیم مسدود ہے۔ پورٹ آرتھر کے مل جانے سے روس کو یہہ دقت کسیقدر رفع ہو گئی تھی مگر جاپانیون نے پورٹ آرتھر چھین لیا جس کی وجہ سے انکو پھر تلاش ہوئی کہ کوئی بندرگاہ ڈھونڈے جہان اُس کے جنگی جہاز لنگر انداز ہو سکین۔ اب تو یہہ حالت ہے کہ مجبوراً اُس کے جہاز سمندر کے بیچ مین خواہ مخواہ چلتے رہتے ہین یا لنگرگاہون مین ایک مدت غیر معین تک یخ بستہ رہتے ہین۔

خلیج فارس مین کئی عمدہ بندرگاہ ہین جو کبھی یخ بستہ نہین ہوتے۔

سالہا سال سے جرمنی یہہ چال چل رہا ہے کہ ادھر تو روس کو آمادہ کیا کہ مشرق اوسط مین پیشقدمی کرے اور اُدھر اسٹریا کو یہہ ہمت دلائی کہ مشرق قریبہ مین مشغول رہے اور فرانس کو یہہ رائے دی کہ افریقہ مین ملک گیری کرتا رہے

اصل غرض جرمنی کی یہہ تھی کہ یہہ قومین اپنی اپنی فوجون اور اپنی اپنی دولت کے ساتھہ ان مختلف مقامات مین مشغول رہین اور اُسے بلا اندیشہ ترقی کرکے ایک بڑی عظیم الشان یورپین طاقت بننے کا موقع ملے۔

بعض لوگ تو کہتے ہین کہ بسمارک کی یہی تجویز تھی اور اب بھی اس پر عمل ہے چنانچہ ایشیا مین جہان کہین روس پیشقدمی کرتا ہے اس مین جرمنی کی خفیہ تائید ضرور ہوتی ہے۔

اب فرض کیجئے کہ پوٹسڈیم مین جو کچھ دوستانہ طور پر طے ہوا اُس کا مفہوم یہہ ہو کہ باوجود معاہدہ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء جسکا اخلاقی یا عام اثر کچھہ ہی ہو روس جرمنی کو کسیطرح پر پریشان نہ کریگا اگر جرمنی اور انگلستان مین لڑائی چھڑ جائے اس کے معاوضہ مین جرمنی روس کے اثر کو نہ صرف شمالی ایران بلکہ کل ایران مین تسلیم کریگا اور روس کو وہان اپنا پورا اختیار قائم کرنے مین ہر طرح پر مدد دیگا۔ چونکہ ان دونون سلطنتون کا اس مین فائدہ ہے اسلئے روس اور جرمنی ضرور بغداد ریلوے کو خانقین سے ملا دینگے اور پھر جرمنی ایک ریل خانقین سے ہمدان تک لیجائیگا اور وہان سے جنوب کی طرف خرم آباد۔ قارون کی گھاٹی۔ اھواز اور محمرہ ہوتا ہوا خلیج فارس تک پہنچیگا۔ روس نے اقرار کرلیا ہے کہ ایران سے اس ریل کیلئے ضروری اجارہ حاصل کرلیگا۔

کیا یہہ باتین انگلستان کیلئے بہت دلچسپ نہ ہونگی۔ اگر معاہدہ پوٹسڈیم

بعض فقرات میں جو ظاہر نہیں کیے گئے ہیں چھپی ہوئی ہوں - گذشتہ فروری میں جب میں لندن میں سر ایڈورڈ گرے سے کی تب خواہش ان سے ملا تھا تو بہت سی پرلطف باتیں رہیں - میں نے اثنائے گفتگو میں ان سے یہہ سوال بھی پوچھا تھا - جو کچھ انھوں نے جواب دیا میں اسکے ظاہر نہیں کر سکتا مگر میں سمجھتا ہوں کہ لارڈ ہلڈین جو چند روز بعد برلن تشریف لیگئے غالباً ان کا جانا اسی معاملہ میں تھا خیر یہہ دیکھنا چاہیے کہ معاہدۂ روس و انگلستان سے کیا کیا عمدہ نتیجے ظہور میں آئے ہیں - اینگلو فرینچ اتحاد کا سلسلہ ملے ہوتے ہی اس معاہدہ پر دستخط کئے گئے جسکی وجہ سے جرمنی کو تشویش ہوئی اور معاہدہ پوٹسڈیم کی بنا پڑی - اس معاہدے سے انگلستان کے وہ سارے منصوبے باطل ہو گئے جو سر ایڈورڈ گرے نے ۱۹۰۷ع کے معاہدۂ روس و انگلستان پر باندھے تھے اور روس بہت فائدہ میں رہا اس لیے کہ ایران کی تقسیم میں جو حصہ اسکے زیر اثر آیا ہے وہ بہت بڑا اور نہایت زرخیز ملک ہے اور جو حصہ برطانیہ کے حصہ میں پڑا ہے وہ بہت کم اور زیادہ تر آباد و ریگستانی ہے - اگر دیکھا جائے تو روس ٹھیک نفع میں رہا - اس معاملہ میں جو سب سے زیادہ اندیشہ کی بات ہے وہ یہہ ہے کہ روس نے جرمنی کیساتھ ایک جدید سمجھوتہ کر لیا ہے جسکی وجہ سے جرمنی نے ایشیا میں روس کی پیشقدمی کی تائید کا وعدہ کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ جرمنی بھی کسی معاوضہ کی توقع رکھتا ہے - یورپ میں

جرمنی ہی ایک ایسی سلطنت ہے - جس سے روس ڈرتا ہے - کیا کوئی وجہ ہے
کہ جرمنی روس کی تائید نہ کرے - یہ چیز انگلستان کو بہت ناگوار ہے بلکہ [illegible]
ڈرا رہی ہے - اس کے یہ معنی ہیں کہ اب خلیج فارس [illegible]
ملک نہ تھا دوسروں کے قبضہ میں آ جائے گا - لارڈ کرزن [illegible]
خلیج فارس کے متعلق جو الفاظ انہوں نے نکالے تھے وہ یہ ہیں -

خلیج فارس میں برطانیہ کا اقتدار محض ان معاہدوں [illegible]
برطانیہ کے ساتھ ہوئے ہیں بلکہ اس کی بنا اور ہی کچھ ہے - خلیج فارس [illegible]
بلاشرکت اغیار ہماری ہی تجارت ہے اور سو برس سے [illegible] کے لیے [illegible]
جانیں لڑا رہے ہیں - ہم نے لاکھوں کروڑ روپیہ کا سرمایہ [illegible]
اپنی بحری قوت وہاں قائم رکھنا چاہتے ہیں - اس [illegible]
طرح کا ثانی تفوق قابل ہے اور جو چیز سب سے [illegible]
یہ ہے کہ خلیج فارس ہندوستان کی بحری سرحد ہے جس کی حفاظت
گویا ہندوستان کی حفاظت ہے -

باوجود ان سب باتوں کے معاہدہ پوٹسڈیم کا یہ مطلب ہے کہ
جب بغداد ریلوے بن جائیگی اور ایران کی ریلوے سے [illegible] ملا دی جائیگی تو
جرمنی کیلئے مشرق آنے کو بہت قریب راستہ مل جائیگا - اس سے یہ صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ آدم زاد یعنی وہ ریچھ جو مثل آدمی کے دو پاؤں پر چلتا ہے

یہہ امید کر رہا ہے کہ ہندوستان کے گرد جال پھیلا کے اُسے کھینچنا شروع کرے۔

اس سازش سے پیچیدہ چال میں بڑی ہوشیاری یہہ کیگئی ہے کہ روس نے ایک ایسی سلطنت سے اتحاد کر لیا ہے جسکی مدد سے اُسے خلیج فارس تک پہنچنے میں کچھ اندیشہ نہیں اس لیئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس معاملہ میں انگلستان کبھی لڑائی نہ مول لیگا۔ اگر روس تنہا حملہ کر کے خلیج فارس پر کوئی بندرگاہ تلاش کرتا تو اس میں جنگ کا احتمال تھا۔ مگر جب اُس نے اسطرح پر ایرانی ریل بنانے کے اجارہ میں جرمنی کو اپنا شریک کر لیا ہے تو انگلستان بالکل مجبور ہو گیا ہے۔ اب اگر وہ لڑنا چاہے تو اُسے روس اور جرمنی دو سلطنتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ایسی جنگ کے خیال سے تو اہل برطانیہ کے بدن میں رعشہ پڑ جائے گا۔ اب ناظرین آپ خود یہہ سمجھ لیں کہ یہہ سازش کی ہانڈی کیسی رہی۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے ایران میں برٹش پالیسی کے متعلق ۲۱- ستمبر ۱۸۹۹ء کو سکرٹری آف اسٹیٹ کے نام جو مراسلہ بھیجا ہے اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

مقام شملہ ۲۱- ستمبر ۱۸۹۹ء

ہم آپ کو اس معاملہ میں لکھنا چاہتے ہیں کہ ایران کے ساتھ برطانیہ کے

تعلقات کیسے ہونا چاہئین اور آپ کے ذریعہ سے ہز ہجسٹی کے گورنمنٹ کی توجہ
اسطرف مبذول کراتے ہین۔

ایران مین برطانیہ کے تمدنی اغراض اس لیئے اہم ہین کہ ہندوستان کو
اس سے خاص تعلق ہے۔ ہندوستان کی موجودہ سرحدین قایم ہونے سے
بہت پہلے بلکہ وسط ایشیا مین روس کی سلطنت قایم ہونے سے پہلے جو
اب کئی مقام پر ہندوستان کی سرحدون سے ملتی ہے۔ ایران گواسوقت
ہندوستان سے اسقدر قریب نہ تھا تاہم گورنمنٹ ہندکو ایران کی تحفظ کا
بہت زیادہ خیال تھا۔ موجودہ صدی کے شروع مین جب فرانس کے ارادے
بہت خطرناک ہو رہے تھے۔ اسوقت ایران ہی کے ذریعہ سے برٹش حکومت
کو صدمہ پہنچانیکی فکر کیگئی تھی اور ہندوستان پر ایک حملہ کی تجویز ہوئی تھی۔
جب سے اب تک کئی دفعہ اسطرح کا خیال ظاہر ہوچکا ہے۔ جب سے
افغانستان کی سرحدین معین کردی گئین اور برطانیہ اُن کے تحفظ کی ذمہ دار ہوئی
یہہ سرحدین سیکڑون میل تک ایران کی سرحدون سے ملی ہوئی ہین۔ اس کے
علاوہ ایران کا ایک حصہ کئی سو میل تک بلوچستان سے ملا ہوا ہی بلوچستان برطانیہ کی ریاست یا
محفوظ ہے بلکہ اُس کا انتظام زیادہ تر گورنمنٹ آف انڈیا کے عہدہ دارون سے
متعلق ہے۔ مزید بران بحرعرب جو ایران کے جنوبی سواحل سے ٹکراتا ہے
اُس سے بحر ہند ملا ہوا ہے اور گذشتہ صدی مین ہم نے جو کچھ کوششین کی ہین

اُن کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہندوستان کے اغراض اور ہندوستان کا اثر وہان بڑھگیا ہے۔ پس ان وجوہ سے ایران کے تمدنی تعلقات ہندوستان کیساتھ بہت اہم ہوگئے ہین۔ اگر محض ایران کا لگاؤ ہوتا تو چندان پرواہ نہ تھی۔ مگر دقت یہہ آن پڑی ہے کہ ایک اور سلطنت جس کے اغراض ایشیا مین ہمیشہ ہمارے ساتھ مطابقت نہین کرتے ایران اور افغانستان کو وبا رہی ہے اور خلیج فارس پر دوسری رقیب سلطنتون کی نظرین پڑنے لگین ہین۔

جب مرگن کا مسئلہ چھڑا ہے اور جیوفنت میجر اسٹوکس کی ملازمت کا معاملہ پیش ہوا ہے تو سر ایڈورڈ گرے نے گذشتہ اگست مین معاہدہ روس و انگلستان مین جو دلچسپ معنی پہنائے ہین اُنھین سُن کر برطانیہ ہند کے متوفی مدبرین جنھون نے ایسی دور اندیشی کی بات کہی تھی اپنی قبر مین بےچین ہوگئے ہونگے اب یہہ صاف ظاہر ہوگیا کہ برٹش فارن آفس ایک خیال سے زیادہ کوئی دوسرا خیال اپنے دماغ مین نہین رکھسکتی۔ چنانچہ فارن آفس سے یہی فتویٰ نکلا کہ ایران کو چولھے مین جھونکو اور جرمن کی حفاظت کرو۔ روس تو اسی موقعہ کی تاک مین تھا۔ ادھر سینٹ پیٹرس برگ کے نیم سرکاری اخبار نے سینگ ہلائے ادھر لندن مین ایک مضمون چھپ گیا۔ بس قلعی کھل گئی اور روس کا مطلب نکل آیا۔

اس ساری کارروائی کا نتیجہ یہہ ہے کہ کوہ قاف اور ہندوستان کی

جنوبی مغربی سرحد کے درمیان کوئی حدفاصل ریاست باقی نہ رہی اور اب
روس کو ہندوستان آنے کے لیے راستہ صاف ہوگیا - اس کے علاوہ خلیج فارس
مین بھی برطانیہ کا اقتدار معرض خطر مین اگیا -

دوسرا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہندوستان کے سات کرور بیس لاکھ مسلمان جو
ہمیشہ ہندوؤن کے مقابلہ مین گورنمنٹ برطانیہ کا ساتھ دیتے تھے - جب
انھون نے دیکھا کہ انگلستان کی رضامندی سے روس اور یورپ کی دوسری
عیسائی سلطنتون نے مراکش طرابلس اور ایران پر جو اسلامی ریاستین
تھین حملہ کرکے انھین تباہ کرڈالا تو گورنمنٹ ہند کے ساتھ اُن کی وفاداری مین
بہت فرق آگیا - ابھی حال مین ہندوستان کے ایک بڑے مجتہد اسلام نے
ایک مشہور برٹش عہدہ دار کے نام خط لکھا ہے جس مین وہ لکھتے ہین کہ ایران
کے واقعہ کے بعد اب مسلمانون نے یہہ ارادہ کرلیا ہے کہ ہندوؤن کیساتھ کانگریس
مین شریک ہوجائین - حالانکہ اب تک وہ کانگریس سے دور دور رہتے - ایران کی
تباہی سے ہندوستانی کے سیاسی معاملات کی اہمیت کم نہین ہوئی ہے
افسوس ہے کہ ساری دنیا مین برطانیہ کی وقعت کو صدمہ پہنچا ہے اور
اہل انگلستان علانیہ اس بات سے ناخوش ہین کہ وہ اب کمزور قومون کا ساتھ
نہین دے سکتے -

ٹرکی مین انگلستان کا اثر تو جا ہی چکا تھا اب ایران کے معاملہ مین جو شنے

روس سے شرکت کی تو اُس سے برطانیہ کی تجارت کو بہت صدمہ پہنچا ہی حالانکہ برطانیہ کی تجارت ایران مین اصفہان تک حاوی تھی۔

سیاستی لحاظ سے اسکا اثر اور بھی بُرا ہوا۔ انگلستان کا موروثی دشمن اب بلا کھٹکے خلیج فارس کیطرف بڑھا چلا آتا ہے اور بہت دن نہین گذرین گے کہ وہان پہنچ جائیگا تب گورنمنٹ ہند کو اُس سرزمین کی جو زیراثر برطانیہ ہے حفاظت کرنی ہوگی۔ روس کے مقابلہ مین جنوبی ایران کی محافظت کوئی آسان کھیل نہین ہے۔ گورنمنٹ ہند کو بڑی زیر باری اُٹھانی ہوگی۔ اسکا یہہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان مین بجاے ایک لاکھ انگریزی سپاہیون کے پانچ لاکھ انگریزی فوج رکھنا ہوگی۔ ایران کی خودمختاری سلب کرنے مین برطانیہ کا روس کو مدد دینا ایک اور پہلو رکھتا ہے گو وہ بین الاقوامی معاملات مین چندان قابل لحاظ نہین وہ پہلو یہہ ہے کہ اس معاملہ مین انگلستان نے اخلاقی اور انسانیت کے اصول نظرانداز کیے تاریخ نے ہم کو انگلستان سے جس قسم کی توقع دلائی تھی بالکل اُسکے برعکس ہوا۔ اور گو اہل انگلستان اپنی گورنمنٹ کی غفلت اور قصور سے واقف ہون مگر یہہ بدنامی کا دھبہ ہمیشہ باقی رھیگا۔

غالبًا سر ایڈورڈ گرے بھی اس بات کو تسلیم کرین گے کہ سیاستی امور مین دو پہلو ہوتے ہین۔ ایک اخلاقی اور دوسرا کامیابی کا پہلو۔ مگر افسوس ہے کہ جو اصول اونھون نے اختیار کیا اس مین ان دونون پہلوؤن مین سے کوئی

بھی نہین نکلتا۔ تماشاً جرمنی کو لیجیے اگر ایک سال پہلے اسے کچھ شبہ تھا کہ گورمنٹ برطانیہ
اُس سے ڈرتی ہے تو وہ شبہ اب رفع ہوگیا۔ جرمنی تو سر ایڈورڈ گرے کے لیے ایک
بھلوا ہے اور انگلستان مین محض جرمنی کی نفرت سر ایڈورڈ گرے کو اپنی مسند پر
باختیار کیے ہوئے ہے ورنہ اُن کی سیاستی کارروائی سے جو سخت نقصان پہنچا
ہے اُنھین اب تک کب کا وہان سے ہٹا دیا ہوتا۔

اگر یہہ سوال کیا جائے کہ انگلستان ایران مین روس کی پیشقدمی کو کیسے روکتا
برطانیہ اعظم ایک بحری قوت ہے اُس کے جنگی جہاز روس کے خلاف کیا کر سکتے
وہ کہان اسپر حملہ کرتے۔ البتہ اگر روس خلیج فارس پر آجاتا تو یہہ صورت ممکن تھی۔
انگلستان شمالی ایران مین کامیابی کیساتھ روس کا مقابلہ کرنے مین معذور تھا۔ اسکے
پاس بڑی فوج اتنی نہین تھی جتنی کہ اور یورپین سلطنتون کے پاس ہے۔ اگر
برطانیہ اپنی کل فوج اُٹھاکے وہان بھیج دیتا تب بھی روس کی ٹڈی دل فوج کے
مقابلہ کیلئے کافی نہ ہوتی جو روس کوہ قاف سے ایران مین بھر دیتا۔

اس سوال کا جواب چندان دشوار نہین ہے۔ انگلستان دنیا مین اب تک
اول درجہ کی قوت مانا جاتا ہے یا نہین۔ جہان تک مجھے علم ہے وہ اسوقت
تک اول درجہ کی قوت تسلیم کیا جاتا ہے۔ بلکہ روس بھی اُسے ایسا ہی سمجھتا ہے
پس گذشتہ جولائی مین جب روس نے علانیہ معاہدۂ روس و انگلستان کی خلاف
ورزی کرکے ایران کی خودمختاری مین دخل دینا شروع کیا تو اُسوقت انگلستان کا

یہہ فرض تھا کہ اُسے اس امر سے متنبہ کرتا کہ اُس کا طرز عمل بالکل معاہدہ کے خلاف ہے جسپر روس اور انگلستان نے دستخط کیئے ہین۔ ایسا کرنے سے کم از کم ایران اور نیز دنیا کی نظر مین برطانیہ کا اعتبار تو باقی رہتا بلکہ عجب نہین کہ روس کو آگے بڑھنے سے روک دیتا۔ جب کوئی سلطنت بخوشی کسی معاہدہ پر دستخط کرتی ہے تو اُسکا یہہ فرض ہوتا ہے کہ معاہدہ کے شرائط کی دوسرے فریق سے بھی پابندی کرائے اور خلاف ورزی کیصورت مین مقابلہ کیلئے تیار رہے جب ایسی ضرورت پیش آئے تو انصاف اور مصلحت اس کی مقتضی ہے کہ قومی وقار قایم رکھنے کی کوشش کیجائے۔ سر ایڈورڈ گرے نے **میجر اسٹوکس** اور **شعاع السلطنت** کے معاملات مین روس کے طرز عمل پر علانیہ چشم پوشی کی اور یہہ یقین دلانا چاہا کہ ایران کی خود مختاری معرض خطر مین نہین پڑتی۔ انھون نے اپنی ذمہ داری کو یون ٹالا۔ بعد ازان سر ایڈورڈ گرے نے ایک عجیب پہلو یہہ اختیار کیا کہ انگلستان نے ایران کی خودمختاری اور تحفظ کا ذمہ ہی نہین لیا ہے۔ انگلستان کے ایک بڑے محقق نے جسکی رائے ایشیائی معاملات مین سند مانی جاتی ہے۔ ۲۲ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ع مین ہاوس آف لارڈس مین ایران کے معاملات پر جو بحث کی وہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ یہہ محقق لارڈ کرزن ہین جن کے اعتراضات کا کوئی جواب نہ دیسکا۔ ان کی تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ایران کی خودمختاری اور اس ملک کا تحفظ جس کیلئے

گورنمنٹ اعلیحضرت ملک معظم حسب معاہدہ روس و انگلستان ۱۹۰۷ء مین ضامن ہوئی ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس کی تائید کرے۔ گو لارڈ مورلی لبرل گورنمنٹ کیطرف سے وہان موجود تھے مگر اونہون نے لارڈ کرزن کے اعتراض کا کچھہ جواب نہ دیا۔ المختصر گذشتہ موسم بہار مین روس کے طرز عمل پر یہہ عذرات اپنے لچر اور بے سر و پا تھے کہ خود انگریز شرماتے تھے اور اس سے روس اور ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ لبرل گورنمنٹ جرمنی سے کیسی خائف ہے۔

دولت برطانیہ نے اس معاملہ مین جو روش اختیار کی اس سے خواہ مخواہ یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم مین یہہ تغیر عظیم کیسے واقع ہوا۔ ابھی کچھہ زیادہ دن نہین گذرے کہ انگلستان کو یورپ اور ایشیا کے معاملات مین تصفیہ کن راے دینے کا اختیار حاصل تھا۔ کیا انگریزی جہازون کی جنگی قابلیت جاتی رہی یا انگریزی ملاحون کی جرات و ہوشیاری مفقود ہو گئی یا جنگ جنوبی افریقہ کے خطرناک واقعات سے برطانیہ کی فوج مین اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔

ابھی روئے زمین پر بعض طاغوتی مقامات ایسے ہین جہان قرون وسطی کی خرابیون کی جڑ باقی ہے اور ہر موجودہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اُن کو دفع کرے۔ بہ لحاظ انسانیت و ترقی علم انگلستان کو بھی اپنا فرض پورا کرنا چاہیئے تھا۔

یہہ صاف ظاہر ہے کہ بیچارے ایران کی خودمختاری اُس کی گورنمنٹ یا

اہل ملک کی نا اہلی کیوجہ سے معرض خطر مین نہین پڑی بلکہ ۱۹۱۰ء مین جو داستان پولٹیکل مین تصنیف ہوئی اُس مین اس کی تباہی کا اول ہی ذکر ہو چکا تھا۔ جب روس کو جرمنی کی تائید کا یقین ہو گیا وہ موقع کا انتظار کرنے لگا۔ معاہدہ روس انگلستان ایک بیکار ردی تھا جس کی روس کو چندان پروا نہ تھی۔ روس کو اپنی اعلان کردہ تجویز کی تکمیل منظور تھی وہ یہہ کہ ایران پر قبضہ کرے اور اس سمندر پر ہاتھ ڈالے جو ایران کے سواحل سے ملا ہوا ہے۔ وہ موقع کی تاک مین لگا تھا جب مراکش کے معاملہ مین یورپ کا باہمی کھچاؤ بڑھا تب اُسے موقعہ ملگیا اور اُس نے اس موقع سے پورا فایدہ اوٹھانا چاہا۔ سر ایڈورڈ گرے ڈر سے کانپنے لگے اور انھین بجز قیصر کے ڈریڈ ناٹس کے اور کچھ یاد نہ رہا۔ روس اس بات کو سمجھہ گیا اور بازی لے گیا اس کے بعد ایران کی دستوری حکومت جو ۲۴ دسمبر ۱۹۱۱ء مین برباد کیگئی اور اُس کیلئے روس نے جو حیلہ تراشے وہ محض اس لیئے تھے کہ سر ایڈورڈ گرے کو برٹش پبلک کے الزامات سے بچا یا جائے۔

اب ایران مین روس کی حکومت ہے اور سارے ملک مین اُس کا عمل ہے۔ کل ملک ایران آج اُسکا ایک صوبہ ہو گیا ہے اور روس وہان قید کے مصائب پھانسی اور قتل کے ذریعہ سے حکومت کر رہا ہے۔ افراسیاب کی قدیم مملکت مین جو کچھ ہو رہا ہے اُسکا کچھ حال نہین کھلتا۔ سال گذشتہ طہران مین امریکن

سلہ زمانہ حال کے نو ایجاد جنگی جہاز جن کی نسبت یہہ خیال ہے کہ وہ بحری جنگ مین تباہ نہین ہوسکتے

منتظمین مال کا وہان جانا اور بعض واقعات کا پیش آنا محض ایک اتفاقی بات تھی
خرس شمال نے ایشیا کا ایک اور ٹکڑا ہضم کر لیا۔

سر ایڈورڈ گرے نے اکثر اوقات مجھ پر یہہ اعتراض کیا کہ مجھ مین یا تو فراست کی کمی ہے یا مین یہہ چاہتا ہون کہ ایران کی ملازمت مین انگریز بھردون اور مین روس و برطانیہ کے دائرہائے اثر کو تسلیم نہین کرتا۔

پہلے اعتراض کا بہترین جواب یہہ ہے کہ مین اُس مراسلت کو شایع کر دون جو میرے اور سفرائے روس و برطانیہ کے درمیان اسٹوکس کے معاملہ مین یا چالیس لاکھ پونڈ قرض کے مسئلہ مین پیش آئی یا ہتھیارون کے قیمت کے بارہ مین جو روس نے ایران کے ہاتھ فروخت کئے تھے یا قزاق بریگیڈ کیلیے رقومات دینے کے متعلق ہوئی۔ مین اس مراسلت کو شایع نہ کرتا اگر مجھپر یہہ اعتراضات نہ کئے جاتے۔

اب رہا دوسرا الزام جو محض اس بات پر مبنی ہے کہ مین نے مختلف اوقات مین چند انگریزون کو محکمہ خزانہ پر مقرر کیا۔ یہہ لوگ پہلے سے طہران۔ اصفہان اور شیراز مین تعینات تھے جب مجھے ایسے آدمیون کی ضرورت ہوئی جو مروجہ طریقہ حساب سے واقف ہون اور ملک کی زبان بھی جانتے ہون اور وہانکے رواجات سے بھی آگاہ ہون تو یہی لوگ مجھے اس کے اہل ملے۔ اسیطرح یہہ مین نے دو اہل بلجیم کو بھی مقرر کیا اگر اسطرح کی ضروری قابلیت کا کوئی روسی

سے مجھے ملتا تو مین بخوشی اُسے بھی نوکر رکھ لیتا۔ جب سر ایڈورڈ گرے نے مجھ پر
پولیٹکل تعصب کا بے بنیاد الزام لگایا تو مین نے ایران کی بھلائی کے خیال
سے مجبوراً تینون انگریزون کو جن مین مسٹر لیکافر بھی شامل تھے
موقوف کر دیا۔ صرف مسٹر جارج بینو باقی رہگئے جن کے ساتھ مجلس سے
معاہدہ ہو چکا تھا۔

تیسرا الزام سب سے زیادہ لچر اور بیحیر واہی ہے۔ جب ۱۹۰۷ع مین معاہدہ
روس و انگلستان کی اشاعت ہوئی تو خود گورنمنٹ ایران نے باضابطہ ان دونون
سلطنتون کو اطلاع دی تھی کہ وہ اس معاہدہ کو تسلیم نہ کریگی اور نہ کسیطرح پر اُسکی
پابندی کی ذمہ داری ہے۔ مجلس نے ابتدا ہی سے مجھے تاکید کی تھی کہ روس و
انگلستان نے جو دائرہائے اثر ایران مین قرار دیئے ہین انھین کسیطرح نہ
تسلیم کرون۔

چنانچہ مین نے مجلس سے وعدہ کیا کہ ایسا نہ کرونگا۔ اگر مین اس کے خلاف
کرتا تو گورنمنٹ کیساتھ جس نے مجھے نوکر رکھا تھا اور مجھپر پورا اعتبار کیا تھا۔ خلاف
وعدگی ہوتی۔ میرا انکار روس کی اصلی مخالفت کا باعث ہوا اور اُس نے میرے
کام مین دست اندازی شروع کی۔ روس اور انگلستان نے بلا وقت اہل مجلس کو
تو اپنے ہموار کرلیا تھا۔ مگر مجھسے اس قسم کی خلاف ورزی ممکن نہ تھی۔

تاہم حتی الامکان مین نے یہہ کوشش کی کہ ایران مین غیر ملکیون سے

جائز حقوق تسلیم کیے جائین اور دونون سلطنتونکی سفارتون سے یہہ پوچھتا رہا کہ
ایران مین اُن کے خاص اغراض سے کیا مراد ہے اور معاہدہ روس و
انگلستان کی عبارت کا کیا مطلب ہے۔

ڈاکٹر ڈی۔ لان جو ایک روکھے سیاسی اہل قلم ہین اُنھون نے معاہدہ
پوٹسڈیم پر ایک مضمون لکھا ہے جس کے چند الفاظ حسب ذیل ہین۔

"اگر آپ غیر گورنمنٹون پر اعتبار رکھنا چاہتے ہون تو بہت ہوشیار رہیے
کیونکہ سیاسی زبان اصلی خیالات ظاہر کرنے کیلئے نہین ایجاد ہوئی ہے اور نہ کوئی
ایسی بوٹی ہمارے پاس ہے جس کے ذریعہ سے وہ خیالات دریافت ہو سکتے
ہون۔

سنہ ۱۹۱۱ء کے موسم بہار مین سر ایڈورڈ گرے جو عجیب معنی معاہدہ روس
وانگلستان کے صاف صاف الفاظ مین روس کی ہدایت سے پہنا رہے تھے
غالباً ڈاکٹر ڈیلان کو اس کی پہلے سے اطلاع تھی۔

مجھ سے جہان تک ممکن ہوا مین نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا کہ اس
معاہدہ کا اصلی منشاء دریافت کرون اور روس وانگلستان کا اس کی عبارت سے
جو مطلب ہوا سے سمجھون۔

مین نے لندن مین پرشیا کمیٹی کے سامنے ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کو جو لکچر
دیا اُسکا خلاصہ مضمون درج ذیل ہے۔

اب مین اپنی حفاظت کے متعلق ایک بات کہنا چاہتا ہون گو پہلے سے
میرا ارادہ نہ تھا ۔ مجھے اس کی پرواہ نہین کہ ایران کے متعلق جو مباحثہ ہوئے ہین
ان مین مین غلطی پر تھا یا حق پر لیکن جو خاص الزام مجھ پر لگایا گیا ہے وہ صحیح ہے
یا غلط - پہلا الزام جو میری نسبت کسی ذاست کا ہے میری سمجھ مین نہین آتا کہ
اس سے کیا مطلب ہے ۔ سیاسی معاہدون کو پڑھنے اور سمجھنے کیلئے غالباً
کوئی خاص خفیہ طریقہ ہے جسکا مجھے علم نہ تھا - اگر یہہ سچ ہے تو اس معاملہ مین مین
بیشک اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا ہون اگر گورنمنٹ روس و برطانیہ یہہ چاہتی تھی کہ
مین اس معاہدے کے کوئی خاص معنی جو عبارت سے پیدا نہ تھے سمجھون تو انہین
لازم تھا کہ مجھے ان کے سمجھنے کیلئے وہ خاص طریقہ بتا دیتے لیکن انھون نے ایسا
نہین کیا - طہران آنے کے تھوڑے عرصہ بعد مجھسے اور سفیر روس و برطانیہ سے
اچھے مراسم ہوگئے تھے اور مین انھین نہایت باوقار اور انصاف پسند اصحاب
سمجھنے لگا اور میرے دل مین ان کی بہت وقعت تھی ۔ مین اس سے زیادہ
اور کچھ کہنا نہین چاہتا کہ جب سے مین طہران پہنچا اور پھر جب مین وہان سے روانہ
ہوا اس عرصہ مین کبھی کوئی بدنمائی بحث یا کج خلق بات ان سے نہین ہوئی یہانتک
کہ کسی امر مین کوئی سنگین اختلاف بھی نہ ظاہر ہوا - وہ دونون طہران مین سفیر کبیر
تھے اور اگر ان کیسا تھ مین کسی امر مین بحث کرکے نتیجہ نکالنے مین قاصر رہا ہون
تو بیشک مین ملزم ہون اور اگر مین نے ان چیزون کا جو وہان واقع ہو رہی تھین

عام طور پر اعلان کیا اور جن چیزوں کا اہل ملک کو جن سے انھیں خاص تعلق تھا یا دنیا کو ان کا علم نہ تھا اگر ایسی باتوں کا شایع کرنا غلطی پر مبنی ہو تو میں گنہگار ہوں خیر جو کچھ میں نے کیا وہ کیا ان باتوں کا میری ذات سے باہر سے قیام ایران سے کچھ زیادہ تعلق نہ تھا۔ بلکہ ملک ایران کے حقوق معرض خطر میں تھے۔ جب میں نے اہل ایران کے قایم مقاموں سے مشورہ کیا اور ان سے یہہ پوچھا کہ آیا وہ ایک اندھیری کوٹھری میں قتل ہونا پسند کرتے ہیں یا ایک عام شاہ راہ پر تاکہ دنیا کو جرم کا علم ہو جائے۔ تب انھوں نے یہی جواب دیا کہ شاہ راہ کو ترجیح ہے۔

اخبار لندن ٹائمس جو برٹش فارن آفس کا مشہور آلہ ہے میرے اس ایڈریس کے کئی دن بعد اس نے میرے بیانات کی تردید کرتے ہوئے یہہ لکھا کہ غالباً میں یہہ چاہتا تھا کہ روس اور انگلستان بلالحاظ اپنے اغراض کے میرے ان تجاویز کو منظور کریں جو میں ایران کی مالی اصلاحات کیلئے جاری کر رہا تھا۔ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالی اصلاح کیلئے جو باتیں میں نے تجویز کی تھیں وہ روس یا برطانیہ کے بعض اغراض کے خلاف تھیں۔ دو ایک دن بعد میں نے لندن ٹائمس کے اڈیٹر سے ملکے پوچھا کہ میری تجویز سے برطانیہ یا روس کے کن اغراض پر اثر پڑتا تھا۔ مہربانی کرکے اس کی توضیح فرمائیں تاکہ پبلک کو اس مسئلہ پر زیادہ غور کرنے کا موقع ملے۔ مگر انھوں نے کچھ جواب نہ دیا اور ان کے سکوت سے صاف ظاہر ہے کہ میرے تجاویز سے کسی غرض کو نقصان نہ پہنچتا تھا

یا اگر کوئی غرض تھی بھی تو وہ اسطرح کی تھی کہ اظہار نہ ہو سکتی تھی - اصل یہہ ہے کہ ۱۳ جون ۱۹۱۱ء مین جو قانون مالی مجلس سے پاس ہوا اس مین کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے ایران مین کسی غیر ملکی کا کوئی جائز حق تلف ہوتا ہو - بخلاف اس کے اس قانون کے نفاذ سے برطانیہ روس بلکہ ہر سلطنت کے جائز حقوق کو فائدہ پہنچتا -

اسی اخبار کے اس جملہ سے اڈیٹر کے اندرونی خیالات کچھ کچھ ظاہر ہوتے ہین - "غالبًا مسٹر شوسٹر کے دل مین یہہ بات نہ آئی کہ مالی اصلاح کی ایسی تجاویز کی وجہ سے غالبًا ان دونون سلطنتون کے خاص اغراض پر کیا اثر پڑے گا"

اب پھر وہی سوال پیش ہے کہ یہہ خاص اغراض کیا تھے کبھی اُن کی تعریف نہین بیان کیگئی - ان اغراض کا اظہار کہان اور کیونکر کیا گیا - معاہدۂ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء مین تو کہین اُن کا ذکر نہ تھا - اب امر تنقیح طلب یہہ ٹھہرا کہ آیا قانون متذکرۂ بالا یا اس کی تعمیل سے عہدنامہ کے شرائط یا بعض اصحاب سیاست کے مبہم الفاظ مین یہہ کہنا چاہئیے کہ عہدنامہ کے اصل معنی کی خلاف ورزی ہوتی تھی - فرض کر لیا جائے کہ عہدنامہ کے اصل معنی کچھ اور ہی تھے گو اُس کی عبارت صاف صاف تھی جس مین کسی قسم کی تاویل نہ ہو سکتی تھی تو ایسی حالت مین گورنمنٹ ایران یا اُس کے عہدہ دارون کو اصل معنی کا علم کیسے ہو سکتا تھا - جہان تک میرا تعلق ہے مین صرف یہی کہہ سکتا ہون کہ مین نے اس عہدنامہ کو بہت غور سے

کئی دفعہ پڑھا اور اس کیساتھ برٹش فارن آفس کی کتاب آبی کو بھی ملاحظہ کیا مگر مجھے کہیں "اصل معنی" نہ ملے۔ اب دستاویز کے اصل معنی سمجھنے کیلئے صرف ایک ذریعہ اور باقی رہگیا تھا۔ اس کے اصل معنی سمجھنا ضرور تھے اس لیے کہ اہل ایران کی مستقبل کا اسی پر دارومدار تھا۔ پروفیسر براؤن کی مشہور کتاب انقلاب ایران کے صفحہ (۱۹۰) میں ایک خط کی نقل چھپی ہے جو پانچویں ستمبر ۱۹۰۷ء سرسیسل اسپرنگ رایس سفیر برطانیہ متعینہ طہران سے وزیر امور خارجہ ایران کے نام لکھا تھا۔

یہہ ایک نہایت ضروری اور دلچسپ مراسلہ ہے جس سے عہدنامہ روس و انگلستان کے اصلی معنی کا کچھ پتہ چلتا ہے اور بالتفصیل سرکاری طور پر اصلی معنی کی شرح کیگئی ہے۔ پروفیسر براؤن جیسے محقق کی کتاب میں اس مراسلہ کا وجود پبلک کے نزدیک اس کے معتبر ہونیکا شاہد تھا اور اس مراسلہ سے دونوں سلطنتوں کے اصلی خیالات عہدنامہ کی نسبت ظاہر ہوتے تھے۔ چند ہی روز پہلے دونوں سلطنتوں نے اپنے اپنے اغراض کے لحاظ سے اس عہدنامہ پر دستخط کیے تھے۔ یہہ سچ ہے کہ برٹش فارن آفس کی بلو بک میں مجھے یہہ مراسلہ نہ ملا مگر میں نے سرسیسل اسپرنگ رایس کے اس مراسلہ کو بہت غور سے پڑھا اور اب مجھے یقین ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے اصل اغراض کیا ہیں یہہ وہی ہیں جو عہدنامہ کی عبارت سے ظاہر ہوتے ہیں اور کوئی بات ان میں پوشیدہ نہیں ہے۔

چنانچہ میں نے امریکہ سے روانہ ہونیکے پہلے معاہدہ روس و انگلستان

مورخہ ۔۔ ۱۹۱۰ء کا مطلب اور اصل معنی بخوبی سمجھ لیتے تھے جو اس مراسلہ میں سرکاری طور پر ظاہر کیے گئے تھے۔ باوجود اس نہایت ناتجربہ کاری کے کہ میں نے اپنے تئین ایران کی عام پولیٹکل حالت سے آگاہ کر لیا تھا۔ اسپر بھی مجھپر یہہ الزام لگایا گیا کہ مین نے ایران کی نازک حالت کے سمجھنے مین بہت غلطی کی اور پہلے ایران کے معاملات کو اچھی طرح سمجھ نہ لیا لہذا مجھپر الزام یہہ تھا کہ مین یا تو عہدنامہ کے اصل معنی سے ناواقف تھا یا مین نے بالقصد کچھ خیال نہ کیا۔ لطف یہہ ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ کے اندر بڑے بارسوخ حضرات نے مجھپر اسطرح کے الزامات لگائے مگر جب ۵ دسمبر ۱۹۱۱ء کو جب پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے فارن سکرٹری صاحب سے ایک سوال کیا تو اس کے جواب مین اُنھون نے یہہ کہا کہ انھین اس مراسلہ[1] کا بالکل علم نہین ہے جو سر سیسل اسپرنگ رایس نے گورنمنٹ ایران کو لکھا تھا اور جس کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ اس کے دوسرے ہی دن ایک ممبر پارلیمنٹ نے فارن آفس کو خط بھیجا جس کیساتھ سر سیسل اسپرنگ رایس کے اصل مراسلہ کا ایک عکس شامل کر دیا۔ فارن آفس نے اس کا یہہ جواب دیا کہ فارن آفس کو اس مراسلہ کی بالکل اطلاع نہین چھ ہفتہ بعد غرہ فروری ۱۹۱۲ء کو فارن آفس نے انہین ممبر صاحب کو لکھا کہ سر سیسل اسپرنگ رایس کے مراسلہ کا اصل انگریزی ترجمہ ابھی ابھی

---

[1] اس مراسلہ کا ترجمہ تمہیدی باب مین آچکا ہے۔

فارن آفس مین آیا ہے اور جو ترجمہ پروفیسر براؤن سلہ نے اپنی کتاب مین چھاپا ہے بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ جسوقت مجھپر یہہ الزام لگایا گیا کہ مین عہدنامہ کے اصل معنی سے ناواقف ہون مین کئی مہینہ پہلے اپنی بیتین گورنمنٹ روس اور برطانیہ کے اصل منشار سے واقف کر چکا تھا اور عہدنامہ کی جو سرکاری شرح سفیر کبیر برطانیہ متعینہ طہران نے کی تھی اس سے بخوبی واقف تھا۔ لطف یہہ ہے کہ خود عہدہ داران فارن آفس جنھون نے مجھپر لاعلمی یا غفلت کا الزام لگایا وہ خود لاعلم تھے اور انھین اپنے مشہور مراسلہ کی خبر تک نہ تھی۔ کیا یہہ بات ممکن ہے کہ گورنمنٹ کا ایسا ضروری محکمہ اسطرح کے اہم معاملات مین اتنی غفلت کرے یا فی الحقیقت ان واقعات سے جو میرے زمانہ مین ایران کے مالی انتظامات کے متعلق پیش آئے ایسا ناواقف ہو۔ حالانکہ گورنمنٹ برطانیہ نے اسی محکمہ نے بلاپس وپیش جلدی سے روس کے ساتھ میری خدمت صدر المہامی خزانہ سے علیحدگی کیلئے دستخط کر دیئے تھے۔

انگلستان اور روس نہ اُس وقت بیان کر سکے اور نہ اب بیان کرنے کو راضی ہین کہ ایران مین ان کے اصل اغراض کیا ہین۔ جو طریقہ انھون نے اختیار کیا وہ یہہ ہے کہ اگر گورنمنٹ ایران یا اُس کے عہدہ دارون کا کوئی فعل جو

سلہ اس سے برٹش فارن آفس کی بے پروائی یا لاعلمی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

جو ملک کے اندرونی انتظام کیلئے ہو اگر ان کی مرضی کے خلاف ہو تو فوراً بزور ان سے یہہ کہکر روک دین کہ انہین اسطرح کی دخلدہی کا پورا حق ہے - اور پھر کہا یہہ جاتا ہے کہ ایران ایک خودمختار سلطنت ہے کیا کسی خودمختار سلطنت یا ریاست مختصر ملک کے اختیارات ایسے ہی ہوا کرتے ہین - اب سوال یہہ ہے کہ یہہ واقعات عہدنامہ کی عبارت اور سر سل اسپرنگرایس کے سرکاری مراسلہ کے مضمون سے کہانتک مطابق ہین -

ایران کے جدید معاملات مین گورنمنٹ برطانیہ کا ابتدا سے ابتک جو طرز عمل رہا اس کی نسبت اخبار نیشن مین جو مضامین چھپ چکے ہین ان سے بہتر کوئی عمدہ رائے نہین ظاہر کیجا سکتی - یہہ اخبار گو لندن ٹائمس کیطرح نیم سرکاری اخبار نہین ہو گو لبرل پارٹی کا ایک مشہور اور باوقعت اخبار ہے جسکی ادبی قابلیت سب مانتے ہین -

گیارھوان باب

ایران مین محصولبندی کا طریقہ - اصلاح مال کیلئے میرے تجاویز بعض ریلون کی تعمیر کا امکان - ایران مین دولت اور زرخیزی کے ذرائع

ایران مین محصولبندی کا عام طریقہ وہی ابتک جاری ہے جو غالباً دقیانوس کے

وقت مین ہوگا - پیداوار کا دسوان حصہ لیا جاتا ہے - مالگزاری مین کل روپیہ
ہی نہین وصول کیا جاتا بلکہ جنس بھی لی جاتی ہے - یعنی ایران کے کاشتکارون
اور زمیندارون سے سرکار گیہون - جو - روئی - چانول اور دوسری پیداوار بھی
لیتی ہے - اس پرانے اصول کی پابندی کی وجہ سے کسی قسم کا باقاعدہ حساب
رکھنا بہت دشوار ہے یا صحیح طور پر معلوم کرنا کہ ہر ضلع - قصبہ یا موضع کی آمدنی سال
مین کسقدر ہوتی ہے - علاوہ برین جب کل صوبون مین ٹیکس کلکٹرون اور نائب
ٹیکس کلکٹرون کے ذریعہ سے جنس سرکار کے قبضہ مین آجاتی ہے تو اسوقت
اسکو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کے لیے اور انبار خانون مین جمع
کرنیکے لیے سرکار کو انتظام کرنا ہوتا ہے کبھی سرکار اسکو فروخت کرلیتی ہے
اور کبھی سرکاری اخراجات کیلئے بجاے نقد کے یہی جنس تقسیم کردی جاتی ہے
ایران مین کبھی کوئی حسابی رجسٹر نہین رکھا گیا جس سے اگر بالکل ٹھیک نہین تو
کم از کم یہہ اندازہ تو معلوم ہوسکتا کہ ملک مین آمدنی کے ذرایع کیا ہین محصول لینے کی
کے اغراض کے لیے ایران سترہ اٹھارہ اضلاع مین تقسیم ہے اور ہر ضلع کا
ایک بڑا مقام انتظامی لحاظ سے صدر مانا جاتا ہے - مثلاً صوبہ آذربائیجان جو نہایت
زرخیز اور مشہور صوبہ ہے - وہان کی سالانہ آمدنی نقد و جنس ملاکر دس لاکھ تومان
یا نو لاکھ ڈالر ہے - میرے زمانہ ملازمت مین تبریز مین جو صوبہ آذربائیجان کا
پایہ تخت ہے اور کل مملکت ایران مین گویا دوسرا مشہور شہر کہلاتا ہے وہان

وہان ایک ٹیکس کلکٹر یا پیشکار مقرر تھا - ہر ایک صوبہ کئی اضلاع پر تقسیم ہے اور
ہر ضلع مین ایک نائب ٹکس کلکٹر مقرر ہے - یہہ اضلاع پھر چھوٹے چھوٹی قصبون
مین تقسیم کئے گئے ہین - جہان ٹیکس اجینٹ مقرر ہین - ان چھوٹے چھوٹے قصبون
مین سیر قصبہ مالگزاری تحصیل کرتا ہے - پیشکار اس بات کا ذمہ وار ہے کہ نقدو
جنس تحصیل کرکے سرکار مین داخل کرے - بجز چند صدر مستوفیون کے جو سرکاری
محاسب کہلاتے ہین - طہران مین اور کسیکو یہہ علم نہین کہ بڑے بڑے اضلاع
سے کسقدر رقم سرکار کو وصول ہونی چاہیئے - مثلاً صوبہ آذربائیجان جہان کی
آمدنی دریافت کرنیکے لیے گورنمنٹ اور مالگزار کے درمیان بجز اُس
پیشکار کے جو تبریز مین تعینات ہے اور کوئی ذریعہ نہین - یہہ شخص صرف یہہ
جانتا ہے کہ کسقدر روپیہ و جنس ہر نائب کلکٹر کو داخل کرنا چاہیئے مگر اُسے
اس بات کا کچھ علم نہین کہ ذرایع آمدنی کیا ہین اور نائب کلکٹر کس طرح پر
نقد و جنس تحصیل کرکے داخل کرتے ہین - پیشکار کے پاس ایک چھوٹی سی بہی
ہوتی ہے جسے کتابچہ کہتے ہین اسیطرح ہر نائب کلکٹر کے پاس ایک کتابچہ
رہتا ہے - ان کتابچون مین عجیب طرح سے فارسی مین حساب لکھا جاتا ہے
یہہ کتابچے مجلد نہین ہوتے بلکہ چھوٹے چھوٹے کاغذ کے ٹکڑے اُن مین رکھے
ہوتے ہین اور یہہ کتابچہ عموماً ٹیکس کلکٹر کی جیب مین رہتے ہین حساب
بالقصد اسطرح مغلق لکھا جاتا ہے کہ کسی معمولی ایرانی کو اسکا سمجھنا نہایت دشوار ہو

ایران مین پشتہا پشت سے ایک خاص فرقہ ان لوگون کا چلا آتا ہے جو مستوفی کہلاتے ہین - اکثر حالتون مین مستوفی کی خدمت موروثی ہوا کرتی ہے یعنی باپ کی جگہ بیٹے کو ملتی ہے ان لوگون کو کتابچہ لکہنے کا خاص طریقہ معلوم ہے اور یہی لوگ محصول بندی کا پیچیدہ طریقہ سمجھتے ہین - اب ان مین خواہ کوئی کسی صوبہ کا پیشکار ہو یا کسی ضلع کا کلکٹر ہو وہ کتابچہ کو بجاے سرکاری کاغذ کے اپنی ذاتی ملک سمجھتا ہے - اگر کوئی ان کتابچون کو جانچنے کی کوشش کرے یا یہہ دریافت کرے کہ آمدنی کسطرح وصول ہوئی یا اس آمدنی مین کلکٹر نے اپنے لیے کسقدر حصہ لیا تو وہ بہت ناراض ہوتا ہے - جب مین طہران پہنچا تو دریافت کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ وزرات مال کے دفتر مین ایک شاخ ہے جسے مدد مستوفی کا دفتر کہتے ہین - اس شاخ مین اسی قسم کے سات آٹھ آدمی تھے جن کے تفویض مین دو یا اس سے زیادہ صوبہ یا اضلاع دیئے گئے تھے اُن کا یہہ کام تھا کہ تمام ملک مین ٹیکس کلکٹرون پر نگرانی رکھین اور یہہ دیکھین کہ سرکاری رقم جو واجب الادا ہو برابر وصول ہو - یہہ لوگ گورنمنٹ کے سب سے زیادہ مستقل عہدہ دار تھے کیونکہ ملک کے پیچیدہ طریقہ محصول بندی کا انہین کو علم تھا - ہمارا آنا انہین ابتدا ہی سے سخت ناگوار ہوا اور وہ سمجھنے لگے کہ اب چلین سے بالائی یافت نہ ہو سکیگی اُن کی ذمہ داریون کے مقابلہ مین تنخواہین بہت ہی قلیل تہین - طہران مین مستوفی کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ ایک سو پینتیس ۱۳۵ ڈالر ماہانہ تھی - مگر چند سال کی ملازمت

میں وہ بہت سی دولت جمع کر لیتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہہ دولت تنخواہ لیس انداز
کرنے سے جمع نہ ہو سکتی تھی۔ ان لوگون نے میرے ساتھہ سرکشی شروع کی اور اپنے
فرائض کے متعلق اطلاع دینے سے انکار کیا۔ مین نے قانون مورخہ ۱۳ جون پاس
ہوتے ہی ان لوگون کے ہاتھہ سے کل اختیارات لے لیئے اور وزیر اعظم و کیبنٹ وزرا
کے دستخط سے ملک مین کل ٹیکس کلکٹرون کے نام بذریعہ تار احکامات جاری کیئے
کہ آیندہ سے کل پیشکار براہ راست صدر المہام خزانہ کیساتھہ مراسلت کرین اور جو ہدایات
صدر المہام خزانہ کے دفتر سے جاری ہون اُنپر عمل کرین۔ اب مستوفیون کو اپنی
غلطی معلوم ہوئی اور کتابچون کی ورق گردانی کرنے لگے۔ مین نے ان کو مشکل
وجہہ سے بیکار اہل دفتر کے تخفیف نہین کیا۔ بلکہ اپنی جگہ پر رہنے دیا۔ کیونکہ
مین چاہتا تھا جب اُن کے ہوش بجا ہون تو انہین کام مین لاؤن اور اپنی تجویز
تقسیم اضلاع اور طریقہ محصول بندی کے لیئے ایک قانون بناؤن جس مین بعض ضروری
باتین اُن سے دریافت کرون۔ لیکن قبل اس کے کہ مین اسطرف کوئی عملی کارروائی
شروع کرون شاہ معزول کے آنیکی خبر ہوئی جس کی وجہ سے چار مہینہ فوجی تیارون
مین گذر گئے اور طہران مین برابر پریشانی رہی اُس کے بعد اور پولیٹکل واقعات پیش آئے
جن کی وجہ سے خود مجھ ہی کو ملک سے خیر باد کہنی پڑی اور وہ سارے منصوبے
یون ہی رہ گئے۔

پس ایسی حالت مین یہہ صاف ظاہر ہے کہ ایران مین گورنمنٹ کو اپنے

ملک کی آمدنی کا بہت ہی خفیف سا علم تھا۔ نہ یہہ معلوم تھا کہ کسقدر آمدنی واجب الوصول ہے اور نہ یہہ خبر تھی کہ رعایا سے یہہ آمدنی کسطرح وصول کیجاتی ہے اور آیا یہہ ظلم ہوتا ہے یا انصاف۔ ٹیکس کار کے نزدیک یہہ کہدینا بہت آسان تھا جیسا کہ تبریز کے پیشکار نے متواتر میرے زمانہ میں یہہ بیان کیا کہ صوبہ میں شورش اور بدامنی کی وجہ سے آمدنی تحصیلنا غیر ممکن ہے۔ چنانچہ اتنا کہکر وہ آمدنی سرکار میں کچھہ نہ داخل کرتا تھا گو گورنمنٹ خوب جانتی تھی کہ یہہ بیانات غلط ہیں اور کم از کم کچھہ آمدنی تو ضرور وصول ہوئی ہوگی مگر اسکا کچھہ تدارک نہ کر سکتی تھی۔ گورنمنٹ کو چاہیئے تھا کہ کلکٹر کو موقوف کر دیتی یا قید کرتی یا کم از کم اس سے اسبارے میں بازپرس کرتی۔

میرا ارادہ تھا کہ رفتہ رفتہ کل صوبوں میں ایک نائب صدر المہام خزانہ قائم کروں جسکا دفتر ایک امریکن یا یوروپین کے زیر نگرانی رہے اور اس کی ماتحتی میں ایک یوروپین انسپکٹر مع ضروری عملہ کے دیا جائے اور ایک یوروپین افسر مع فوجی پولیس کے اس کے ساتھ رہے تاکہ اس صوبہ میں مالگزاری تحصیلنے اور مقامی عہدہ داران سرکار کی ماہوارات وغیرہ تقسیم کرنے اور ذرائع آمدنی کی تنقیح کرنے اور بہ لحاظ آبادی اور حرفت وغیرہ کے آمدنی کا تخمینہ تیار کرنے اور حتی الامکان سب کلکٹروں کے کتابچوں پر قبضہ کرنیکا انتظام کرے اور اول سے ایک عام محصول بندی کے کام میں مدد دے۔ یہہ کام دو ایک سال میں ختم ہوتا مگر ایران میں اس کام کو انجام

وسیلے مین کوئی ایسی دشواری نہ تھی جسکا تدارک نہ ہو سکتا۔

ایران کے مروجہ طریقہ محصول بندی مین ایک نقص یہہ تھا کہ کتابچہ مکمل نہ تھے جن سے محصول بندی مین آسانی ہو۔ اول تو اکثر بہت پرانے تھے بلکہ بعض ایسے تھے جن کو مرتب ہوئے کئی پشتین گذر گئی تہین اور اس درمیان مین بہت سے مواضعات جو اول آباد اور سرسبز تھے اب بالکل ویران ہو گئے تھے۔ اور وہان کے باشندے دوسرے اضلاع مین چلے گئے تھے۔ مگر کتابچون مین کوئی تبدیلی نہ ہوئی تھی۔ مثلاً بعض موضع مین صرف چند سو باشندے رہ گئے تھے۔ جہان پہلے ہزارون کی تعداد تھی مگر ان سے وہی مالگذاری اسی مقدار مین لی جاتی تھی جو پہلے تشخیص ہو چکی تھی اور ان بیچارون کو تگنی یا چوگنی رقم بہ لحاظ سابقہ آبادی کے دینی ہوتی تھی۔ اسیطرح کبھی دوسرے موضع کیلئے جب کتابچہ بنایا گیا تھا تھوڑے سے لوگ رہتے تھے اور اب وہان کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی مگر سرکار کو اسیقدر رقم وصول ہوتی تھی جو ابتدا مین ہوتی تھی۔ حالانکہ ٹیکس کلکٹر کل باشندون سے پوری رقم وصول کرتا تھا۔

مین نے پہلا حکم یہہ نافذ کیا کہ آئندہ سے کل رقمی معاملات ایران کے شاہی بنک سے متعلق رہین۔ چونکہ اس بنک کی شاخین تمام بڑے بڑے شہرون مین قائم تھین اور سرکاری روپیہ اس بنک مین جمع ہوتا تھا اس لیے مین نے بنک کے صدر سے یہہ انتظام کیا کہ کل اضلاع مین جسقدر سرکاری

مالگزاری وصول کیجائے وہ سب بینکون مین جمع ہو اور بذریعہ تار طہران کے
صدر بنک کو اطلاع دی جائے تاکہ وہ رقوم سرکاری حساب مین محسوب ہو سکین
اسیطرح جب کسیکو کچھ دلایا جائے وہ چک کے ذریعے سے نقد وا دوستد
مین نے بالکل موقوف کر دی اور اسطرح پر ملک کے ہر ضلع مین آمدنی اور خرچ
کا حساب مکمل ہو گیا - دوسرے محکمہ جات مثل ڈاکخانہ تار آفس پروانہ ہائے راہداری
اور چنگی وغیرہ کو بھی مین نے یہہ ہدایت کی کہ اپنے اپنے محکمون کی آمدنی راست
بنک کو بھیجدیا کرین اور صدر دفتر خزانہ کو اسکی اطلاع دین -
مجھے فوراً یہ معلوم ہوا کہ بعض پیشکار گو میرے احکامات کی تعمیل مین کوئی عذر نہین
کرتے مگر میرے حسب ہدایت رقم مالگزاری بنک مین جمع نہین کرتے - اس سے
ان کی غرض یہہ تھی کہ جہانتک ممکن ہو روپیہ کو اپنے پاس رکھین اور جبتک
بزور ان سے نہ لیا جائے اس وقت تک نہ دین - مین نے اس کا انتظام
یون کیا کہ فوراً دو ایک سرغنہ پیشکارون کو جن کے ذمہ یہہ الزام تھا موقوف
کر دیا - جب دوسرون کو اس کی خبر ہوئی تو وہ راہ پر آگئے اور باوجود اس ابتری
کے جو تمام ملک مین بالخصوص صوبہ فارس مین شاہ معزول کی واپسی کی وجہ سے
پھیلی ہوئی تھی - سرکاری مالگزاری برابر جمع ہونے لگی - البتہ صوبہ آذربائجان
ایسی خراب اور ابتر حالت مین تھا کہ وہان سے ایک حبہ بھی وصول نہ ہو سکا اسکی
وجہہ یہہ تھی کہ روسی فوج برابر وہان آرہی تھی اور شہسوا نیون نے بلوے شروع

کیے تھے بشہسوانیون کے سرداروں کو روسی حمایت پر بھروسہ تھا۔ اس صوبہ سے بجائے اس کے کہ کچھ مالگزاری وصول ہوتی۔ گورنمنٹ کو بہت سی رقم وہان کے گورنر کو جو تبریز مین تعینات تھا بھیجنا ہوتی تاکہ اُس صوبہ مین امن قائم کرنے کیلئے فوجی پولیس کا انتظام کرے۔

جب مین نے اپنی خدمت کا جائزہ لیا تو اُس وقت یہہ بھی معلوم ہوا کہ ان پیشکاروں کی تنخواہین بہت کم ہین اور وہ سب اسقدر قلیل تنخواہ پر بھی خوش ہین جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ناجائز طریقہ سے روپیہ حاصل کرتے ہین۔ لہذا مین نے بہ لحاظ اضلاع کی بزرگی و کوچکی کے ان لوگون کی ماہوارات مین معقول اضافہ کیا اور اُن سے یہہ کہا کہ آئندہ ان کی برقراری اور ترقی اُن کے کام کے عملی نتائج پر منحصر ہوگی گو بیرونی اسباب کی وجہ سے جیسا چاہئیے تھا ویسا عمدہ نتیجہ تو نہ نکلا لیکن پانچ مہینے کے عرصہ مین صدر خزانہ کو باوجود خانہ جنگیون کے اتنی مالگزاری وصول ہوگئی جتنی گورنمنٹ کو نہ پہلے کبھی وصول ہوئی تھی اور نہ ہمارے وہان آنے سے ایک سال قبل۔

اب گورنمنٹ کیطرف سے بجائے نقد کے جنس تحصیل کرنیکا مسئلہ بہت دشوار تھا اور گیہون۔ جو۔ روئی۔ اور دوسرے زراعتی پیداوار کا جمع کرنا مشکل کام تھا۔ اول تو جنس خصوصاً چھوٹے چھوٹے قصبون اور دور دراز کے اضلاع مین تحصیل کی جاتی تھی اور یہہ مقامات صوبون کے مرکزون سے بہت دور واقع تھے۔ چونکہ

یہہ پیداوار بہت سے ہاتھوں میں سے گذرتی تھی اور اس کی نگرانی کرنا ہوتی تھی اس کے علاوہ بڑی وقت سے اس کام کیلئے باربرداری کا انتظام کرنا ہوتا تھا۔ چنانچہ بجز ان صوبوں کے جو طہران سے سوسیل کے اندر واقع تھے اور مقامات پر انتظام کرنا غیر ممکن تھا۔ اگر چند ٹن گیہوں یا جو بحفاظت کسی صوبہ مین پہنچ بھی گئے تو یہہ ممکن نہ تھا کہ مثل نقد روپیہ کے تار کے ذریعہ سے وہ طہران میں منتقل کر دیئے جاتے اور اگر ان کو نیلام کرتے تو اصل قیمت سے بہت کم وصول ہوتی تھا بہاسے گذشتہ میں مختلف اضلاع میں اسطرح پر جو جنس سرکار کیطرف سے تحصیل کیجاتی تھی وہ سرکاری ملازمین کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہوتی تھی۔ میرے پاس اسطرح کی بہت سی رپورٹین پیش ہوئی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک دن میں ایک ایک لاکھ ڈالر نفع اٹھایا گیا ہے اور ایک ایک صوبہ نے اسطرح اس جنس کو ناجائز طور پر فروخت کر کے فائدہ حاصل کیا ہے۔

۱۹۱۱ع کے تھوڑے سال میں جب میں نے طہران میں سرکاری انبار خانوں میں گیہوں اور دوسرا غلہ جمع کرنے کا انتظام کیا تاکہ شہر میں روٹی گران نہ ہو تو اسوقت سے مجھے معلوم ہوا کہ یہہ کام کسقدر دشوار ہے۔ میں نے بڑی وقت سے پانچہزار یا چھہزار ٹن گیہوں اور جو جمع کر پائے۔

اصطلاح مالیات سے حسب ذیل ٹیکس یا محصول مراد ہیں۔

(۱) اندرونی محصول جس میں زمینات کا محصول بھی شامل ہے۔

(۲) منیوسپل ٹیکس۔

(۳) دوسری مختلف آمدنی جو علاقہ صرف خاص۔ معدنیات اور دوسرے مختلف صنعت وحرفت کے کارخانون سے وصول ہوتی ہے۔ یہہ ٹیکس ہمارے یہان کے گھر وارسے کے مثل ہے اس کے علاوہ افیون۔ پوستین۔ اور تانبے پر بھی محصول لیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ ایران کو شراب اور دوسرے مسکرات سے بھی بہت آمدنی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ اسلام مین مسکرات کا استعمال ممنوع ہے اس لیے مجلس یا گورنمنٹ ایران کیطرف سے ان چیزون کے محصول کے لیئے سرکار کیطرف سے باقاعدہ طور پر کوئی حکم نہین دیا جاتا بلکہ انتظاماً دوسرے طریقہ سے اسطرح کے محصول باندھے جاتے ہین اور وصول ہوتے ہین اس سے دو اغراض پورے ہوجاتے ہین اول تو نشّی چیزون کی فروخت کا انسداد ہوتا ہے دوسرے سرکار کو آمدنی وصول ہوجاتی ہے۔ علاوہ مالیات کے ایران مین دوسرے ذرایع آمدنی یہہ ہین۔

چنگی۔ ڈاک۔ تار اور راہداری۔

چنگی کے انتظام پر تقریباً ستائیس اہل بلجیم مقرر ہین اور موسیو مارنارڈ اُن کا افسر ہے جو اپنے کئی مددگارون کے ساتھ طہران مین رہتا ہے چنگی کا محکمہ علاوہ محصول مال کے سرحدی مقامات پر راہداری کی فیس بھی وصول کرتا تھا۔ سنہ ۱۹۱۰ع مین چنگی کی حقیقی آمدنی چونتیس لاکھ تومان ہوئی۔ اس سے پہلے سنہ ۱۹۰۸ع

اور ۱۹۰۹ء مین (۲۶۳۳۰۰۰) اور (۳۱۹۹۰۰۰) تومان ہوئی تھی۔ یہہ کل آمدنی گورنمنٹ روس و برطانیہ کے پاس مختلف قرضون کی ادائی مین مکفول تھی جس کے لیے سالانہ کم از کم اٹھائیس لاکھ بتیس ہزار تومان دینے ہوتے تھے۔

جب ہم نے امپریل بنک سے بارہ لاکھ پچاس ہزار پونڈ قرض کا انتظام کیا تو پانچ برس تک سالانہ قسط مین اکتیس ہزار تومان کی کمی ہوگئی لیکن اگر پچھلے چند سال کے محاصل کو بنا قرار دین تو گورنمنٹ ایران کو سالانہ پانچ لاکھ اڑسٹھ ہزار تومان سے زیادہ چنگی کی آمدنی نہین ہوسکتی اور حسب شرائط دستاویز قرضہ ۱۹۱۱ء مین محکمہ چنگی کی آمدنی گورنمنٹ روس کے پاس رہن تھی اور روسی بنک کی ایک شاخ جو طہران مین تھی یہہ کل آمدنی چھ مہینہ تک وصول کرلیتی تھی اور دو سال مین ایکدفعہ گورنمنٹ ایران کو وصول ہوتی تھی۔

اس کے علاوہ اس قرض کا سود وغیرہ روسی سکہ مین ادا کیا جاتا تھا اور روسی بنک کو اختیار تھا کہ جس بٹاون سے چاہے وصول کرے اس زیادتی کی وجہ سے گورنمنٹ ایران کو مزید نقصان اُٹھانا پڑتا تھا۔ کیونکہ روسی بنک کبھی شرح بٹاون ایسا نہ مقرر کرتا تھا جس سے اسکو کچھ نقصان ہو۔

ایک اور بڑی رقم جو چنگی کی آمدنی مین محسوب کیجاتی تھی وہ قزاق بریگیڈ کی تنخواہ تھی۔ یہہ خرچ خواہ مخواہ ایران کے سر منڈھا گیا تھا۔ یہ تنخواہ جب تک مین طہران مین رہا ماہانہ تیس ہزار تومان دینا ہوتی تھی اس کے علاوہ بریگیڈ کے کرنیل صاحب

غیر معمولی اخراجات بائے نام سے اور بہت کچھ وصول کر لیتے تھے۔ غریب یا وسے
سو ایکسال غیر معمولی اخراجات کے نام سے ستر ہزار تومان وصول کئے گئے۔ یہ مشہور
بریگیڈ جسکا ذکر اوپر ہے ناصر الدین شاہ کے عہد میں قائم ہوا۔ ایک روسی کرنیل مسمی
چیک وسکی اسکا افسر تھا اور اس کی ماتحتی میں کئی اور روسی افسر مقرر تھے۔ ناصر الدین
شاہ نے خواہ اپنے تحفظ کے لحاظ سے یا اپنے روسی مشیروں کے مشورے سے
غیر ملکیوں کی فوج اس لیے مقرر کی تھی کہ اگر کبھی بیچاری ستم رسیدہ رعایا اس کے
مظالم سے تنگ آکر کچھ ہنگامہ کرے تو یہ فوج اس وقت ناصر الدین شاہ کی
محافظ ہو۔ جو فوج ایسے برے اصول کی بنا پر مقرر کیگئی ہو اس سے جو کچھ برائی
سرزد نہ ہو کم ہے۔ چنانچہ اس وقت سے اب تک یہی فوج ایران میں روس کو
سازش اور ظلم کرنے کیلئے ایک عمدہ آلہ ہو گئی ہے۔ اس فوج میں پندرہ سو سے
سولہ سو تک سپاہی ہونے چاہئے تھے۔ مگر کبھی اتنے نہیں بھرتی ہوئے حالانکہ
گورنمنٹ ایران سے اس کیلئے پوری تعداد کی تنخواہ وصول کیجاتی تھی۔ مجھے
خوب معلوم ہے کہ جس وقت میں طہران میں تھا اس تعداد میں کئی سو کی کمی تھی تاہم
بیچاری مجلس گورنمنٹ ایران سے ہمیشہ پوری تنخواہ کا مطالبہ ہوتا تھا اور کل رقم وصول
کیجاتی تھی۔ کبھی یہ نہ ہوا کہ تعداد کی کمی کی وجہ سے اس مطالبہ میں بھی کمی ہوئی ہو۔
اور اس کے علاوہ جو بڑی بڑی رقمیں کرنیل صاحب یا دوسرے افسر وصول کرلیتے
تھے اسکا کچھ حساب ہی نہ پیش ہوتا تھا۔ ایک فوج جب محمد علی کے مقابلے کیلئے بھیجی

تیاریاں پوری نہیں ہوئی تھیں تو اوس وقت مجھ سے صمصام السلطنت وزیر اعظم نے
یہہ کہا کہ اس بریگیڈ کے کرنیل صاحب کو جنہیں اخراجات کیلئے رقم دینی چاہئے
تھی وہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ میں نے صمصام السلطنت سے اقرار کیا کہ میں انہیں
رقم دونگا۔ چنانچہ میں نے کرنیل کو ایک خط لکھا اور اون سے حسابات کا
ایک گوشوارہ طلب کیا تاکہ مجھے معلوم ہو کہ جن اخراجات کیلئے رقم دیجا رہی ہے
وہ گورنمنٹ پہلے ادا کر چکی ہے یا نہیں۔ کرنیل صاحب نے حساب دینے سے
قطعی انکار کیا۔ اور یہہ نہ بتایا کہ جو رقم اون کو وصول ہوئی تھی کس طرح صرف کی گئی۔
بلکہ اونھوں نے سفارت خانہ روس کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ میں ان کے مطالبہ
کی ادائی سے انکار کرتا ہوں۔

سرکاری مالگذاری تحصیلنے میں ایک خاص دقت جو مجھے پیش آئی وہ یہہ تھی
کہ چنانچہ زمانہ سابق میں اسطرح دوسرے جرائم کے لیے کوئی مقررہ قانون نہ تھا۔
جس کی وجہ سے ایک ٹیکس کلکٹر یا کوئی سرکاری عہدہ دار جتنی رقم چاہتا سرکاری
رقم رکھتی تھی آزادی سے اوس میں خیانت کر سکتا تھا۔ اس لیے کہ اوسے سزا کا
کچھہ ڈر نہ تھا اور وہ یہہ جانتا تھا کہ اگر کسی قسم کی کچھہ بازپرس ہوگی تو کچھہ نذرانہ دیکر چھوٹ جائیگا۔ حالت
میں اس قسم کے جرائم کی کچھہ سزا ہی نہ تھی تو ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا اور نقص
زیادہ تر نا اہل عہدہ داروں کی عام رشوت ستانی اور تغلب کی وجہ سے پیدا ہوا جو
ایران کے انتظام ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے

ہین کہ اگر موجودہ مہذب ملکون مین خیانت مجرمانہ اور سرکاری تغلب کے تعزیری
قوانین منسوخ کردیے جائین تو اُسکا اثر کیا ہوگا - ایران کی عدالتین بھی ایک
عجیب طرح کی تھین اول تو عدالتون کی تعداد ہی کم تھی - اور اگر کہین کہین اُن کا
وجود بھی تھا تو بہت ہی بے ترتیب اور خراب حالت مین - بجائے انصاف کرنے
اور انسداد جرائم کے سرکاری عہدہ دارون کے لیے زرکشی کا ایک عمدہ ذریعہ تھین
اور جو لوگ اُن عدالتون مین مقرر ہوتے تھے وہ لکھوکھا کسانون اور دوسری
رعایا پر ظلم کرکے اپنی جیبین بھرتے تھے - اگر گورنمنٹ ایران نے ایسے خائن عہدہ
دارون کو سزا دینے کیلئے کچھ کوشش بھی کی تو محض انتظامی کوشش ہوتی تھی یا
پولیس کے ذریعہ سے کچھ تدارک کردیا جاتا تھا - اگر مقامی پولیٹکل حالت یا رعایا
کیطرف سے کسی خاص خائن عہدہ دار کی نسبت شکایت ہوئی یا اُس کیوجہ سے
کوئی جوش ہوا تو اوسوقت گورنمنٹ اُس عہدہ دار کی گرفتاری کا حکم دیتی تھی اور
شہر مین تشہیر کرا کے جیلخانہ بھیجدیتی تھی - یہہ جیلخانہ عموماً پولیس کا تھانہ ہوتا تھا یہ
حالت خاص طہران کی تھی جو مین نے بیان کی - صوبجات کا ذکر نہین - جہان
گورنرون کو ہر قسم کا اختیار تھا - وہان کسی شخص ملزم کو گرفتار کرنے اور اُس کے
مقدمے مین تحقیقات کرنے کی عموماً یہہ غرض تھی کہ وہ خود یا اُس کے اعزا اور
دوست احباب مجبور ہوکے ایک معقول رقم گورنر صاحب کو نذر کرین - غرضکہ
وکیل سرکار مدعی اور جج یہہ کل حیثیتین ایک گورنر صاحب ہی کی ہوتی تھین -

اس وجہ سے مجھے اس بات کی سخت ضرورت پیش آئی کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ
کم کیا جائے یا نادہندوں سے وصول کرانے کیواسطے طہران میں حوالات گھر قائم کر دوں جہاں خزانہ
کے عہدہ داروں کا ایک عمل ایسے لوگوں کو حوالات میں بھیج سکے۔

میں نے اپنی خدمت کا جائزہ لیتے ہی کل وزرا کو لکھ دیا کہ آیندہ سے کوئی
رقم نہ دی جائے گی جب تک کہ ایک تحریری مطالبہ اس چھپے ہوئے فارم پر
جو میں نے بنایا ہے پیش نہ ہو۔ یہہ فارم صدر المہام خزانہ کے نام تھا اور فرنچ
و فارسی دونوں زبانوں میں چھپا ہوا تھا۔ اور اس میں ایک خانہ کیفیت کا بھی تھا
جس میں رقم مطلوبہ کی شرح درج کیجاتی۔ میری اس تجویز کو کیبنٹ کے اکثر عہدہ
داروں نے پسند کیا۔ غالباً اونھوں نے یہہ خیال کیا کہ اس کی خانہ پری کر دینا بس
اس کے بعد اور کچھ کام نہیں۔ صدر المہام خزانہ رقم دیدیا کرینگے۔ چنانچہ فوراً یہہ فارم
میرے پاس سے منگانا شروع ہوئے اور کئی ہفتہ تک میرے دفتر میں روپیہ
کیلیے ان فارموں کی بوچھار رہی۔ بعض مطالبات عجیب و غریب قسم کے تھے۔
رفتہ رفتہ ان عہدہ داروں کو معلوم ہوا کہ محض ان فارموں کا پیش کرنا صدر المہام
خزانہ کے اطمینان کیلیے کافی نہیں ہے جب تک کہ رقم مطلوبہ کے جواز کا کافی اطمینان
نہ کرایا جائے۔ بعض مطلوبہ تو ایسے تھے جنہیں دیکھ کر ہنسی آتی تھی۔ چنانچہ تمثیلاً چند
بیان کئے جاتے ہیں۔ دو فرانسیسی سیاح جو دنیا کی سیاحت کیلیے نکلے تھے اثنا ے
سفر میں طہران بھی آئے اور نائب السلطنت سے ملنے گئے۔ دوسرے دن

میرے پاس وزیر امور خارجہ کا ایک مطالبہ پہونچا جسے دیکھکر مجھے تعجب ہوا اس
مین یہہ درج تھا کہ حسب الحکم نائب السلطنت ان دو سپاہیون کو سو تومان
بطور انعام دلائے جائین - خیر اُس وقت تو مین نے کوئی اعتراض نہ کیا اسلئے
کہ خواہ مخواہ ایک بڑی فرینچ ریپبلک کیسا تھ ایک بین الاقوامی مسئلہ چھڑ جاتا - مین نے
سو تومان تو دیدیئے مگر وزیر امور خارجہ کو آگاہ کیا کہ جدید قواعد کی رُو سے خزانہ
عامرہ کا روپیہ صرف کرنے کیلئے کوئی معقول وجہ ہونا چاہیئے - ایک دوسرے
موقعہ پر وزارت امور داخلہ کے مستوفی صاحب میرے پاس تشریف لائے
اور بہت سے سلام کرکے ایک مطالبہ پیش کیا جس پر وزیر اعظم کے دستخط
تھے - اس مطالبہ کا لفظی ترجمہ یہہ تھا کہ سید فتح اللہ کو جو اپنے گدھے سے گر گئے
ہین اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے - سو تومان دیئے جائین - ان بیچارے
مذہبی حضرت کو جنہین یہہ صدمہ پہونچا تھا - جب یہہ معلوم ہوا کہ صدر المہام خزانہ اُن کے
اس دعوے مین کوئی انصاف کی جھلک نہین دیکھتے تو اُنھین بہت تعجب ہوا
اور وہ رنجیدہ ہوگئے -

ایک دفعہ وزیر دربار دو مطالبہ لیکر میرے پاس آئے جن مین ایک
مطالبہ شاہی اونٹون کے تیل کے لیئے تھا اور دوسرا اعلیحضرت شاہ ایران کی موٹرون
کی گیلانس کیلئے - یہہ مطالبہ دیکھکر مجھسے نہ رہا گیا - سوائے ایران کے اور دنیا
مین کہین اونٹون کیلئے تیل اور موٹرون کیلئے گیلانس نہ درکار ہوتی ہوگی مگر

یہ دونوں مطالبے بالکل صحیح تھے - اس لیئے کہ ایران میں ایک خاص قسم کا
تیل اونٹوں پر ملا جاتا ہے تاکہ اُن کی جلد چکنی رہے اور شاہی موٹر خانے کے
ملازمین کو بجائے نقد کے گیاس پنشن میں دی جاتی تھی - میں نے یہ
دونوں مطالبے منظور کیئے -

جب ستمبر کے آخر میں اس بات کا یقین ہو گیا کہ حشمت علی طہران تک نہ آ سکیگا
تب میں نے شمالی حصہ ملک کیلئے ضوابط کا ایک خاکہ کیبنٹ کے سامنے پیش کیا -
میرے خیال میں بلحاظ وقت ان ضوابط کی بڑی ضرورت تھی -

اسمین اندیشہ صرف اتنا تھا کہ اگر ہم مجلس سے جبکہ وہ اصلاح مالی کے جوش میں تھی اختیارات
حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوتے اور اپنے فرائض انجام دینے کی اجازت بھی نہ پاتے تو اس صورت میں
ہمیں منجملہ ان دو باتوں کے ایک بات اختیار کرنا ہوتی - اول یہ ہم سال میں چھ
مہینہ ایران کی حالت کو مطالعہ کرنے میں صرف کرتے اس کے بعد تفصیلی قانون کا
مسودہ تیار کر کے پیش کرتے جس میں تفصیل مالگزاری - نئی آمدنی پیدا کرنے کے ذرائع
اور سرکاری محاصل کا خرچ درج ہوتا - دوسری صورت یہ تھی جو ہم نے اختیار
کی وہ یہ کہ جلدی سے ایک عام سیدھا سادا قانون بنا کے مجلس سے پاس
کرا لیا جس سے صدر المہام خزانہ کو ایران کے مالی معاملات کا ضروری اختیار مل گیا
اس میں شک نہیں کہ اس دوسرے طریقہ میں بہت سی دقتیں حائل تھیں -
اس لیئے کہ ہم نے بڑی ذمہ داری کا بوجھ اپنے سر لے لیا تھا اور ایسی ابتدا و [illegible]

گورنمنٹ کی اصلاح مین دفعتاً ہاتھہ ڈالنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر ہمین پہلے سے
کچھ تجربہ ہو چکا تھا اس لیئے ہم نے وہی طریقہ اختیار کرنا بہتر سمجھا۔ اصل
یہہ ہے کہ ایران کی مالی حالت ایسی نازک ہو رہی تھی کہ اگر فوراً کوئی عملی تدارک
نہ کیا جاتا تو ملک کے دیوالیہ ہونے مین کوئی کسر ہی نہ باقی تھی۔ اور دیوالیہ
ہونے کی صورت مین طہران بلکہ تمام سلطنت مین لوٹ مار شروع ہو جاتی۔ اور
ہر قسم کی ابتری پھیلتی۔

چنانچہ پہلا کام یہہ تھا کہ سرکاری رقم پر پورا اختیار حاصل کیا جائے۔ تب اس کی
بدولت دوسرے محکمون کی اصلاح کی جائے اور وہان جو تغلب جاری تھا اسکا
انسداد ہو اس طرح پر سرکاری آمدنی اور خرچ کا صحیح اندازہ ہوسکے اس کے بعد
نئے قانون پر غور کیا جائے اور جدید طریقہ حساب و تنقیح جاری کیا جائے۔

جونہی مجلس نے ۱۳ جون کو قانون پاس کیا مین نے یہ کوشش کی کہ ایرانی
اور غیر ملکی دونون اس قانون کی عزت اور پابندی کرین یون تو روپیہ حکومت۔ اختیار
اور جرأت وغیرہ کی وقعت بہت تھی مگر جو چیز اہل ملک کے حقوق کی حفاظت کے
لیئے چاہیئے یعنی قانون اس کی کوئی پروا نہ کرتا تھا۔ ایران مین قانون اور
بالخصوص قانون مال کیطرف سے بالکل بے اعتنائی کیجاتی تھی۔ میرے جائزہ
لینے سے کئی مہینے پہلے مجلس نے ایک قانون اسطرح بنایا تھا کہ فرانسیسی قانون
کے بہت سے دفعات لیکر ایک جگہ جمع کر دیئے تھے۔ یہہ قانون کئی مہینے

نافذ تھا مگر کسی عہدہ دار کو نہ اس کا علم تھا اور نہ اس کی پابندی کرتا تھا۔ سب بڑے فخر کیسا تھ۔ اس قانون کے وجود کا اعلان تو کرتے تھے مگر لوٹ مین اسیطرح مشغول تھے۔

چنانچہ گذشتہ موسم گرما مین خانہ جنگی کیوجہ سے جو ہنگامہ اور ابتری پھیلی تھی وہ کم ہونے لگی تو مین نے اس غرض سے کہ اہل ایران قانون کی پابندی کرین۔ بعض بڑے بڑے نا دہندا مرا جیسے علاء الدولہ پرنس فرمان فرما اور سپہدار سے سرکاری محاصل کی ادائی طلب کی۔

علاء الدولہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اُس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ جب پرنس فرمان فرمانے دیکھا کہ مین سرکاری محاصل وصول کرنے پر پورا آمادہ ہون تو وہ کونسل وزرا کے پاس گئے اور دستوری حکومت کیلئے اپنی کارگذاریان بیان کرکے وزیراعظم کے شانہ پر سنہ رکھکے رو دینگے۔ وزرائے کونسل اس حرکت سے ایسے متاثر ہوئے کہ انھون نے نہایت ملائم الفاظ مین مجھے ایک خط لکھا کہ پرنس فرمان فرما سے محاصل کا تقاضہ نہ کیا جائے جب تک کہ مجلس وزرا اس معاملہ مین بخوبی غور نہ کرلے۔ پرنس فرمان فرما خود یہہ خط لیکر میرے پاس آئے مین نے ان سے کہا کہ آپ کو اختیار ہے خواہ کل واجب الادا محاصل کل تمام ادا کرکے بکسے دستورانہ دلیرانہ خدمات دستوری حکومت کیلئے انجام دیتے رہیئے یا مجھے اجازت دیجئے کہ مین آپ کے اجناس قانون پر قبضہ کرلون۔ اور آپ کو

ادائی محصول کی زحمت سے بچاؤں۔ مین نے کونسل وزرا کو لکھا کہ اگر وہ مہربانی کرکے گورنمنٹ کے اور دوسرے معاملات کو دیکھتے رہین تو مین کوشش کرکے تحصیل محاصل کا انتظام کرون گا۔ دوسرے دن پرنس فرمان فرما نے محاصل واجب الادا کا ایک بڑا حصہ ادا کردیا۔ گو ہم نے اُن کے ایک علاقہ مین اپنا بقاؤ پر قبضہ کرلیا تھا۔ یہہ پرنس فرمان فرما وہ حضرت تھا ہین جنھون نے اپنے زمانہ ملازمت مین کئی لاکھ ڈالر جمع کرلیے تھے۔ یہہ کچھ عرصہ تک ایک صوبہ کی گورنر جنرل رہ چکے تھے اور کبنٹ وزرا کے ایک رکن بھی تھے۔

مجھے معلوم ہوا کہ سپہدار کے ذمہ بہتر ہزار تومان بقایا باقی ہے۔ انھون نے ایک چال یہہ چلی کہ سرکار پر دس لاکھ تومان کا ایک مطالبہ پیش کیا اور یہہ کہا کہ سنہ ۱۹۰۹ء مین جو فوج انھون نے رشت مین تیار کی اور جس نے فدائیون کے ساتھ ملکر محمد علی سے طہران چھینا اس کے لیے اتنے تومان صرف ہوئے تھے اس کے علاوہ خود انھون نے جو قومی خدمات اس معرکہ مین انجام دیئے اُسکا حق المعاوضہ بھی اُن مین شامل ہے۔ انھون نے یہہ بیان کیا کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ انھین اور اُن کی اولاد کو دس پشت تک ہر قسم کے محصول سے معاف کردے۔ چونکہ سپہدار کے پاس لاکھون کی دولت تھی اور شمالی ایران مین ایک بڑی جاگیر کا مالک بھی تھا اس کے علاوہ اس وقت اُن کی اولاد اتنی تھی کہ کبھی یہہ گمان نہ ہوسکتا تھا کہ اُن کا خاندان حشر تک مفقود ہوگا بلکہ یہہ یقین تھا کہ

کہ اڑھائی سو برس کے بعد اُن کی اولاد کی تعداد اتنی ہو گی کہ سارے ایران کی محصول طلب جائدادین انھین کے قبضہ مین ہون گی جس سے یہہ سمجھنا چاہیئے کہ سرکاری آمدنی کچھ بھی نہ رہیگی۔ آخر کار وہ اپنا محصول ادا کرنے پر راضی ہوسکے بلکہ اپنے ایک فرزند کو حکم دیا کہ اپنی جاگیر سے غلہ منگا سکے لیے تھکتا نہیں اُسنے مین گورنمنٹ روس کا الٹیمیٹم پیش ہو گیا جس سے انھین پھر جرأت ہوئی کہ صدر المہام خزانہ کی مخالفت کرین اور سرکاری محصول نہ دین۔

اگر ۱۳ جون کے قانون سے مجھے اختیار نہ ملا ہوتا تو مین کچھ نہ کر سکتا۔ یہہ کہہ دینا آسان ہے کہ بغیر اس قانون کے بھی بختیاریون اور دوسری فوجون کیلئے روپیہ کا انتظام ہو سکتا جو گورنمنٹ کیطرف سے محمد علی اور سالار الدولہ کے مقابلہ کیلئے بھیجی گئین۔ مگر اختیار ملنے سے یہہ ہوا کہ مین ایک حد تک خزانہ کو ان لٹیرون کے ہاتھ سے بچا سکا ورنہ وہ تو دو ہی ہفتون مین سارا خزانہ خالی کر دیتے نائب السلطنت نے کئی دفعہ مجھسے بیان کیا کہ گذشتہ موسم گرما مین مین نے بختیاری سردارون اور کیبنٹ وزراء کے ناجائز اور فضول مطالبات کو جو رد کیا اس کی بدولت سرکار کو علاوہ اُن اخراجات کے جو باغیون کے مقابلہ مین فوجین بھیجنے اور اُن کی سربراہی کرنے مین عائد ہوتے ہیں بیس لاکھ تومان پس انداز رہے۔

جب مین گذشتہ فروری مین انگلستان گیا تو اس وقت اخبار لنڈن ٹائمس نے

جو مجھ پر سب طرح کا اعتراض کر کے تھک گیا تھا اب یہہ نیا اعتراض کیا کہ مجھے سلطنت روس و برطانیہ سے یہہ توقع ہی نہ رکھنا چاہیئے تھی کہ وہ قانون مورخۂ ۱۳ جون کو پسند کرینگے یا کسی طرح سے اُسپر ...

سلطنت روس و برطانیہ سے یہہ توقع ہی نہ رکھنا چاہیئے تھی کہ وہ قانون مورخۂ ۱۳ جون پسند کیا تھا جس کی رُو سے مجھے ایران کے مالی معاملات مین پورے اختیارات ملے تھے اتفاق کرینگی اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ قانون اُن کے خاص اغراض کے خلاف ہوتا - یہہ اعتراض محض اس امر پر مبنی تھا کہ اُس قانون مین بعض ایسے دفعات تھے جن سے ان سلطنتون کے مالی یا دوسرے قسم کے حقوق پر بُرا اثر پڑتا - حالانکہ یہہ اعتراض اصل حقیقت کے بالکل برعکس تھا اس لیے کہ کل قرض کے معاملات جو گورنمنٹ ایران اور ان سلطنتون کے درمیان ہوئے اُن کی باقاعدہ دستاویزین موجود تھین اور اُن کی ادائی کی پوری ضمانت کیگئی تھی کسی قسم کا قانون ان ضمانتون پر کوئی بُرا اثر نہین ڈال سکتا تھا -

ایران کے مالی معاملات پر پورا اختیار رکھنے کی ضرورت اس لیے نہ تھی کہ مختلف قرضون کی ضمانت مین کوئی تبدیلی کیجائے بلکہ اس اختیار سے صدرالمہام خزانہ کی اصل غرض یہہ تھی کہ جو بد دیانتی - رشوت ستانی اور تغلب ایرانی عہدہ دارون مین پھیلا ہوا ہے اس کا انسداد کیا جائے اور اندرونی محاصلات سرکار کو وصول ہون اس سے قرض خواہون کا سراسر فائدہ تھا اس لیے کہ اگر کسیوقت وہ محاصل جو کہ کفالت مین مکفول تھے کافی نہ ہوتے تو سرکاری خزانہ سے اقساط

معینہ بآسانی ادا ہوسکیتن۔

دوسرے الفاظ مین یہہ کہنا چاہیے کہ مالی انتظامات پر معقول اختیارات کی ضرورت محض اندرونی اسباب کی وجہ سے تھی۔ بیرونی قرضون سے اسے کوئی تعلق نہ تھا البتہ قرضہ کی ادائی مین زیادہ سہولت ہوجاتی۔ اگر اسطرح کا کوئی قانون پاس نہ ہوتا تو مالی اصلاح مین کسی قسم کی ترقی غیر ممکن تھی اور صدر المہام خزانہ سع اپنے مددگارون کے بیکار سرکاری عہدہ دارون سے لڑتے رہتے۔ جن کی خودغرضی یہہ چاہتی تھی کہ بدستور ابتری پھیلی رہے اور کسی قسم کی اصلاح نہ ہونے پائے۔

ایران کے مالی معاملات مین خواہ کیسے ہی سخت اصلاح کیون نہ کیجاتی اُس سے بیرونی قرضخواہون کو بجائے کسی قسم کا نقصان پہونچنے کے ان کے دیون کی اور حفاظت بڑھجاتی۔

مجھسے پہلے جو غیرملکی صیغۂ مال کے عہدہ دار مقرر ہوئے تھے ان کو تجربہ سے معلوم ہوگیا کہ بغیر اختیارات کامل کسی قسم کی اصلاح یا ترقی محال ہے محض عہدہ دارون پر بھروسہ کرنا بالکل بیسود ہے اس لیے کہ وہ ہمیشہ باربار بدلتے رہتے ہین۔ اور اپنے تئین ایران کے مالی معاملات کا مقتدر حاکم سمجھتے ہین۔

گو ایران مین اب تک کوئی سرکاری بجٹ مرتب نہ کیا گیا تھا تاہم جب ہم لوگون نے مال کا کام اپنے ہاتھ مین لیا تو چند ہی روز مین ہم نے یہہ دریافت کرلیا

اگر کل آمدنی وصول ہو جائے تب بھی سالانہ ساٹھ لاکھ تومان کی کمی پڑتی ہے - سال
گذشتہ کی آمدنی مین منجملہ پچاس لاکھ تومان نقد اور جنس کے دس لاکھ تومان سرکار کو
وصول ہوئے تھے لہذا ساٹھ لاکھ کی سالانہ کمی بہت جلد ایک کرور دس لاکھ تک
پہنچتی اگر ہم زیادہ آمدنی وصول کرنے کی کوشش نہ کرتے - اس کے علاوہ مختلف
وزارت خانون کے اخراجات بہت زیادہ بڑھے ہوئے اور فضول تھے - اسمین
شک نہین کہ ایک عمدہ انتظام کیلئے وہ اخراجات چندان زائد نہ تھے مگر اس امر کا
لحاظ کرکے کہ رعایا کو ان وزارتون کے وجود سے کوئی نفع نہ تھا وہ اخراجات بہت
زیادہ تھے - لہذا یہہ امر نہایت ضرور تھا کہ ان اخراجات کو گھٹانے کی کوشش کیجائے
اور سرکاری آمدنی اور اخراجات مین جو بڑا فرق ہے کم کیا جائے -

چنانچہ مین نے کیبنٹ وزرا اور مجلس کے سامنے ایک تجویز پیش کی کہ کل سرکاری
دفاتر مین حسب ضرورت تخفیف کیجائے - مین کئی مہینہ تک مختلف وزراکیساتھ
محنت کرتا رہا اور انھین آمادہ کیا کہ اپنے اپنے دفاتر کا بجٹ تیار کرین تاکہ مجھے
معلوم ہو کہ جو مطالبات خزانہ پر بھیجے جاتے ہین - ان مین کون سے مدات قابل
منظوری ہین مگر وہ سب کسی نہ کسی بہانہ سے ٹالتے رہے اور بجٹ تیار نہ کیا -
یہانتک کہ مین نے عاجز ہو کر خود اپنے دفتر مین ہر وزارت کے ضروری اخراجات
کا موازنہ بنایا اور یہہ کہدیا کہ اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا خواہ کیسی ہی بڑی شکایت
یا ضرورت پیش ہو اور آخر مین مین نے وزارت جنگ کا ایک موازنہ تیار کیا -

سب سے زیادہ وزیر جنگ صاحب ہی شور مچاتے تھے اور ہمیشہ بلوہ کی دھمکیاں دیتے رہتے تھے۔ مین نے تفصیل وار یہہ دکھا دیا کہ ایک عمدہ پندرہ ہزار فوج کے لیے بیس لاکھ تومان سالانہ کا خرچ بالکل کافی ہے اس مین پیدل سوار اور توپخانہ سب عمدہ طور پر مسلح اور باقاعدہ رہسکتا ہے بلکہ افسرون اور سپاہیون کو جو تنخواہین اب دی جاتی ہین اس سے زیادہ تنخواہین بھی دی جاسکتی ہین۔ حالانکہ وزیر جنگ سالانہ ستر لاکھ تومان وصول کرتے تھے مگر اُن کے پاس پانچہزار فوج بھی ایسی نہ تھی جو عمدہ باقاعدہ فوج کہی جاتی۔ چند فاقہ مست پھٹی ہوئی وردیان پہنے سپاہی تھے بس یہی جرار فوج تھی۔

وزارت جنگ کا تغلب ایسا ہین تھا کہ کونسل وزرار کو بجز اس کے کچھ چارہ نہ ہوا کہ میرا مجوزہ موازنہ فوراً منظور کرے۔ صمصام السلطنت جو وزیر جنگ تھے اپنے دوسرے اعزّہ اور ہمارے پرانے دوست امیر اعظم نائب وزیر جنگ کے بہکانے سے اس بجٹ کی تعمیل کے متعلق ضروری احکام دینے سے انکار کرتے رہے۔ گو اُنھون نے متواتر یہہ وعدہ کیا کہ اب احکام جاری کرین گے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مین نے وزارت جنگ کے مطالبات کا روپیہ دینے سے انکار کیا اور جسقدر فوج طہران مین موجود تھی اس کی تنخواہ بلا وساطت وزارت جنگ خزانہ سے ادا کی۔ مین نے نامون کی فہرست سے جو وزیر جنگ نے پیش کی تھی۔ تقریباً ایک سو نام نکال ڈالے۔ یہہ لوگ جنرل اسٹاف آفیسر۔ فوجی کونسلر۔ ماہرین فنون جنگ۔ فوجی وکلا۔ فوجی معلّم

اور فوجی پروفیسر کہلاتے تھے اور یہہ بدمعاش ہزار ہا ڈالر تنخواہون کے نام سے
وصول کرتے تھے اور کل محکمہ جنگ مین خاص ابتری کا باعث یہی تھے۔ ان لوگون
نے بہت کچھ شور مچایا اور قسمین کھائین کہ مجھے مار ڈالین گے اور فوج مین بلوہ
کرادین گے مگر کچھ نہ ہوا اصل یہہ ہے کہ جب فوج کو خزانہ سے پوری تنخواہ ادا
کردی گئی تو سپاہیون کو اطمینان ہوگیا اور گویا اُن کی زندگی مین پہلا موقعہ تھا کہ انہین
سالم تنخواہ وصول ہوئی اور اس مین کسی قسم کی وضعات نہ کیگئی ایسی صورت مین ظاہر
تھا کہ وہ کیون ہنگامہ کرتے۔

دوسری تجویز مین نے مداخل و مخارج کو برابر کرنے کے لیے یہہ پیش کی کہ
جدید محصولات کیلئے ایک قانون بنایا یہہ قانون کونسل وزرا کی منظوری کیلئے پیش کیا
گیا اس مین حسب ذیل تغیرات تھے۔

(۱) افیون کے موجودہ ٹیکس مین اضافہ کیا جائے۔ یہہ ٹیکس اگرچہ اصولاً
ایران مین ممنوع ہے مگر عملاً ممنوع نہین۔ چنانچہ اس ٹیکس مین اضافہ ہوسکتا ہے
اور اس سے سرکاری آمدنی بڑھے گی۔ البتہ اس کیلئے زیادہ عملہ رکھنا ہوگا۔ تاکہ
افیون کی تجارت پر کافی نگرانی ہوسکے۔

(۲) شراب پر محصول بڑھایا جائے چونکہ مجلس [۱] سے اس کی منظوری ممکن نہ تھی

[۱] چونکہ ایران کا سرکاری مذہب اسلام ہے اس لیے مجلس شراب پر محصول بڑھانے کیلئے کوئی سرکاری حکم نہ دیسکتی تھی
مذہباً شراب کا استعمال مسلمانون مین بالکل منع ہے۔

اس بیے پولیس کے ذریعہ سے اس مین اضافہ کرایا جائے۔

(۳) ملک مین جسقدر تمباکو پیدا ہوتا ہے اُسپر فی چار سیر ایک قران محصول لیا جائے اور اس تمباکو سے جو سگار یا دوسری چیزین تمباکو کے استعمال کی بنائی جائین اُن پر اور زیادہ محصول لیا جائے۔

(۴) جانورون کی انتڑیون پر جو محصول ہے وہ موقوف کیا جائے اور بجائے اس کے چھوٹے جانورون پر جیسے کہ گوسفند وغیرہ جو ذبح کیے جائین اُن پر فی جانور ایک قران اور بڑے جانورون پر جیسے کہ گائے وغیرہ کچھ زیادہ ٹیکس لیا جائے۔

(۵) قانون اسٹامپ پر نظر ثانی کیجائے اور کل تجارتی معاہدات کے کاغذات اور رسیدات پر اسٹامپ لگانیکا حکم ہو۔

(۶) غیر سلطنتون کی رضامندی حاصل کر کے چنگی کے محصول پر نظر ثانی کی جائے اور جو مال کہ باہر سے یہان آتا ہے اُسپر اندرونی محصول لگایا جائے۔

(۷) تیس لاکھ تومان سالانہ جو گورنمنٹ ایران کو وظیفون کیلئے دینا ہوتے ہین اُس کیلئے یہہ انتظام ہو کہ خزانہ سے پانچ فیصدی سالانہ سود پر چالیس سال کیلئے پرامیسری نوٹ یا تمسکات جاری کیے جائین۔ یہہ پرامیسری نوٹ ہر وظیفہ خوار کے نام سے ہون اور اوس کا سود بذریعہ ایک پرچہ سود کے ملا کرے اور یہہ نوٹ فی سو تومان سالانہ کا ہو اور اس کی تقسیم قسم وظیفہ کے لحاظ سے کیجائے

(۸) چالیس لاکھ پونڈ قرض لیے جائین جن سے روسی بنک کا قرضہ

جس کی تعداد گیارہ لاکھ پونڈ ہے ادا کر دیا جائے اور باقی رقم بعض ایسے کاموں میں صرف کی جائے جن سے ملک کی آمدنی بڑھے۔ اس روپیہ کا کوئی حصہ گورنمنٹ کے معمولی اخراجات میں نہ صرف ہو۔

اس رقم قرض سے جو آمدنی ہو وہ حسب ذیل کاموں میں صرف کی جائے تاکہ آمدنی میں اضافہ ہو۔

(۱) قزاستری۔

(۲) محصولبندی کیغرض سے کل شہروں اور ضلعوں کی مردم شماری کیجائے۔

(۳) جنگلات اور معدنیات کی پیمایش ہو۔

(۴) خالصہ کی پیمایش کیجائے۔

(۵) خزانہ کی فوجی پولیس کے لیے ضروری اسلحہ وغیرہ خریدے جائیں اور بارکیں تعمیر ہوں۔

(۶) موجودہ سڑکوں کی مرمت کیجائے اور بعض نئی سڑکیں بنائی جائیں۔

(۷) ایران کے مختلف مقامات میں آبپاشی کے ذرائع مہیا کیے جائیں۔

ان تجاویز کے متعلق دستوری حکومت پر جو سخت اعتراض کیا گیا وہ یہہ تھا کہ دستوری حکومت نے رعایا کے فائدہ کیلئے عملاً کوئی کام نہیں کیا۔

میں نے ایک تجویز یہہ پیش کی کہ گورنمنٹ ایک قانون پاس کرے جسکے

روسے حسب ذیل آٹھ ریلین مناسب وقت پر تعمیر کیجائین یا ان کی تعمیر کیلئے وقتاً فوقتاً اجارے دیئے جائین ۔

پہلی لائین ۔ محمرہ سے خرم آباد اور ہمدان تک ۔

دوسری لائین ۔ خانقین سے کرمان شاہ اور ہمدان تک ۔

تیسری لائین ۔ ہمدان سے قزوین تک ۔

چوتھی لائین ۔ بندر عباس سے کرمان یزد اور طہران تک اور وہان سے ایک شاخ اصفہان تک ۔

پانچوین لائین ۔ بوشہر سے شیراز اور اصفہان تک ۔

چھٹی لائین ۔ جلفہ سے تبریز زنجان ۔ قزوین اور طہران تک ۔ پھر قزوین سے ایک شاخ بحر کیسپین کے بندر گاہون تک ۔

ساتوین لائین ۔ زنجان سے ہمدان تک ۔

آٹھوین لائین ۔ بندر عباس سے شیراز تک ۔

مین نے یہہ بھی تجویز پیش کی کہ اس قانون مین ایک فقرہ یہی بڑھا دیا جائے کہ خانگی لوگون کو غلا اور دوسری ضروریات زندگی کی چیزین انبار خانون مین جمع کرنیکی ممانعت کیجائے ۔

اگر میری تجویز کے موافق قانون ٹیکس پاس ہو جاتا تو مین نے یہہ تخمینہ کیا تھا کہ ملک کی آمدنی مین سالانہ پچاس لاکھ تومان اضافہ ہوگا اور رعایا کو مطلق بار نہ گذریگا

اس کے علاوہ تمسکات پنشن یا پرامیسری نوٹ جاری کرنیسے گورنمنٹ کو سالانہ بیس لاکھ تومان کی بچت ہوگی۔

کونسل وزرا نے ۳ ستمبر ۱۹۱۱ء کو میرے یہہ تجاویز منظور کیں اور مجھ سے کہا گیا کہ مجلس میں پیش کرنے کیلیئے ایک مسودہ قانون تیار کرون کہ اتنے مین روس نے الٹیمٹیم بھیجدیئے۔

ایران کی مالی حالت کی خرابی منجملہ اور اسباب کے ایک یہہ عجیب وغریب وظائف تھے جن کیلیئے سرکار کو کل ملک مین ایک لاکھ آدمیون کو تیس لاکھ تومان نقد اور جنس دینا ہوتے تھے۔

دستوری حکومت کو یہہ زیر باری بادشاہان ماسبق کے عہد حکومت سے گویا ورثہ مین ملی تھی۔ گو مجلس نے بھی چند وظائف منظور کیئے تھے مگر یہہ وظائف بعض مجتہدین یا ایسے لوگون کے نام تھے جنہون نے قومی خدمت کی تھی یا بعض لوگون کے اعزہ کے نام جو دستوری حکومت کے لیئے لڑائی مین مارے گئے تھے۔

اگلے زمانہ مین اگر شاہ اہل دربار کے کسی لطیفہ۔ شعر یا خوشامدانہ بات سے خوش ہوتے تھے تو اُسے ایک یا ایک درجن مواضعات کی آمدنی بخش دیتے تھے یا یہہ حکم دیتے تھے کہ اُس شخص کا نام وظیفہ خوارون کی فہرست مین درج کرلیا جائے اور اُسے اتنے سو یا اتنے ہزار تومان سالانہ ملا کرین یا اتنے خروار

گیہون یا جَو دلایا جائے۔ ان وظیفہ خواروں میں چند ایسے بھی تھے جنہوں نے کوئی سرکاری خدمت بھی انجام دی تھی۔ شاہ کے کل خدمتگار اور خانگی ملازم وظیفہ خوار تھے اور یہہ وظیفہ نسلاً بعد نسلاً چلے آتے تھے۔ دس میں نو وظیفہ تو محض رعایتی تھے۔ کل امراء کے نام بڑے بڑے وظائف تھے۔ کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جہاں وظیفہ خوار نہ ہوں۔ سب سے بڑی تعداد طہران میں تھی۔

دستوری حکومت کبھی یہہ کل وظیفہ یا اُن کا کوئی جزو ادا نہ کر سکی۔ وزراء مال اور دوسرے بڑے عہدہ داروں کو اس کی وجہ سے خانگی تجارت کرنے اور سٹہ اٹھانے کا بڑا موقعہ ملتا تھا۔ ہر سال ان وظیفوں کیلئے سرکاری احکامات تو جاری ہوتے تھے۔ مگر کبھی خزانہ سے اُن کا روپیہ نہ وصول ہوتا تھا۔ چنانچہ یہہ وظیفہ خوار لوگ اُن احکامات کو فروخت کر ڈالتے تھے اور کبھی اصل رقم سے صرف پندرہ فیصدی قبول کر لیتے تھے۔ بہت سے دوکاندار اور کبھی کبھی دولتمند تاجر اُن احکامات کو گویا مفت خرید لیتے تھے اور پنشن کلکٹروں کے حوالہ کرتے تھے جنکا پیشہ یہہ تھا کہ وظیفہ کی رقم تحصیل کریں۔ یہہ لوگ کثرت سے احکامات جمع کرتے تھے اور اس کے بعد بہت سے غریب فلاکت زدہ مردوں اور عورتوں کو کرایہ کے خزانہ پر پہنچتے تھے تاکہ وہاں خوب شور مچائیں اور داویلا کریں۔ یہہ لوگ خزانہ کے دفتر کے گرد جمع ہو کے خوب چیختے تھے روتے تھے۔ اپنے سینے کوٹتے تھے اپنے بال نوچ ڈالتے تھے اور زمین پر لوٹنے لگتے تھے۔ غرضکہ

اسیطرح کا مصنوعی حال لاتے تھے اور وظیفہ کے احکامات دکھا دکھا کے یہہ
کہتے تھے کہ اللہ انھین اور ان کے بچون کو گرسنگی سے بچائے بعض عورتین
اپنے شیر خوار بچون کو ساتھ لاتی تھین اور انھین زمین پر ڈال دیتی تھین اور
ان کیساتھ آہ وزاری مین مشغول ہو کے یہہ دکھانا چاہتی تہین کہ گرسنگی سے
مر رہی ہین - ان تماشائیون کو اس قسم کا سوانگ لانے سے روزانہ چند فلوس
مل جاتے تھے -

چونکہ وزرائے مال ایسے تماشون کے عادی ہوگئے تھے اس لیئے وہ
کچھ پرواہ نہ کرتے تھے - جب تک کہ کوئی اندیشناک واقعہ پیش نہ آئے -

چنانچہ سال روان اور گذشتہ سنین مین جو احکامات وظیفون کی ادائی
کیلئے جاری ہوئے تھے وہ بہ حیثیت صدر المہام خزانہ میرے سر پڑے اور
یہہ بہت دلچسپ کام تھا -

اکثر وزرائے مال نے خود بہت سے احکامات وظائف بیس صدی کمی پر
خرید لیئے تھے اور اس موقع کے منتظر تھے کہ خزانہ مین کچھ روپیہ آئے تو فوراً
انھین پیش کر کے نقد وصول کر لین اس بات سے ایران مین بہت بدامنی
پھیلی اور اکثر عہدہ دارون نے جو اس سازش مین شریک نہ تھے سخت
مخالفت کی -

گو ان وظائف کی ادائی کیلئے روپیہ آنے کی کوئی امید نہ تھی مگر اسنے

کثرت سے وظیفہ خوار تھے اور اُن کا دباؤ اور تقاضہ اتنا زیادہ تھا کہ مجلس کو جرأت نہ ہوئی کہ ان وظائف کو تخفیف کرنے کی کوئی تجویز کرے۔

لہذا مین نے گورمنٹ مین فکت وظائف کی تجویز پیش کی۔ اور ایک مسودہ قانون تیار کرکے اپنے خیالات ظاہر کیئے۔ کونسل وزرا نے اس تجویز کی تائید کی تب مین نے اراکین مجلس کے پاس اس مسودہ کو بھیجا اور ادھون نے اس کے موافق بحث کی مگر اس عرصہ مین پولیٹکل طوفان پھٹ پڑا۔ اس تجویز کو چلانے کیلئے ایک مکمل نقشہ جس مین ملک کا حال۔ کیفیت رعایا اور پیشہ ورون کے حساب وکتاب درج ہوتے تیار کرنا ہوتا۔

الغرض گورمنٹ یہہ احکامات وظائف اُن کی صحت کی تنقیح کے بعد خود خرید لیتی اور اُن کے عوض مین ہر وظیفہ خوار کے نام پر امپیری نوٹ جاری کرتی جس سے وظیفہ خوار کو پانچ فیصدی سالانہ سود ملتا اور چالیس برس کے بعد اصل رقم ادا کی جاتی اس سے یہہ فائدہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے وظیفہ خوارون کو سالانہ نصف وظیفہ کے برابر آمدنی ہوجاتی۔ اب رہا بڑے بڑے وظائف اُن کیلئے یہہ کیا جاتا کہ جو سود ادا ہوتا اس سے اصل وظیفہ کی رقم گھٹ کر ایک چوتھائی رہجاتی۔

گورمنٹ کو دو کروڑ پندرہ لاکھ تومان کے امپیری نوٹ جاری کرنے ہوتے جن کا سود سالانہ دس لاکھ پچہتر ہزار تومان دینا پڑتا حالانکہ اب گورمنٹ کو سالانہ تیس لاکھ تومان ان وظائف کیلئے دینے ہوتے تھے۔ گورمنٹ سود کی

رقم بہ آسانی دے سکتی اور اس کارروائی سے وظیفہ خواروں کے حق مین بھی کوئی بے انصافی نہ ہوتی اس لیے کہ بجز چند لوگون کے جو کوئی خاص اثر رکھتے تھے اور کسی وظیفہ خوار کو فی الحقیقت ایک تہائی یا چوتھائی رقم بھی بمشکل وصول ہوتی تھی۔ باقی سب رقم درمیانی لوگون کے پیٹ مین جاتی تھی۔

ایک اور فائدہ اس تجویز سے یہہ تھا کہ ایران مین کثرت سے یہ پرامیسری نوٹ لین دین کے اغراض کیلیے پھیل جاتے جس کی بہت ضرورت تھی کیونکہ معمولی بنک نوٹ یا روپیہ تجارتی معاملات کے لیے کافی اور بکار آمد نہوتا تھا۔

بعض حالتون مین طہران سے دوسرے اضلاع وغیرہ مین روپیہ بھیجنا بہت دشوار تھا اکثر اوقات آٹھ فیصدی خرچ پڑتا تھا اور ایک فیصدی سے کم خرچ تو ممکن ہی نہ تھا۔ اس کے علاوہ سرکار کو وہ نقصانات پورے کرنے ہوتے تھے جو غیر ملکون کے بنکون کو نوٹ یا نقد بذریعہ ڈاک بھیجنے مین پیش آتے تھے۔

اس قسم کے پرامیسری نوٹ جاری ہونے سے لوگون مین سرکار کی ساکھ قایم ہوجاتی جس کی وجہ سے ایران مین اس طرح کے دوسرے تمسکات بھی جاری ہوسکتے اور غیر ملک کے لوگ انھین خرید کر فائدہ نہ اٹھانے پاتے اور ان کے ساتھ معاملات مین پولیٹیکل وقتین نہ پیش آتین۔

ایران مین جو چنگی کے محصول کا نرخ اب جاری ہے اس سے ایران کے

شمالی ہمسایہ کی دغابازی صاف ظاہر ہوتی ہے۔ یہہ نرخ گورنمنٹ ایران اور یورو پین ہمسایہ سلطنتوں کے درمیان بعض شرائط پر معین کیے گئے ہیں اور بغیر اُن کی مرضی کے بدل نہیں سکتے۔ یہہ نرخ موسیو نوس کے وقت مین معین کیے گئے تھے یہہ شخص اہل بلجیم گورنمنٹ ایران کا ملازم تھا۔ موسیو نوس مثل اپنے دوسرے ہموطنوں کے گورنمنٹ روس کا ایک مشہور جاسوس اور بدنام لٹیرا تھا موسیو نوس کی روسی طرفداری اس نرخ سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے جو نرخ معین کیے ہیں وہ ایران کیلئے بہت نقصان دہ اور روس کیلئے نہایت فائدہ بخش ہیں دنیا میں ایسے نرخ کہیں نہ ہونگے حالانکہ موسیو نوس ایران کا ملازم تھا مگر اس بے ایمان نے یہہ نرخ معین کرتے وقت اہل ایران کا مطلق خیال نہ کیا۔

ایک بڑا نقص تو یہہ ہے کہ اس نرخ محصول سے روسیوں کا فائدہ ہوتا ہے اور ایرانیوں کا نقصان۔ یہہ محصول اتنا کم رکھا گیا ہے کہ بمقابلہ آمدنی کے اس محکمہ کا

[محکمہ] جنگی کے حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۹۰۹ء اور سنہ ۱۹۱۰ء مین ایران مین درآمد و برآمد مال کی قیمت ۸۱۳۹۵۴۷۰ تومان تھی جسپر ۳۶۳۴۰۳۲ تومان محصول ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ ساڑھے چار فیصدی سے بھی کم پڑا۔ اس مین سے جو درآمد و برآمد مال روس کیساتھ ہوئی اس کی قیمت ۴۰۴۰۱۹۹ تومان تھی۔ چنانچہ جو محصول روسی مال پر لیا جاتا ہے وہ بہت ہی کم ہے جو خاص چیزین روس سے ایران مین آتی ہیں وہ شکر اور مٹی کا تیل ہے بشکر پر صرف تین فیصدی محصول ہے اور تیل پر نصف تومان فیصدی ہے۔

غرضیکہ گورنمنٹ ایران پر ایک بڑا بار ہے۔ گو چنگی کی آمدنی بہت معقول ہوتی ہے مگر
کل تجارتی مال بیرونی یا مقامی پر ایک معقول مساوی محصول لیا جاوے تو یہہ آمدنی تا بسالی
دو چند ہو سکتی ہے۔ غیر ملک کے مالی مشیروں سے مشورہ لینے کا یہہ نتیجہ ہے کہ بیچارے
ناتجربہ کار ایماندار ایرانیوں پر جن ماسنے نرخ معین کر دیئے گئے اور جن لوگوں نے
یہہ مشورہ دیا اُن کے اغراض کچھ اور ہی تھے انہیں اس کی پرواہ نہ تھی کہ جس ملک کا
نمک کھاتے ہیں اُس کی بھلائی کا خیال رکھیں۔ موسیو نا س نے جو نرخ معین کیے
اُن سے فی الحقیقت گورنمنٹ روس کی اُس مخلصانہ محبت کا پتہ لگتا ہے جس کیلئے
پندرہ برس سے گورنمنٹ روس ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ
گو تجارتی معاملات میں بہت ہوشیار ہے مگر یہہ نرخ محصول معین ہوتے وقت
دھوکے میں آگئی۔ چونکہ برٹش گورنمنٹ کیطرف سے کوئی با اختیار موسیو ناس
وہاں موجود نہ تھا اس لیئے گورنمنٹ برطانیہ کو خواہ مخواہ روس کی تیار کردہ نسخہ
محصول کو پینا پڑا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ با وجود روسی مال ادنی اور خراب ہونے کے
شمالی ملک ایران کی کل تجارت روسی سوداگروں کے ہاتھ میں ہے۔ روسی مال
جو ایران آتا ہے اس میں سوائے خشک نمک اور پرورده مچھلی کے باقی سب
چیزیں ناقص ہوتی ہیں۔ اسپرطرہ یہہ ہوا ہے کہ یورپ سے ایران جو مال آئے
اُسے اپنے ملک میں بحفاظت گذرنیکا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ حالانکہ دنیا کے ہر مہذب
ملک میں یہہ طریقہ جاری ہے اور مہذب گورنمنٹوں نے اس کو واجب اور ضروری

تسلیم کیا ہے اس میں اسطرح کی ذمہ داری کا انتظام نہ ہونے سے یورپ کے تجار کو بمجبوری اپنا مال خلیج فارس بھیجنا ہوتا ہے جہاں سے دشوار گذار اور محدود کشش کاروانی راستوں سے وہ ایران بھیجا جاتا ہے۔ اور برطانیہ یا دوسرے ملک کے تجار کو اپنا مال شمالی حصہ ایران میں بھیجنے کیلئے روس کو چنگی دینی ہوتی ہے اور روسی عہدہ داران چنگی کے ناز و نخرہ اٹھانے پڑتے ہیں اور بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔

باوجود ایسی سخت زیادتیوں کے روس سے اس معاملہ میں ایک چوک بھی ہوگئی ہے جو بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ ایک یا دو سال کا عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ روس دفعتاً چونکی اور اسے معلوم ہوا کہ بین الاقوامی معاہدہ ڈاک پر اس نے بھی دستخط کر دیے ہیں جسکی رو سے کل پارسل جو ڈاک میں آئیں اور روس کے ملک میں سے ہوکے گذریں اُن پر چنگی کا کچھ محصول نہ لیا جائے اور نہ وہ کھولے جائیں۔ اس چوک سے اب یورپین ممالک کا سامان تجارت بکثرت بذریعہ پارسل روس ہوکر ایران آتا ہے جس سے روسی عہدہ دار اور تجار بہت پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔

گذشتہ تیس سال میں ہمارے ایران کو غیر ملک کے ہاتھوں بہت نقصانات اُٹھانے پڑے۔ بدمعاش اور خود غرض شاہان قاچار یا اُن کے وزراء نے اپنی عیش پرستی کے لیے گویا اپنے ملک اور اہل ملک کو بیچ ڈالا ایسے ایسے

مہیا ہوسکے - یہہ دستاویزات قرضہ اور اجارے کے اور یہہ ناصر الدین پر دستخط کرکے دیئے ہین

کہ جنکا بار ایران کچھہ نہین کرسکتا - روس ان شاہان قاجار کا ہمیشہ قلتبان رہا ہے - اور

انھین ترقیم پلا پلا کے یہہ اجارہ لکھوا لیا ہے - اجارون پر اجارے حاصل کیئے گئے

ہین اور نوبت یہہ آپہنچی ہے کہ اب سارا ملک اجارون سے ایسا جکڑا ہوا ہے کہ گورنمنٹ

دولت کے وسیع ذرایع کام مین نہین لاسکتا -

۱۸۹۰ء مین تنباکو کے مشہور اجارہ سے ابتدا ہوئی اُس کے بعد متعدد اجارے

دیئے گئے - بعض تعمیر ریل کے لیے تھے - بعض سڑکون اور تیل اور دوسرے

معدنیات کیلئے تھے - اس کے علاوہ متفرق قرضون کی دستاویزین لکھی گئین - ایسا

حالت یہہ ہے کہ اگر ایران کوئی معدن نکالنا چاہتا ہے یا کوئی اور ذریعہ ملک کی

آمدنی بڑھانے کا ڈھونڈتا ہے تو شاید [illegible] حق کا کوئی نہ کوئی حکم پیش کیا جاتا ہے

جسکی وجہ سے مجبوراً دست بردار ہونا پڑتا ہے - لاکھون روپیہ کے نا معلوم دعوی

اُس کے سر منڈھے جاتے ہین - روس کی رعایا ہر قسم کا دعوی کرتی ہے اور گورنمنٹ

روس ان مطالبات کی باقاعدہ تائید کرتی ہے - چالیس لاکھ پونڈ قرض کے معاملہ

مین روس کا خاص اعتراض یہہ تھا کہ مین روسی بنک کو جس کی شاخ طہران مین

قائم ہے ملک کے اخراجات کا اختیار نہین دیتا - مین یہہ چیز کیسے منظور کرسکتا

اس سے تو یہہ مطلب تھا کہ مین روس سے یہہ کہتا کہ وہ گورنمنٹ ایران کو اپنے

ہاتھہ مین لے لے -

جب میں نے ایران کے خزانہ کا جائزہ لیا تو اُس وقت علاوہ چار لاکھ چالیس ہزار
تومان کے جو بینک کو دینا تھے کئی مہینہ سے عہدہ داران سرکار کو تنخواہیں نہیں تقسیم
ہوئی تھیں اور سفراء ایران جو غیر ممالک میں تعینات تھے انہیں برسوں سے[1]
تنخواہ نہیں ملی تھی۔ میرے پاس برابر خط پر خط آتے تھے۔ اور اُن میں نہایت
لجاجت کیساتھ ادائی ماہوار کیلئے التجا درج ہوتی تھی۔ یہہ عہدہ دار بیچارے یورپ
میں پڑے ہوئے تھے اور اب تک انھون نے قرض لیکر کام چلایا تھا جب تک

---

[1] جس وقت میں نے خزانہ کا جائزہ لیا ہے وہان ایک حبہ بھی موجود نہ تھا اور ایک نامعلوم رقم کثیر
مختلف چکون ہنڈیون اور سرکاری احکامون کی بابت واجب الادا تھی۔ یہہ سب سابق وزراء مال
نے جاری کئے تھے۔ باوجود اس خانہ جنگی کے جو جولائی ۱۹۱۱ء میں شروع ہوئی اور جس کیلئے غیر معمولی
فوجی تیاریون میں پندرہ لاکھ سے زیادہ تومان صرف ہو گئے اور باوجود کمی مالگزاری کے جو سارے
ملک میں ابتری پھیلنے کیوجہ سے ظہور میں آئی تھی میں نے بینک کا مطالبہ ۴۴۰۰۰۰ تومان کل ادا
کر دیا اور گورنمنٹ کے ضروری اخراجات کیلئے سرمایہ مہیا کر دیا۔ سفراء ایران جو غیر ممالک میں تعینات تھے
اُن کی سب تنخواہیں دیدین اور کل غیر ممالک کے دیون بیباق کر دیئے اس عرصہ میں جو غیر معمولی آمدنی وصول
ہوئی وہ قرض کی رقم تھی جو شاہی بینک سے لیا گیا اور جس سے پہلا قرض اور دوسرے مطالبات جو میرے
آنے سے پہلے وقوع میں آئے تھے ادا کر دیئے گئے یہہ رقم قرض بعد ان کل ادائیون کے بیس لاکھ
تومان تھی۔ جس وقت میں نے ۶ جنوری ۱۹۱۲ء کو اپنی خدمت کا جائزہ دیا اُس وقت خزانہ میں نقد و جنس چھ
لاکھ سے زیادہ تومان موجود تھے۔

وہ قرض ادا نہ کرتے ایران واپس نہیں آسکتے تھے اور محض سیاسی استحقاق کی وجہ سے وہ عدالتی گرفتاری سے بچے ہوئے تھے۔

ایران کی ساکھ دوسرے ممالک میں قایم کرنیکے لیے بہیسین درکار تھیں۔ مگر جب تک میں وہاں موجود رہا میں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ جبتک روپیہ خزانہ میں موجود نہ ہو میں نے کبھی کسی چک یا حکمنامہ پر اپنے دستخط نہیں کیے میرے دستخطی چک کا روپیہ وصول ہونے میں کبھی کسیکو کوئی وقت پیش آئی اور جب ایرانیوں کو یہہ معلوم ہوا تو انھوں نے بجائے بینک نوٹ کے خزانے کے چک رکھنے شروع کئے اس لیے کہ گورنمنٹ ایران کا کوئی حکم یا مطالبہ فی الفور ادا کردیا گیا۔ صرف خزانہ میں حساب کی کتابیں تھیں جو میں نے ترتیب دی تھیں۔ اس سے پہلے گورنمنٹ ایران کو کبھی ایسے حسابی کتابچوں کا علم ہی نہ ہوا۔ مختلف بینکوں کے ساتھ خزانہ کو جو معاملت رہتی تھی اسکا کل حساب ان کتابچوں میں درج تھا اور ہر قسم کی آمدنی یا خرچ کا پتہ ان سے لگ جاتا تھا ایران میں اس سے پہلے کبھی نہ ایسا ہوا تھا اور نہ ایسا کرنیکی کوشش کیگئی۔

مین نے جائزہ لیتے ہی ایرانیوں کی ایک خفیہ پولیس قایم کی جس نے بہت کام دیا اور خزانہ کے ملازمین نے جب کبھی تغلب و تصرف کا ارادہ کیا فوراً مجھے اسکی اطلاع ہوگئی۔ اس خفیہ پولیس کے ذریعہ سے مجھے سرکاری عہدہ داروں کے سازشی منصوبے بھی معلوم ہوتے رہے۔

ایران مین سکہ کا طریقہ بالکل معمولی ہے۔ ملک مین کوئی طلائی سکہ جاری نہین وہان کا بڑا سکہ قران ہے جسکی قیمت ۰۹ء۰ یا اس سے کم ڈالر ہوتی ہے۔ دس قران کا ایک تومان ہوتا ہے مگر ملک مین تومان بہت کم رائج ہین زیادہ تر دو قران کی قیمت کا ایک سکہ بہت چلتا ہے۔

شاہی بینک ایران جو ایک انگریزی بینک ہے قران مین بینک نوٹ جاری کرتا ہے۔

کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ ایران کے بعض صوبہ جات مین قران مسکوک ہوئے تھے جو نہایت بھدّے اور بدنما تھے۔ چاندی کی گولیون مین ٹھپہ ملا کے چپٹا کر دیا تھا۔ طہران مین جو شاہی دار الضرب ہے وہان کی کلین بالکل کہنہ اور بے مصرف ہوگئی ہین۔ ان کلون مین ماہانہ سات لاکھ تومان سے زیادہ نہین ڈھل سکتے۔

ایران مین تعمیر ریل کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ روس اور برطانیہ ایسے راستے بنانا چاہتے ہین جو اُن کے فوجی اغراض کے موافق ہون یا کسی خاص قسم کی تجارت کو نفع پہنچائین۔ انھین ملک ایران کی اصلاح و ترقی سے کوئی غرض نہین ہے۔ عموماً بے غرض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ پہلی ریل جو ایران مین بنائی جائے گی وہ جلفہ سے تبریز۔ زنجان۔ قزوین۔ ہمدان۔ خرم آباد۔ اور محمرہ ہوتی ہوئی خلیج فارس تک پہنچیگی۔ یہہ گویا شمال سے جنوب تک ایک بڑی لائن

ہوگی جو ملک کے بہت سے زرخیز مقامات سے ہوکر گذریگی اور ایران کو بہت جلد متمول کریگی۔ اس بڑی لائن کی بعض شاخین بھی ہون گی مثلاً ایک شاخ قزوین سے طہران تک بنائی جائیگی۔ میرا یہہ ارادہ تھا کہ گورنمنٹ ایران خود اس بڑی لائن کو بہ ضمانت مختلف حصون مین تعمیر کرے اور اس کی تعمیر کیلئے روپیہ قرض لینے کا اختیار دے مگر ایسے لوگون سے جو بالکل خانگی ہون۔ اس مین کوئی شک نہین کہ یہہ لائن اگر اچھی طرح سے چلائی جاتی تو بہت نفع بخش ہوتی۔ دوسری لائین جن کا ذکر آچکا ہے۔ کبھی نہ کبھی بنائی جائین گی مگر فی الحال وہ ایسی ضروری نہین

بارہوان باب

ضمیمہ

طہران سے میرے امریکن مددگارون کے چلے جانے کے بعد جو حالت ہوئی ظاہر ہے۔ جب گورنمنٹ ایسے لوگون کے ہاتھ مین تھی جو ملک فروشی پر تلے ہوئے تھے۔ اُن سے کسی قسم کی بہبودی کی اُمید کیا ہوسکتی تھی۔ میری روانگی کے دوسرے ہی دن موسیو مارناڈ بلجین عہدہ دار چنگی جو روس اور برطانیہ کے حکم سے خزانہ کا جائزہ لینے کو نامزد کیا گیا تھا۔ مسٹر کیرنس منصرم صدر المہام خزانہ کے پاس آیا اور کیبنٹ وزراء کی طرف سے ایک تحریری حکم پیش کیا جس مین یہہ دھمکی دی گئی تھی کہ اگر امریکن لوگون نے فی الفور جائزہ نہ دیا تو وہ علیحدہ کردیئے

جاوین گے اور انھین سزا دی جائیگی۔ باوجود اس امر کے کہ مین نے کئی ہفتے
پہلے کبینٹ کو اطلاع دی تھی کہ میری خدمت کا جائزہ لینے کیلئے کوئی مناسب
انتظام کرے اور مین نے اپنی روانگی سے کئی دن قبل لکھ بھیجا تھا کہ مین نے بالفعل
مسٹر کیرنس کو جائزہ دیدیا ہے مگر وہ بالکل آمادہ اور تیار ہین کہ کسی اور کو جسے
کبینٹ مقرر کرے فوراً جائزہ دیکر علیحدہ ہو جائین تو ایسی صورت مین اس قسم کی
دھمکی اہل امریکہ کو ہتک دینا تھا۔ چنانچہ اہل امریکہ نے اس کے متعلق اپنی سخت
ناراضگی ظاہر کی۔ جسوقت موسیو مارنارڈ کی موجودگی مین وہ مراسلہ پڑھا گیا تو
کل امریکن عہدہ دار وہان سے اٹھ کے چلے آئے اور یہہ کہا کہ وہ موسیو مارنارڈ
یا وزراء کبینٹ سے کچھ تعلق رکھنا نہین چاہتے۔ اس کے بعد مسٹر کیرنس نے
سفیر روس و برطانیہ اور وزرائے کبینٹ کے پاس تحریری شکایت بھیجی کہ ایسا
گستاخانہ برتاؤ ان کیساتھ کیون کیا گیا۔ سفراء نے دیکھا کہ یہہ جھگڑا طول کھینچیگا
فوراً وزرائے کبینٹ کو لکھا کہ اس قسم کی تحریر بالکل نازیبا تھی۔ چنانچہ وزرائے
کبینٹ نے فوراً ایک دوسرا جعلی مراسلہ بنایا اور مسٹر کیرنس کے نام بھیجا اور اسمین
یہہ لکھا کہ جو مراسلہ مسٹر مارنارڈ کے ذریعہ سے بھیجا گیا تھا وہ یہی تھا۔ اس دوسرے
مراسلہ مین کوئی دھمکی یا نامناسب الفاظ نہ تھے۔ وزرائے کبینٹ نے اس معاملہ
مین اپنی پرانی ایرانی چال چلی۔

جب یہہ صلح آمیز تحریر آئی تب مسٹر کیرنس نے سفیر روس اور برطانیہ کیساتھ اہل

امریکہ کی روانگی اور اُن کی ملازمانہ حیثیت کا مسئلہ چھیڑا۔ اس لیے کہ دراصل یہ
دونوں سفارتیں ایرانی کیبنٹ وزراء پر حکومت کر رہی تھیں۔ سفیر روس کی
درخواست پر اہلیان امریکہ خزانہ کے معاملات میں اہل بلجیم کو مدد دینے پر راضی ہوگئے
مگر یہ شرط کی کہ اُن کے حقوق ملازمت جو حسب معاہدہ انھیں حاصل ہیں اُن کا
واجبی معاوضہ دیا جائے۔ وزراے کیبنٹ سفیر روس و برطانیہ کو خوش کرنے
کی غرض سے ایک غلطی تو کر بیٹھے مگر اب ہوشیار ہوگئے اور آیندہ سے حسب
ہدایت سفیر روس تعمیل کرنا مناسب سمجھا۔ چند روز بعد مسٹر کیرنس مع بعض دوسرے
امریکن عہدہ داروں کے طہران سے روانہ ہوگئے۔ میرے دوسرے مددگار
مسٹر ہیکاسکی جو خزانہ کی شاخ بینک پر مقرر تھے ٹھیرے رہے اور انھوں نے
بلجین عہدہ داروں کو کتابچہ اور حسابات سمجھانے میں پوری مدد دی۔ مسٹر ڈکی
جو شاہی دارالضرب پر تعینات تھے وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ جب تک
بلجیم سے اُن کا جانشین آئے وہ وہاں رہیں گے۔ المختصر مارچ کے مہینے تک
کل امریکن وہاں سے چلے آئے صرف کرنل ہنزیل سفیر روس کی خواہش سے فوجی
پولیس کو تعلیم دینے کیلئے وہاں رہ گئے۔

میری روانگی کے دو دن بعد میجر پروس پر جو خزانہ کی فوج پولیس میں
قواعد وغیرہ سکھانے کیلئے معلم تھے گولی چلی۔ وہ پارک سے اتابک محل کو گھوڑے
پر جا رہے تھے کہ ایک مکان کی کھڑکی سے کسی نے ان پر بندوق چلائی۔ افواہ

یہہ تھی کہ ایک نہ ایک امریکن ضرور مار ڈالا جائیگا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جس
شخص نے بندوق چلائی وہ دراصل ایک خفیہ جماعت کا ایک رکن تھا۔ اس جماعت کا
ارادہ تھا کہ اس ذریعہ سے اپنے پولیٹکل اغراض پورے کرے۔ یہہ شخص اور
تین ساتھیون کے فوراً طہران سے بھاگ گیا۔ اُن کا سرغنہ خفیہ پولیس کا ایک
سابق افسر تھا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ طہران واپس آیا اور اُس سازش کا اقرار
کرکے اپنے تئین پولیس کے حوالہ کر دیا۔ اُس نے بیان کیا کہ اس نے بالذات
ھیچ پیروس پر حملہ نہین کیا بلکہ اس جماعت کے دوسرے چار ممبرون نے
حملہ کیا تھا جو بذریعہ قرعہ اندازی اس کام کیلئے منتخب ہوئے تھے۔ اس نے
وہ خالی مکان بھی بتایا جہان سے گولی چلی تھی اور یہہ کہا کہ دو شخص جنہون نے
دراصل گولیان چلائین اُن کی ٹانگین باندھ دی گئی تھین تاکہ تعاقب کی صورت
مین وہ بھاگ نہ سکین۔ اُس نے ایک اور دلچسپ اظہار یہہ دیا کہ وہ خفیہ جماعت
ھیچ پیروس یا دوسرے امریکن سے کچھ عداوت نہین رکھتی تھی بلکہ غرض یہہ تھی
کہ کسی ایک امریکن کو مار ڈالین تاکہ گورنمنٹ امریکہ کو ایران کے معاملات مین دخل
دینے کا موقع ملے اور اس کی دخل دہی ملک کیلئے کسی نہ کسی طرح پر مفید ہو۔ یہ
شخص فوراً قید کر لیا گیا مگر معلوم نہین کہ اس کا کیا حشر ہوا اس لیے کہ جب تک
امریکن وہان موجود تھے تب تک تو وہ وہان قید خانہ مین تھا۔ خوش قسمتی
سے ھیچ پیروس بچ گئے ورنہ ان لوگون نے تدبیر تو خوب سوچی تھی۔

مجلس برخاست ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد روس نے ٹرانس پرشین ریلوے کا مسئلہ چھیڑا۔ روس کیلئے تو اس تجویز کو پیش کرنا کچھ تعجب نہ تھا مگر حیرت اس بات پر ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ بہت سے انگریز سرمایہ دار سینٹ پٹرس برگ اس لیے تشریف لیگئے کہ اس ریل کی تعمیر کیلئے سرمایہ مہیا کریں۔ ان کا وہاں جانا برٹش فارن آفس کی منظوری اور تائید سے ہوا تھا۔ یہ ریل حسب تجویز ایران کے شمال و مغرب سے جنوب و مشرق تک بنائی جائے گی اور موجودہ روسی ریل سے بہ مقام جلفہ ملادی جائیگی بلکہ سرحد ہندوستان پر ختم ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تجویز ہر پہلو سے بڑی نازک اور اندیشناک ہے عام اصول کے لحاظ سے کم از کم یہ چاہیے تھا کہ اس امر کو روک دیا جاتا اور گورنمنٹ ایران سے اس طرح کا اجارہ ریل بنانے کیلئے ملتوی رہتا اس لیے کہ جس حالت میں روس اور برطانیہ کی فوجیں تمام ممالک میں پھیلی ہوئی تھیں اور روسی جھنڈے شمالی ایران کے زرخیز صوبہ جات میں اڑ رہے تھے اور روسی تلوار اور پھانسی تبریز میں اپنا پورا کام کر رہی تھی کم از کم گورنمنٹ ہند کو لازم تھا کہ اس ریل کی تعمیر روک دیتی۔ گو جب سے لارڈ ہارڈنگ ہندوستان کے ویسرائے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ ہند کی موروثی پالیسی چند سال سے اس سلطنت کی حفاظت کیلئے کچھ بدل گئی ہے تاہم یہ غور کرنا چاہیے تھا کہ روسی ریل کوہ قاف کی فوجی بارکوں سے سلطنت ہند کی سرحد تک لا رہی

اس کا نتیجہ کیا ہوگا - گورنمنٹ ہند نے اس ریل کی تعمیر کے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کسیقدر احتیاط سے کام تو لیا اور یہہ کہا کہ سرحد ہند و ایران کے قریب چھوٹی پٹری کی ریل بنائی جائے مگر اس سے کیا ہوتا ہے - اب فوجی نقل و حرکت کیلئے ایسی آسان ترکیبین معلوم ہوگئی ہین کہ فوج اور سامان بہت ہی آسانی کیساتھ ایک ریل سے دوسری ریل مین منتقل ہو سکتا ہے - اگر کبھی روسی فوجین مخالفت کی نیت سے ہندوستان کی سرحد کیطرف بڑھائی گئین تو انھین بڑی پٹری سے چھوٹی پٹری کی ریل مین بیٹھکر آگے بڑھنے کیلئے کوئی وقت پیش نہ آئیگی -

اس تجویز سے گورنمنٹ روس اور برطانیہ کی خاص غرض یہہ تھی کہ ایران کے کل مالی ذرایع مفقود ہو جائین - اور ایران کے وسایل آمدنی کو مکفول کر کے ملک کو بالکل مفلوج کر دین - بلکہ موسیو مارنارڈ نے غالباً کسی دوسری سلطنت کے اشارے سے یہہ تجویز بھی پیش کر دی تھی کہ گورنمنٹ ایران اس سرمایہ کے سود کی ضامن رہیگی جو اس ریل کے بنانے کے لیئے درکار ہوگا - ناظرین اس تجویز کی دلیری اور بیشرمی پر تو ذرا خیال کرین - اول تو ایران کو ایسی ریل کی ضرورت نہین - یہہ ریل محض فوجی نقل و حرکت کیلئے بنائی جا رہی ہے - تجارتی لحاظ سے کچھہ فائدہ نہ ہوگا - اگر ایران کو مجبور کر کے اس ریل کی تعمیر کے سرمایہ کے سود کی ادائی کا ضامن ٹھہرایا تو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ ملک کی آمدنی

ایک سو برس تک اسی مین کھپ جائیگی۔ اس کے علاوہ جیسا کہ دوسرے مقامات پر تعمیل ریل کیلئے کیا گیا ہے روسی اس ریل کیلئے بھی اپنے ملک کا مال مصالحہ بیچارے ایرانیون کے سر مڑھین گے اور جو قیمت چاہین گے اُن سے لین گے بالخصوص اُس حصہ لائن کیلئے جو جلفا اور اصفہان کے درمیان ہوگی۔ اُسکے لئے تو یقیناً ایسا ہی کیا جائیگا۔ اگر یہہ ریل صرف اصفہان ہی تک بنے تب بھی اس مین روس کا بڑا فائدہ ہے اور اگر اس کو بڑھا کے ہندوستان کی سرحد تک لائے تو اُس صورت مین روس کے فوجی اغراض پورے ہونے کے کوئی حد ہی نہین اس قسم کی ریل سے ملک کو فائدہ پہونچنے کے لیے صدیان درکار ہوا کرتی ہین اسکا وجود محض پولیٹکل ہوگا اور بمقابلہ صرف کے ایرانیون کو کوئی نفع نہ پہونچیگا۔

اسیطرح اور دو مرے بڑے تعمیری پروگرام ہین جو گورنمنٹ برطانیہ نے گذشتہ تین ماہ مین گورنمنٹ ایران کے سامنے پیش کرے ہین اور یہہ ارادہ ہے کہ بہت جلد روس اور برطانیہ کی نگرانی مین شروع کئے جائین سر ایڈورڈ گرے نے ہر چند اہل انگلستان کو مغالطہ مین ڈالنے کی کوشش کی مگر اس کارروائی کا نتیجہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف یہی کہ اُن کاٹکڑے ٹکڑے کون جن سے گورنمنٹ ایران اس وقت مرکب ہے ابھی حال مین گورنمنٹ روس اور برطانیہ نے بابت فیصدی سالانہ سود پر دو لاکھ پونڈ قرض دیئے ہین

کرہ کندن و کاہ برآوردن کی مثل عنقریب ثابت آئیگی - یہہ فرض بعض عجیب و غریب شرائط پیدا کیا گیا ہے اور وزراے کیبنٹ نے وہ شرائط منظور بھی کرلئے ہین مگر دیکھنا چاہئیے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے جو متحدہ شرائط نامہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء کو دونون سفارتون کیطرف سے پیش ہوا ہے بہت قابل دید ہے - اب یہہ دیکھنا چاہئیے کہ جب سے معاہدہ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء مرتب ہوا ایران نے کہان تک خودمختاری ترقی اور آسودہ حالی دکھائی -

دونون سفارتون کی آرزوئین برآئین - یہہ متحدہ شرائط نامہ پیش ہونے کے دو دن بعد ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء کو ہمارے پرانے دوست سچے اور تجربہ کار وزیر امور خارجہ یعنے وثوق الدولہ نے ان دو ہمسایہ سلطنتون کی نیک نیتی پر بھروسہ کر کے شرائط نامہ منظور کر لیا - اس شرائط نامہ سے گویا ایران کی گردن مین ایک اور زنجیر پڑی جو کم از کم روس کے ہاتھہ مین رہیگی -

روس اور برطانیہ نے ایران کی قومی حیثیت کو جو تباہ کیا یہہ واقعہ تاریخ مین ایک یادگار رہیگا اور یہہ افسوسناک کہانی کبھی نہ بھولیگی بعض حالتون مین جب کبھی کسی قوم کی خودمختاری چھینی گئی ہے تو اس کیلئے معقول وجوہ بھی پیش ہوئے ہین - مثلاً شائستگی کا پھیلانا یا انتظامات کی اصلاح وغیرہ مگر ایران کیلئے کوئی ایسی وجہ یا عذر نہین پیش ہوسکتا - روس کبھی یہہ دعوی نہین کرسکتا کہ ایران مین شائستگی پھیلائی یا ملک کو ترقی دی گئی -

گورنمنٹ ایران اور دونون سلطنتون کے مابین جو کچھ مباحثے یا جھگڑے رہے ہے وہ محض اس بنا پر تھے کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اہل ایران کی بھلائی کیلئے ہے مگر جو کچھ کہا گیا یا کیا گیا اس سے صاف ایسی خود غرضی اور بے انصافی ٹپکتی ہو جسے دیکھکر شرمانا چاہئے محض روسی اغراض یا برطانیہ کی تجارت کیلئے ہزارہا بے گناہ اہل ایران ذبح کر دیے گئے اور لاکھون بندگان خدا کی جانین خطرے مین پڑین اُن کے حقوق بیرحمی سے پامال کیے گئے اور اُن کی جائدادین ضبط ہوئین مگر کبھی اس کے متعلق ایک حرف بھی مُنہ سے نہ نکالا گیا۔

ایران کے متعلق برطانیہ کی دو کتب آبی جو ابھی حال مین شایع ہوئی ہین اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایران کی خودمختاری پر کیسے ظالمانہ حملے ہوئے ہین گو اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کتب آبی مین سے بعض مضامین جن سے ان دونون سلطنتون کی بدنامی کا اندیشہ تھا خارج کر دیئے گئے ہین تاہم جو کچھ ان مین درج ہے وہ اس بات کے ثبوت کیلئے کافی ہے ان کتابون مین کہین ایک سطر بھی اس مضمون کی نہین ہے جس سے یہہ معلوم ہوا کہ ایران ایک مخلصانہ ملک تھا جسکی بادشاہت اور خودمختاری کے تحفظ کیلئے دونون سلطنتین دسمبر ۱۹۱۱ع مین ضامن ہوئی تھین مگر اُسے یون تباہ کیا گیا۔

چنانچہ اب ایران مین روس اور برطانیہ کے عمل دخل کا وقت آگیا اسمین شک نہین کہ زیادہ تر روسیون کا دخل رہیگا۔ مگر یہہ صرف انگلستان کی کمزوری

کہہ دینے سے خیر کچھ ہو بیچارے ایرانیوں کے حق میں نتیجہ وہی ہوا اُن کی پولیٹکل ہستی دنیا سے اٹھ گئی اور اب ہمیشہ کیلئے غلامی نصیب ہوئی - دنیا ان کی فریاد نہیں سن سکتی - اس لیے کہ بیچارے کمزور ہیں اور ایشیائی ہیں اس کے علاوہ روم قدم درمیان میں ہے ایک سال کے عرصہ میں تین اسلامی سلطنتیں مراکش طرابلس اور ایران خاک میں مل گئیں اور اس کا باعث وہی مہذب عیسائی سلطنتیں ہوئیں جو ہمسائگی کا دم بھرتی تھیں - یہ اندوہناک واقعہ کچھ ہنسی نہیں ہے - دنیا کے کروڑہا مسلمان اگر ناراضگی ظاہر کریں تو کوئی اُن کو الزام نہیں دیسکتا - کیا وہ نہیں جانتے کہ سنہ ۱۹۱۱ء کے واقعات یورپ کی عیسائی سلطنتوں کی متفقہ سازش کا نتیجہ ہیں جنھوں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ دنیا میں کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے -

ایران کے مسلمان تو عیسائیت کا بہت احترام کرنے لگے تھے اور روح اللہ کی وعظ و تلقین پر انہیں بہت اعتبار تھا - انھوں نے مغربی اخلاقی اصول کی تقلید شروع کی تھی اور یہاں سے تجارتی اور تمدنی طریقوں کو اختیار کرنا چاہا تھا - انہیں انجیل مقدس کے دس احکامات خوب معلوم تھے لیکن عیسائی دنیا مسلمانوں کو کیا جواب دیسکتی ہے اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ ان دس احکام میں جو ایک حکم یہ بھی ہے کہ اپنے ہمسایہ کی چیز مت چراؤ - اس حکم کی پابندی مراکش - طرابلس اور ایران کے معاملہ میں کس حد تک کی گئی -

مصنف کو بین الاقوامی معاملات کی پاسداری کی نسبت کوئی دہوکا یا غلط فہمی نہین ہے اور نہ اپنے تئین دہوکا دینے کی کوئی وجہ ہے مگر ایران کے زوال سے ایک نیا سبق جو حاصل ہوسکتا ہے وہ یہہ ہے کہ مہذب دنیا کو موجب برکت بننے کے لیے ابھی منزلین درکار ہین۔ بیچارے اہل ایران اس کوشش مین رہے کہ اپنے ملک مین اچھا انتظام کرین تاکہ امن سے زندگی بسر ہو اور انھون نے یہہ چاہا کہ ظالم اور بدمعاش راشی حکمرانون کی حلقہ بگوشی سے ازادی اختیار کرین۔ ایسی حالت مین اُن کے لیے کیا یہی مناسب تھا جو کیا گیا وہ مجبوراً پھر غلامی کے گڑھے مین ڈھکیلے گئے یا جانورون کیطرح فروخت ہوئے برطانیہ اور روس کے مدبرین نے ایران مین جو کچھ کیا بجائے خود جتنا چاہین فخر کرین۔ مگر یہہ بات بہت مشکوک ہے کہ دنیا بھی اوس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گی

انگلستان کا مشہور ظریف ناول نگار لکھتا ہے کہ ہم مشرق کو درہم برہم نہین کرسکتے۔ اُس کے اس قول مین بڑی دوراندیشی اور حکمت بھری ہے مغربی لوگ اور مغربی کمالات مشرق کو درہم برہم کرسکتے ہین مگر اس صورت مین کہ مشرقیون کو یقین ہوجائے کہ اس مین اُن کا فائدہ ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ اخلاقی فرپاد اور قومی تفاخر حب الوطنی کا جوش جیسا مغرب مین ہے ویسا ہی مشرق مین بلکہ مشرق مین بہت گہرا ہے۔ مشرقی جب دیکھتے ہین کہ کسی بات

ہین محض سفیرون کا فائدہ ہے تو اُسے ایسا جلدی اختیار نہین کرتے۔

ایران کی ساری نجات اس مین تھی کہ اپنے مالی ابتریون کی اصلاح کرے زمانہ گذشتہ مین البتہ یہہ بھی ممکن ہوتا کہ بغیر ان اصلاحات کے ایک قوی مرکزی حکومت قایم ہوسکتی جیسا کہ بعض شاہان ماسبق نے سارے ملک پر ایک زبردست حکومت کی مگر زمانہ حال مین وہ وقت نہین رہا کہ ایران مین بغیر معقول محصولبندی اور دوسرے مالی معاملات کی اصلاح کے ملک مین انتظام ہوسکتا۔ چنانچہ اہل ایران بھی اس بات کو بخوبی سمجھ گئے تھے اور سوائے چند بددیانت امرا اور ملازمین کے سب یہہ چاہتے تھے کہ ہم اپنے کام مین کامیاب ہون۔ روس کو اس بات کی خبر ہوگئی اور اُسے یہہ اندیشہ ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ ایران کی حالت سدہر جائے وہ یہہ نہین چاہتا تھا کہ ایران کی حالت کبھی درست ہو۔ باقی معاملات تو محض ذیلی تھے۔ ؎

پیر میخانہ چہ خوش گفت بدردی کش خویش
کہ مگو حال دلِ سوختہ با خامے چند

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
دیباچہ ۱۰	۱۳	شل الکبیر	تل الکبیر	۱۳۶	۱۱	شہسوارونکو	شہسواہیونکو	۲۷۶	۱۶	خنکے	خنک
۱۹ "	۱۶	غرو	غرہ	۱۴۴	۱۶	ے	-	۲۷۸	۷	بٹیر	سطے
۳۱ "	۳	استان	ستان	۱۵۱	۱۵	نہ	-	۲۸۱	۱۷	اُبھل	اوجھل
۳۲ "	۱۷	متلون	متلائن	۱۶۳	۲۳	کے	سے	۲۸۲	۷	ذولت	دولت
۳۸ "	۱۱	تنے	تے	۱۶۷	۱	چاہتے	چاہتی	۲۸۶	۱	سکے	اسکے
کتاب اصل ۴	۱۰	باقتدار	با اقتدار	۱۶۲	۲	-	×	۲۹۷	۱۶	کلھتیا	کلتیاً
۹ "	۱۷	بترسم	نتزسم	۱۶۳	۱۳	دین	وہین	۲۹۹	۱۷	عجلے	سمجھتے
۱۳ "	۶	ہوئی	ہیولی	۱۶۴	۴	بختیارین	بختیاریون	۳۰۳	۷	حلیبے	حبیب سے
۱۵ "	۱۷	ڈالناسے	ڈالناہے	۱۷۵	۲	مقابلہ	مقابلہ مین	۳۰۵	۶	بیرسٹن	سپرسٹلین
۱۹ "	۱۱	مخنترم	محترم	۱۸۳	۷	سازی	ساری	۳۰۶	۱۲	روحی	روسی
۲۱ "	۵	شکبنجی	شکرنجی	۱۸۳	۸	مارشدالدولہ	ارشدالدولہ	۳۰۸	۳	بالٹک	بالٹک
۲۷ "	۱۷	فائدہ الھاسکو	فائدہ اٹھاسکی	۱۹۳	۴	کوزین	کوزیل	۳۱۵	۱۳	ہندوستانی	ہندوستان
۲۶ "	۱۷	وتنین	دیتی	۱۹۳	۷	جیب	حب	۳۲۲	۹	ذمہداری	ذمہ دار
۴۹ "	۵	نرڈھے	نہ ڈگے	۱۹۶	۱۳	بلائی	گلائی	۳۲۳	۱۴	بدنمائی	بدنما
۵۶ "	۱۳	تعینات	تعنات	۲۰۱	۱۳	بھی	مجھے	۳۲۸	۱۴	فروردی	فروری
۶۴ "	۳	کو	×	۲۱۶	۴	کرکے	کرسے	۳۳۲	۱۵	سوٹے	چھوٹے
۸۰ "	۱۵	سفیرون	سفیرون	۲۱۹	۱۳	ہوجادین	ہوجائین	۳۳۳	۱۰	سخنت	سخت
۸۱ "	۲	گھوڑاسواری	گھوڑاسواری	"	۹	ٹے	طے	۳۳۳	۱۷	۳۵	۱۳۵
۱۰۳ "	۱۰	صلاح	اصلاح	۲۳۱	۱۱	اب	ابھی	۳۳۴	۱۳	تیارون	تیاریون
۱۱۱ "	۱۱	معزولہ	معزول	۲۳۲	۷	جلفیہ	حلفیہ	۳۳۴	۱۳	پیش آنگی	پیش آگئے
۱۱۲ "	۱۶	روز	ہر روز	۲۳۳	۱۷	صورتیون	صورتون	۳۳۵	۱۶	اول سی	اوسے
۱۱۶ "	۳	تعینات	تعنات	۲۳۶	۹	معزو	معزول	۳۳۶	۹	شخص	مشخص
۱۲۱ "	۵	رہین	مین	۲۳۸	۸	چاہا	چاہیے	۳۴۱	۸	مین	×
۱۲۱ "	۱۵	تعینات	تعنات	۲۳۹	۵	گزر	گزرتی	۳۴۳	۱۴	اورکچھ نہ کیا	اور نہ کچھ کیا
۱۲۶ "	۱۳	مہیر	مہیری	۲۵۳	۱۲	سیاہی	سپاہی	۳۴۷	۸	اصلاح ومال	اصلاح مال
۱۲۹ "	۱	دوز	روز	۲۶۴	۷	تنرع	تنزع	۳۵۹	۳	معنزہ	معجزہ
۱۳۲ "	۱۵	ہوا ہوگا	بڑا ہوگا	۲۶۴	۹	کا	اکثر	۳۶۳	صفحہ	۳۵۳	۳۶۳
۱۳۵	۵	گئے	سکیے	۲۶۴	۱۶۲	ہے	طے	۳۶۴	۱۵	فوج	فوجی